یا اللہ جل جلالہٗ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا - الآية

سَیفُ الجَبَّار

المَسلُول علی الاعداء للابرار

۱۲۶۵ھ

تالیف لطیف

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول

قادری بدایونی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۲۸۹ھ)

ناشر

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچنت گڑھ انجن شیڈ

لاھور

مکتبہ رضائے حبیب مریدکے، ضلع شیخوپورہ

سلسلہ اشاعت نمبر ٨

نام کتاب — سیف الجبار
مؤلف۔ — مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہ
مقدمہ۔ — محمد عبدالحکیم شرف قادری
کتابت۔ — میاں محمد اقبال۔ (رانا)
طباعت بار ششم۔ — ربیع الاول ١٣٩٣ھ / ١٩٧٣ء
ناشر۔ — مکتبہ رضویہ انجمن شیڈ لاہور
تعداد — ایک ہزار۔
صفحات — ٢١٦
قیمت — ٨/٥٠
مطبع — لاہور آرٹ پریس۔ لاہور۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ حامدیہ، مکتبہ نبویہ، مکتبہ المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔
رضوی کُتب خانہ۔ نزد جلال الدین ڈسپنسری وقف سرکلر روڈ لاہور۔
سُنی دارالاشاعت، مکتبہ علویہ۔ ڈ چکوٹ روڈ۔ لائل پور۔
مولانا محمد انور قادری۔ جامعہ العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع سرگودھا۔
مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری خطیب فردوس تھیٹر مریدکے ضلع شیخوپورہ
مولانا غلام رسول صاحب سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
استاذ العلماء مولانا عبدالقیوم صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور۔
انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ضلع جہلم۔
مکتبہ رضویہ مکان ١١١ محلہ چشت نگر ھا انجمن شیڈ لاہور۔

فہرست

سیف اللہ المسلول معین الحق شاہ فضل رسول قادری

بدایونی قدس سرہ العزیز

آپ معقول و منقول کے جامع اور شریعت و طریقت کے شیخ کامل تھے عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ خلق خدا کے جسمانی و روحانی امراض کے علاج میں صرف کیا۔ اَن گنت افراد آپ سے فیضیاب ہوتے۔ اس کے علاوہ تحریر و تقریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے قابل قدر کوششیں کیں۔

اس دور میں کچھ لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" سے بُری طرح متاثر ہو گئے اور شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدست اسرارہم کے مسلک سے منحرف ہو کر فتنۂ نجدیت کے پھیلانے میں بڑے زور شور سے مصروف ہو گئے۔ اس فتنہ کے سدّ باب کیلئے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی جگہ قابل قدر کوششیں کیں جن میں استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ دہلوی، مولانا منور الدین دہلوی (مولانا ابو الکلام آزاد کے والد کے نانا) اور معین الحق شاہ فضل رسول قادری وغیرہم بہت نمایاں طور پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا۔ بیشمار سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اور لاتعداد افراد کو راہِ راست دکھائی ——— مولوی محمد رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ و شیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے و نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت و برکت سے شرفِ اسلام حاصل ہوا تمام مشائخ کرام، علمائے عظام بلادِ اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت و طریقت کا امام مانتے ہیں۔"[1]

---

[1] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین حصہ اول مطبوعہ نظامی پریس۔ بدایوں (۱۳۶۵ھ) ص ۲۵۵

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ العزیز (متوفی ۱۲۶۳ھ) کے ہاں متعدد صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ لہٰذا آپکی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ مرشد برحق شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کی دعا کیلئے گزارش کریں لیکن شاہ عین الحق پاس ادب کی بناء پر ذکر نہ کرتے۔ جب حضرت شاہ فضل رسول کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالٰی نے خود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی[1]

چنانچہ ماہِ صفر المظفر (۱۲۱۳ھ / ۹۸-۱۷۹۷ء) میں آپکی ولادت ہوئی[2] حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام "فضل رسول" رکھا گیا اور تاریخی نام "ظہور محمدی" منتخب ہوا[3]۔

صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم جد امجد مولانا عبد الحمید سے اور کچھ والد ماجد مولانا شاہ عبد المجید سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے پاپیادہ لکھنؤ کا سفر کیا اور فرنگی محل لکھنؤ میں ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہٗ کے جلیل القدر شاگرد مولانا نور الحق قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۳۸ھ / ۲۳-۱۸۲۲ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے خاندانی عزت و عظمت اور ذہانت کے پیش نظر اپنی اولاد سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی حتیٰ کہ آپ چار سال میں تمام علوم و فنون سے فارغ ہوگئے[4]

جمادی الاخریٰ (۱۲۲۸ھ) کو حضرت مخدوم شاہ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالٰی

۱ے ایضاً ص ۲۵۰۔ ۲ے رحمٰن علی۔ تذکرہ علمائے ہند، اردو مطبوعہ کراچی ص ۲۸۰۔

۳ے محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۰۔

نوٹ۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی میں تاریخی نام "ظہور محمد" غلط لکھا ہے کیونکہ اسکے مطابق سن ولادت ۱۲۰۳ھ ہونا چاہیئے۔ تاریخی نام "ظہور محمدی" (۱۲۱۳ھ) ہے ۴ے ایضاً ص

مزار کے سامنے عرس کے موقعہ پر مولانا عبد الواسع لکھنوی، مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی اور دیگر اجلہ علماء کی موجودگی میں رسم دستار بندی ادا کی اور وطن جانے کی اجازت دی[1]۔۔۔ وطن آکر مارہرہ شریف حاضر ہوئے، حضور اچھے میاں آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا۔ "اب فن طب کی تکمیل کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالٰی کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دُنیاوی فیض جاری کرنا منظور ہے۔ چنانچہ آپ نے دھول پور میں حکیم ببر علی موہانی سے طب کی تکمیل کی۔

ابھی آپ دھول پور ہی تھے کہ حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کے انتقال پُر ملال کا سانحہ پیش آگیا۔ وصال سے قبل تنہائی میں شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کو طلب فرما کر طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا۔ اور شاہ فضل رسول قادری کے دستِ شفا کی مبارکباد دی[2]۔

والد ماجد کے بُلانے پر دھول پور سے واپس وطن پہنچے اور مدرسہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے اہلِ شہر کے علاوہ دیگر بلاد کے لوگوں نے بھی فیض حاصل کیا پھر صلۂ رحمی کے خیال سے ملازمت کا ارادہ کیا، ریاست بنارس وغیرہ میں قیام کیا لیکن درس و تدریس کا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہوا۔

اس عرصے میں کئی بار والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی، ہر دفعہ معاملہ دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا۔ بالآخر معلوم ہُوا کہ مقصد یہ ہے کہ جب تک دُنیاوی تعلق ختم نہیں کیا جاتا، حصول مقصد میں تاخیر رہے گی۔ چنانچہ تعلقات دنیاویہ ختم کر کے حاضر ہوئے اور حصول مدعا کی درخواست کی۔ والد ماجد نے قبول فرما کر "فصوص الحکم شریف" اور "مثنوی مولانا روم" کا بالاستیعاب درس دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اکثر اوقات ہولناک جنگلوں میں گزارتے کئی سال تک یہ حالت رہی پھر جا کر سلوک کی طرف رجوع ہوا[3]۔

آپ کو والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے علاوہ سلسلۂ چشتیہ،

۱ے۔ ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد امام احمد رضا نمبر مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴۸۔

۲ے۔ محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۱۔ ۳ے ایضاً۔ ص ۲۵۲۔

نقشبندیہ ابو العلائیہ اور سلسلۂ سہروردیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر معتکف تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ سفر خرچ کا فکر کئے بغیر پیادہ پا بمبئی روانہ ہو گئے۔ دو ماہ کا سفر تائید ایزدی سے اس قدر جلد طے ہوا کہ آپ ساتویں دن بمبئی پہنچ گئے۔ حالانکہ زخموں کی وجہ سے کچھ دن راستے میں قیام بھی کرنا پڑا۔ بمبئی سے سفر مبارک کی اجازت حاصل کرنے کے لئے والد ماجد کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ انہوں نے بہ کمال خوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ حرمین شریفین پہنچنے کے بعد عبادت و ریاضت کے شوق کو اور جلا ملی۔ شب و روز یاد الٰہی میں بسر کئے۔ اور خلق خدا کی خدمت کے لئے پوری طرح کمر بستہ رہے۔

مولوی رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"جو کچھ ریاضتیں آپ نے ان اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں بجز قدمائے اولیائے کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں۔ حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی۔"[۱]

اسی مبارک سفر میں حضرت شیخ مکہ عبداللہ سراج اور حضرت شیخ مدینہ عابد مدنی سے علم تفسیر و حدیث کا استفادہ کیا۔ اسی سال کامل جذب ارادت سے بغداد شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور بیشمار فیوض و برکات حاصل کئے۔ درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید علی نے آپ کو از خود اجازت و خلافت مرحمت فرمائی[۲] اور انکے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان نے آپ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اجازت حاصل کی[۳]

جب آپ واپس وطن پہنچے تو والد ماجد اسی سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت

۱؎ رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۱۔

۲؎ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی، ص ۳۸۰

۳؎ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص ۲۵۳

قصد فرما کر بمقام بڑودہ پہنچ چکے تھے حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس عمر میں آپ نے اس قدر طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہے۔ لہذا میں مفارقت گوارا نہیں کر سکتا۔ وہیں سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اجازت طلب کی اور والد ماجد کے ساتھ پھر سوئے حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں عبادات و ریاضات کے علاوہ والد مکرم کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اور ان کی دعاؤں سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے۔

مولانا کی ذات والا صفات مرجع انام تھی۔ ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لئے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا۔ کوئی ظاہری علوم کی گتھیاں سلجھانے کے لئے شرف باریابی حاصل کرتا۔ تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرانے کی غرض سے دامن عقیدت واکرتا۔ غرض وہ علم و فضل کے نیر اعظم اور شریعت و طریقت کے سنگم تھے۔ جہاں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے تھے۔ وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا۔

ذیل میں وہ استفتاء نقل کیا جاتا ہے جو ہند کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے دربار سے بعض اختلافی مسائل کی تحقیق کے لئے مولانا شاہ فضل رسول قادری کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اصل استفتاء طویل اور فارسی میں ہے۔ لہذا اختصار کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو یہ کہتا ہے کہ دن متعین کر کے محفل میلاد شریف منعقد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے، اور فاتحہ کرنا طعام و شیرینی پر حرام ہے۔ اور اولیاء اللہ

۱؎ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳۔

سے مراد چاہنا شرک ہے۔ اور حسبِ دستورِ قدیم ختم میں پانچ آیتوں کا پڑھنا بدعت سیئہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے اور کہتا ہے تعزیہ کا بالقصد یا بلا قصد دیکھنا کفر ہے اور ہولی کا دیکھنا اور دسہرے میں سیر کرنا اگرچہ بلا ارادہ ہو تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اس کی عورت پر طلاق ہو جائیگی اور کعبہ شریف و مدینہ منوّرہ کے خطّہ میں کوئی بزرگی نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ اس زمین میں ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے باشندگان ظالم ہیں مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا اور مکہ معظمہ میں عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مکہ سے باہر کیا۔

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کی اقتداء اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا مسلمانوں کو ان سے بیعت ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور شرع شریف کا ایسے لوگوں پر کیا حکم ہے۔ و نیز ان کے متبعین پر کیا حکم ہے۔ فقط

نقل مہر حضرت ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ دین پناہ وفقہ اللہ لما یحبہ و یرضاہ

محمد بہادر شاہ	بادشاہ غازی
ابو ظفر سراج الدین	

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری نے پندرہ صفحات میں تفصیل سے جواب لکھا اور مسلک اہلِ سنت و جماعت کو دلائل سے بیان کیا۔ اس فتوٰی پر اجلہ علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے۔

آپ نے خدمتِ خلق، عبادت و ریاضت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ سفر و حضر میں آپ کا دریائے فیض بکمال استحضار کے ساتھ جاری رہتا۔ آپ نے اعتقادیات، درسیات طب اور فقہ و تصوف میں قابلِ قدر کتابیں لکھی ہیں۔ مشہور تصانیف درج ذیل

ـلـه ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر الہ آباد (شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء) ص ۵۰، ۵۱۔
بحوالہ اکمل التاریخ جلد دوم۔ ص ۵۴ تا ۱۶۹۔

ہیں۔ سیف الجبار، بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، فوز المومنین، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، رسالہ طریقت، حاشیہ میر زاہد رسالہ قطبیہ، حاشیہ میر زاہد ملا جلال، طب الغریب، تثبیت القدمین، شرح احادیث ملتقطہ ابواب صحیح مسلم، فصل الخطاب، حرزِ معظم۔

چند کتب کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) المعتقد المنتقد (عربی) عقائد اہلِ سنت پر نہایت اہم کتاب ہے۔ اس میں بعض نئے اٹھنے والے فتنوں کی بھی سرکوبی کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی فرمائش پر لکھی، اس پر بڑے بڑے نامور علماء مثلاً مجاہد آزادی استاذ مطلق مولٰنا محمد فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ، صدر الصدور دہلی، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا حیدر علی مؤلف منتہی الکلام وغیرہم نے گرانقدر تقریظیں لکھیں اور نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔

مولانا حکیم محمد سراج الحق خلف رشید مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایونی نے اس پر حاشیہ لکھا اور جب یہ کتاب بریلی شریف سے شائع ہوئی تو امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے نام سے قلم برداشتہ نہایت وقیع حاشیہ تحریر کیا۔ "المعتقد المنتقد" اس لائق ہے کہ اسے درسیات میں شامل کیا جائے مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کی طرف سے آب و تاب سے شائع ہو چکی ہے

(۲) بوارق محمدیہ۔ المعروف بہ "سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان" (فارسی) مولوی محمد رضی الدین اس کی تصنیف کا باعث یوں بیان کرتے ہیں۔

"بالخصوص رد وہابیہ میں جس قدر بلیغ کوشش بحکم اولیاءِ کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ جب آپ بمقام دہلی روضہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں مزارِ مبارک پر مراقب تھے۔ عین مراقبہ میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں۔

اور دونوں دستِ مبارک پر اس قدر کُتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حدِ نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی ہے۔ ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمہ لیکر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو۔ بمجرد اس ارشاد مبارک کے آپ نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور تعمیل ارشاد واجب الاضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ میں کتاب مستطاب "بوارق محمدیہ" تالیف فرمائی ہے[1]

اس کتاب کو علماء و مشائخ نے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۶ھ) نے "الشوارق الصمدیہ" کے نام سے خلاصہ ترجمہ کیا۔ جو عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ) نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں"[2] دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"در بوارق مے نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم آں حدیث روایت کردہ اند"[3] ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"ایں جا بر ذکر چندے از انفاس متبرکہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نمودہ است آنہا را مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نمودہ می آید"[4]

حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ نے جا بجا بوارق محمدیہ کے حوالہ جات نقل کر کے اور ان پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں بیان توحید کیلئے بہت سخت زبان استعمال کی ہے۔ جس کا خود انہوں نے ایک موقعہ پر اعتراف بھی کیا تھا۔ عقیدہ

[1] محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص ۲۵۴۔ [2] حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ۔ اعلاء کلمۃ اللہ طبع چہارم۔ ص ۱۳۹۔
[3] ایضاً۔ ص ۱۶۳۔ [4] ایضاً ۱۹۵۔

توحید کی بنیادی حیثیت سے انکار کر کے کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا لیکن ایسا اندازِ بیان یقیناً قابلِ تردید ہو گا جس میں شانِ الوہیت کی عظمت کے اظہار کیلئے شانِ رسالت کو نظر انداز کر دیا جائے اور تنقیص شان کا ارتکاب کیا جائے۔ بتوں کے حق میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء و اولیاء کی ذواتِ مقدسہ پر چسپاں کیا جائے وہ توحید ہرگز قابلِ قبول نہیں جو شانِ رسالت کی تنقیص پر مشتمل ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ نے اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"الحاصل مابین اصنام و ارواح مکمل فرقیست بیّن و امتیاز لیست باہر پس آیات واردہ فی حق الاصنام را بر انبیاء و اولیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین حمل نمودن کما فی "تقویۃ الایمان" تحریفے است قبیح و تخریبے است شنیع"[1]

الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح میں فرق ظاہر و باہر ہے لہذا اُن آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا جو بتوں کے حق میں وارد ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے۔ قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔

دیگر علماء اسلام کی طرح مولانا شاہ فضل رسول قادری نے بوارق محمدیہ اور "سیف الجبار" وغیرہ کتب میں تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی عبارات پر محض جذبۂ دینی کے تحت عالمانہ تنقید کی ہے۔

(۳) سیف الجبار (اُردو) متعدد دفعہ مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق آخری دفعہ دار العلوم منظرِ اسلام بریلی کے شعبۂ تبلیغ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا تاریخی نام "سیف الجبار علی الاعداء للابرار" (۱۲۶۵ھ) ہے ـــــ اس میں فتنۂ نجدیت کی ابتداء، اس کے پھیلاؤ، حرمین شریفین اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر نجدیوں کے لرزہ خیز مظالم کا تفصیلی نقشہ پیش کیا گیا ہے، تاریخی اعتبار سے یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ مصنف نے نجدی مظالم کے

[1] حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ۔ اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۷۱۔

اثرات بچشم خود ملاحظہ کئے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح مخا حدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیرالمومنین ہو گیا، عجب ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۵۷ھ میں اسی حال پر چھوڑا۔"[۱]

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مولوی حسین احمد مدنی کی رائے قابل ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں۔

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا اور انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکے تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔"[۲]

شاہ فضل رسول قادری نے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کو قریب سے دیکھا، ان کے عقائد اور عزائم کا بنظر غائر جائزہ لیا، ان کے طور طریق کو بخوبی جانچا اور پھر ضمیر کی آواز کو بلا کم و کاست تحریر کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

"فاحشہ رنڈیوں کی بھی پیش کش (نذر) لینے میں تامل نہ تھا۔ یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں، چنانچہ بنارس کا ریزیڈنٹ اگنسن بروگ نام، اسکے گھر میں ایک فاحشہ تھی، بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور، مرید

۱؎ مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار ص ۷۴
۲؎ مولوی حسین احمد مدنی۔ الشہاب الثاقب۔ ص ۵۰

ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کئے۔ اور اس کے مرید ہونے سے ریزیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اسکو اپنی بیٹی فرمایا تھا۔ راقم بھی وہاں موجود تھا۔"[۱] سیف الجبار میں تقلید کی حقیقت اور امام الائمہ، سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑے دل نشین پیرائے میں ذکر کئے گئے ہیں۔

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید (صغیر)، ۷ محرم بروز جمعہ ۱۲۲۱ھ کی صبح علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے پیش ہوئی۔ اس وقت نجدی لشکر طائف میں قتل و غارتگری اور مسجد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منہدم کر کے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر رہے تھے۔ علمائے مکہ مکرمہ نماز جمعہ کے بعد جمع ہوئے اور کتاب التوحید کا مطالعہ کر کے اس کا رد کیا۔ مولانا احمد بن یونس باعلوی اس تردید کو ضبط تحریر میں لائے۔ نماز عصر تک اسکے ایک باب کا رد مکمل ہوا تھا کہ طائف کے مظلوموں کا ایک گروہ مسجد حرام میں پہنچ گیا اور مشہور ہو گیا کہ نجدیہ کا لشکر حرم شریف میں پہنچ کر قتل و غارت کرنے والا ہے اس عام اضطراب کی وجہ سے دوسرے باب پر نظر نہ کی جا سکی۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے سیف الجبار کے آخر میں کتاب التوحید کا پہلا باب اور اس پر علماء مکہ مکرمہ کا رد بمع ترجمہ نقل کر دیا ہے۔ جا بجا تقویۃ الایمان کی عبارتیں نقل کی ہیں، جن سے یہ عجیب و غریب حقیقت سامنے آتی ہے کہ تقویۃ الایمان اسی "کتاب التوحید" کا ترجمہ اور شرح ہے۔ علماء مکہ مکرمہ کی تقریرات کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور مولانا شاہ محمد فضل حق خیر آبادی کی عبارات نقل کی ہیں جن سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ حضرات نہ تو "کتاب التوحید" کے معتقد ہیں اور نہ تقویۃ الایمان کے مندرجات سے متفق، ان کے عقائد وہی ہیں جو اس وقت کے علماء مکہ مکرمہ اور علماء اہل سنت وجماعت کے ہیں۔

شاہ فضل رسول قادری پر عام طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ "انہوں نے انگریزی حکومت کے دور میں منصب افتاء، قضا اور صدر الصدوری کے ذریعہ اقتدار

۱؎ مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار، ص ۷۲-۷۳۔

حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا۔"

تعجب ہے کہ جب علماء دیوبند میں سے مولوی محمد حسن نانوتوی، مولوی محمد مظہر، مولوی محمد منیر، مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمٰن، مولوی مملوک علی اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی وغیرہم بھی "سرکار انگریز" کے ملازم تھے تو فرنگی حکومت کے اقتدار کو مضبوط تر کرنے کا الزام علماء اہل سنت پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے ؟

پھر یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اگر علماء منصب افتاء، قضاء اور صدر الصدری کو قبول نہ کرتے تو ان مناصب پر فائز ہو کر فیصلہ کرنے والے ہندو ہوتے یا انگریز۔ کیا یہ اچھا ہوتا کہ علماء ان مناصب کو قبول نہ کرتے اور مسلمان اپنے مقدمات کے فیصلوں کے لئے ہندو یا انگریز کی کچہریوں میں مارے مارے پھرتے۔

اسی سلسلے میں ہمارے کرم فرما پروفیسر محمد ایوب قادری نے ایک بات کہی ہے۔[۱]

"مولانا فضل رسول بدایونی کی تصانیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوتی ہیں"[۲]

بر تقدیر تسلیم ہمارے نزدیک مولانا پر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ "ان کی اکثر کتابیں کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوتی ہیں"؟ کیونکہ انگریز دوستی یا انگریز سے ساز باز بیشک جرم اور قابل اعتراض امر ہے فقط سرکاری ملازم ہونا کوئی جرم کی بات نہیں ہے بشرطیکہ کسی خلاف اسلام امر میں ان کا تعاون نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے مولوی عبد الحی کو ملازمت کی اجازت دیکر اس قسم کے شبہات کو ختم کر دیا تھا۔ سرکاری ملازمت سے ہر شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کر لینا کہ یہ انگریز کا خیر خواہ وفادار اور محب ہے کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اکثر و بیشتر انہی علماء نے کھل کر حصہ لیا جو انگریز کے دور اقتدار میں صدر الصدور اور افتاء وغیرہ کے مناصب پر فائز تھے۔

پھر یہ بھی ایک فکر انگیز حقیقت ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" پہلے پہل رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے شائع ہوئی۔ اگر یہ کتاب کو سرکاری ملازم شائع

۱۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید (مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۸ء) ص ۱۸
۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۶۔
۳۔ محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۱۸۔

کرے۔ تو ضروری نہیں کہ اس میں حکومت کا ایماء شامل ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کتاب سرکاری پالیسی کے مطابق ہو لیکن جب کسی کتاب کو "رائل ایشیاٹک سوسائٹی" ایسا سرکاری ادارہ شائع کرتا ہے تو معمولی سی سمجھ بوجھ والا آدمی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ وہ کتاب یقیناً سرکاری پالیسی کے مطابق ہو گی۔ مخالف ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مولانا فضل رسول قادری کی تصانیف کو کسی ذریعہ سے بھی سرکاری حمایت حاصل ہوتی تو بعض دیگر مصنفین کی طرح انکی تصنیفات بھی کثرت سے طبع ہوتیں حالانکہ "تقویۃ الایمان"[۱] وغیرہ کتابیں جس کثرت سے اشاعت پذیر ہوئیں، مولانا فضل رسول قادری کی کتابیں اس کثرت سے شائع نہیں ہوئیں۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے کتنے واضح الفاظ میں انگریزی اقتدار سے نفرت و استحقار کا اظہار کیا ہے اور انگریز کے اقتدار کو دین میں فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ درج ذیل اقتباس سے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر کے حکومت (انگریزی اقتدار) اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔"[۲] ——— دوسری جانب مولوی اسمٰعیل دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو۔ تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مولانا فضل رسول قادری اور دیگر علماء اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام میں کتنی سچائی ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایک موقعہ پر کہا۔

" انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم و تعدی نہیں کرتی نہ انکو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے۔ ہم انکے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر کوئی ہم پر زیادتی کرتا ہے تو اسکو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت

۱۔ پروفیسر محمد شجاع الدین (متوفی ۱۹۶۵ء) صدر شعبۂ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے پروفیسر خالد بزمی (لاہور) کے نام ایک مکتوب میں اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ تقویۃ الایمان کو انگریز نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ تبصرہ لاہور، جولائی ۱۹۶۵ء ص ۶۔
۲۔ مولانا فضل رسول قادری۔ سیف الجبار ص ۲۷۔

توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصولِ مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون گرا دیں۱؎"

مولانا شاہ فضل رسول قادری کے بارے میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے۔

مولانا حیدر علی ٹونکی نے اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی نے مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کی شہادت (۱۸۳۱ء) کے بیس سال بعد وہابیوں کے رد میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ ظاہر ہے پنجاب کے انگریزوں کے قبضہ میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہِ راست انگریز سے تھا۲؎۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہلِ سنت وجماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں اُتر آئے، بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاذ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی، مولانا رشید الدین خاں اور علمائے پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی، بعض نے تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

"حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الٰہ آبادی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ جب اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے، افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اثنا عشریہ

۱؎ منشی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات سید احمد شہید ص ۱۷۱

۲؎ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۴

کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۱؎"

مولانا شاہ فضل رسول قادری ان علماء میں سے تھے جنہوں نے اس نئے فتنے کی تردید کے لئے بھرپور تقریری کام کیا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور ایسی کتابیں لکھیں جنہیں اہلِ علم سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ مولانا کی ساری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی کوششوں میں حفاظت دین کے سوا اور کوئی مقصد نظر نہیں آئیگا۔ کیا اس بات کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی ابتدائی زندگی میں تقریر کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید نہیں کی حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۳۹ تا لیغ ملک العلماء

مولینا ظفر الدین بہاری کے مطالعہ سے واضح طور پر . . . .

پتہ چلتا ہے کہ مولانا طالب علمی کے زمانہ ہی سے ردِ وہابیت کی ابتداء کر چکے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی، سید صاحب اور انکے رفقاء کو انگریزوں سے کوئی مخاصمت نہ تھی اور نہ وہ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ ہی رکھتے تھے۲؎۔

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے جس شخصیت نے طویل مدت تک سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہو۔ اس کے شاگردوں کا شمار لازماً دشوار ہوگا۔ چند فضلاء کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جنہوں نے آپ کے بحر علم سے استفادہ کیا۔

مولانا شاہ محی الدین ابن شاہ فضل رسول قادری (م ۱۲۷۰ھ) مولانا محب الرسول شاہ محمد عبد القادر بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی، قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسد اللہ خاں الٰہ آبادی (م ۱۳۰۰ھ) استاد مولوی رحمٰن علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند مولانا عنایت رسول۳؎ چریاکوٹی۔ مولانا شاہ احمد سعید دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) مولانا کرامت علی جونپوری (م ۱۲۹۰ھ) مرید سید احمد بریلوی،

۱؎ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر ص ۱۹، ۲۰ ۲؎ اس سلسلے میں مقالات سرسید حصہ شانزدہم مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے حاشیہ پر شیخ اسمٰعیل پانی پتی کا نوٹ ص ۲۴۸ تا ۲۵۲ اور ص ۳۱۸ تا ۳۱۹ قابل ملاحظہ ہے نیز سید صاحب کی تحریک کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لئے جناب وحید احمد مسعود بدایونی کی تحقیقی کتاب "سید احمد شہید کی صحیح تصویر" مطبوعہ لاہور ملاحظہ کی جائے۔ ۳؎ نامور فاضل مولانا محمد فاروق چریاکوٹی (م ۱۹۰۹ء) استاذ شبلی نعمانی، مولانا عنایت رسول کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے

مولانا سید عبد الفتاح گلشن آبادی، مولانا عبد القادر حیدر آبادی (م ۱۲۲۹ھ) مولانا سید اشفاق حسین (م ۱۳۱۸ھ) مولانا خرم علی بلہوری (م ۱۲۷۳ھ) مولانا حکیم محمد ابراہیم جہانپوری سید منیار شاہ سنبھلی، مولانا سید خادم علی، مولانا سید ارجمند علی، مولانا سید اولاد حسن خلف سید آل حسین، مولانا غلام حیدر، مولانا جلال الدین رئیس سوتھ محلہ، مولانا فصاحت اللہ متوبی، مولانا امانت حسین دانش مند، مولانا بہادر شاہ دانش مند وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے مریدین کا سلسلہ عرب و عجم میں پھیلا ہوا ہے۔ بیشمار لوگ مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ سے تائب ہو کر آپ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔

آپ کے چند مریدین کے نام یہ ہیں۔

مولانا محب الرسول شاہ، محمد عبد القادر بدایونی خلف رشید شاہ فضل رسول قادری، مولانا حکیم سراج الحق ابنِ مولانا فیض احمد بدایونی (م ۲۲ ۱۱ھ/۱۹۰۵ء) مولانا سید آل نبی حسنی حسینی شاہجہانپوری (م ۱۲۷۸ھ) مولینا حکیم عبد العزیز، مولانا عبید اللہ بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ بمبئی (م ۱۳۱۵ھ)، ملا اکبر شاہ افغانی، مولانا عون الحق، حافظ محمد ضیاء الدین حیدر آباد دکن، قاضی حمید الدین خاں مچھلی بندر، شیخ محمد صدیق متوطن بمبئی، شیخ عبد الرحیم رئیس بدایوں، شیخ عبد الہادی ملقب بہ شاہ سالار وغیرہ وغیرہ

جب آپ کی عمر شریف ۷۷ برس ہوئی تو آپ کے شانوں کے درمیان پشت پر زخم نمودار ہوا۔ ایک دن قاضی شمس الاسلام عباسی جو آپ کے والد ماجد کے مرید تھے۔ عیادت کے لئے حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا۔

"قاضی صاحب بمقتضائے "وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ" آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربارِ نبوت سے استیصال فرقۂ وہابیہ کے لئے مامور کیا گیا۔ الحمد للہ! کہ فرقۂ باطلہ اسمٰعیلیہ و اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا دربارِ نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو باقی نہ رہی، میں اس دارِ فانی سے جانے والا ہوں[۱]"

[۱] ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر، ص ۵۳۔

آخری دنوں میں کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ مگر عبادت و ریاضت اور تہجد کیلئے شب بیداری میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ ۲ جمادی الاخریٰ (۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) بروزِ جمعرات خلف رشید مولانا شاہ محمد عبد القادر قادری بدایونی کو بلا کر نمازِ جنازہ کی وصیت کی، ظہر کے وقت اسم ذات کے ذکرِ خفی میں مصروف تھے کہ اچانک دو دفعہ بلند آواز سے "اللہ اللہ" کہا ایک نور دہن مبارک سے چمکا اور بلند ہو کر غائب ہو گیا اور ساتھ ہی روح قفسِ عنصری سے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

رحلت کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی پھر بھی ہزارہا افراد نے جنازہ میں شرکت کی مغرب کے بعد عیدگاہ شمسی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور شب جمعہ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے[۱] مولوی عبد السلام سنبھلی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے۔

معدنِ فضلِ الٰہی حضرت فضل رسول	پیشوائے اہلِ عرفاں سرورِ اہلِ قبول
واقفِ اسرارِ شرع و کاشفِ اسرارِ دیں	ماہرِ کامل بہر فن از فروعش تا اصول
سطوتِ تقریرِ او بگداخت جانِ منکراں	ہیبتِ تحریرِ او انداخت در کنجِ خمول
جامعِ علم و ولایت دافعِ آثارِ جہل	قامعِ بنیادِ کفر و رافعِ اوجِ قبول
رفت از دنیا و دنیا از غمِ او تیرہ شد	کرد روشن منزلِ اول بانوارِ نزول
ایں جہاں را سنگِ ماتم بر جبین مدعا ست	آں جہاں را گوہرِ مقصود در دستِ وصول

خواستم تاریخ وصل وے نویسم ناگہاں
شد لبِ الہام از روحش "آنا فضلِ رسول"[۲]

(۱۲۸۹ھ)

مولانا معین الدین نے درج ذیل تاریخ وصال کہی ہے۔

حضرت فضلِ رسول نامدار	با فضیلت با کرم با افتخار
کان فی عزٍّ و فضلٍ کاملاً	فضلہ کالشمس فی نصف النہار
واقفِ اسرارِ علم و معرفت	مرشدِ دیں سرِ حق را راز دار

[۱] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۴

[۲] تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۳۸۱

دوئم از ماہِ جمادی الآخرہ　راہِ دارِ آخرت کرد اختیار
وقت رحلت داشت شغل ذکرِ حق　بود از دم ضربِ ذکا را آشکار
ناگہاں آورد با جہر تمام　اسمِ ذاتِ پاکِ حق برربِ دوبار
اللہ اللہ گفت و جاں دادہ بحق　کرد بر نامِ خدا جاں را نثار
گشت مفہوم آں زماں از شش جہت
لفظ اللہ از در و دیوار و دار

آخر میں بقیۃ السلف حضرت مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی دام ظلہٗ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) اور حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کی راہنمائی اور معاونت سے یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مولانا غلام رسول سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔ مؤلف "توضیح البیان" کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ مکتبہ رضویہ کی مطبوعات کی اشاعت کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ہمیشہ فی سبیل اللہ تعاون کرتے ہیں اور ہماری حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ　　محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء　　اشاعت العلوم چکوال۔

تمہید تردید مذہب جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ حال وہابیہ کا کہ عبد محمد ابن عبدالوہاب سالکن نجد کے پیرو ہیں یہ ہے کہ ۱۲۲۱ھ میں برہمی انتظام سلطنت روم دیکھ کر خروج کیا اور اس بنا پر سب مسلمانوں کو مشرک ٹھیرایا۔ اور ایک نیا عقیدہ بنایا جو اس کے خلاف ہو مشرک ہے اور حرمین پر تغلب کیا اور اہلِ سنت کے قتل کو مباح کیا اور ایک زمانہ تک حرمین طیبین اور بعض عراق کے شہروں پر مثل کربلا وغیرہ کے اُن کا تسلط رہا۔ آخر مسلمانوں کے لشکر نے اُن پر فتح پائی اور استیصال کلی اُس کا ۱۲۳۳ھ میں ہو گیا اور اُن کے نئے عقیدہ کی کتاب (کتاب التوحید) جو ہندوستان میں آئی تھی۔ مولوی اسمٰعیل نے اُس کو اختیار کیا اور ایک رسالہ اس کے مطابق کر گویا اس کا ترجمہ اور شرح ہے اُردو زبان میں تصنیف کیا اور تقویۃ الایمان اُس کا نام رکھا کہ اس کی رُو سے اُن کے اُستادوں سے لے کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کوئی شرک سے نہیں بچتا۔ ہند کے علماء اہلِ سنت نے اُن کے آگے اور پیچھے تحریر و تقریر سے رد کیا۔ ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو حق سمجھے اور مولوی اسمٰعیل کے مذہب کو اچھا کہے فقط اور وہ جو وہابیہ کے عقیدہ کا حال ہے اوپر مذکور ہوا اس کی ایک سند بہت بڑی معتبر لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ درمختار نام فقہ حنفی کی کتاب مشہور ہے۔ علامہ شامی نے اس پر ایک حاشیہ لکھا۔ اُس کا نام ردالمحتار ہے اور وہ حاشیہ تمام بلادِ اسلامیہ میں مشہور و معروف ہے۔ اور ہند کے وہابی یعنی مولوی اسمٰعیل کے پیرو تھے۔ جیسے مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی بشیرالدین قنوجی

اور مولوی سید احمد سی۔ ایس۔ آئی۔ اور مولوی امداد علی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر وغیرہم جو بحمایت مولوی اسمٰعیل کے، مذہب اہل سنت کے رد میں رسالے تصنیف کرتے ہیں اور مولوی اسمٰعیل کی طرف سے جواب لکھتے ہیں اور چھپواتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اس حاشیہ شامی سے اپنے رسالوں میں سند لاتے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون فاستباحوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم وظفر علیهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتهی۔

یہ عبارت نسخہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۰۹ پر باب البغاۃ میں ہے، اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہندوستان کے وہابی یعنی اسماعیلیہ جو اپنی وہابیت کی برائی چھپانے کے واسطے وہابیہ نجد کی تعریفیں زبانی بیان کرتے ہیں، اور رسالوں میں لکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لوگ بہت اچھے اور دیندار تھے اور اہل سنت وجماعت سے کچھ مخالفت نہ تھی اور انہوں نے کچھ ظلم نہیں کیا اور اس ملک کے لوگ اُن کو برا نہیں جانتے ہیں یہ سب باتیں وہابیہ اسمٰعیلیہ کی کذب وافترا ہیں اور اسی حرکت سے ان کا وہابی ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یہ کتاب "سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار" اس کا نام ہے اور یہی اس کی تاریخ انجام ہے منجملہ تالیفات شریفہ جناب ہدایت مآب زبدۃ العلماء المحققین عمدۃ الفضلاء المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سند الاولیاء مستند الاصفیاء واقف حقائق المعقول والمنقول کاشف دقائق الفروع والاصول سیف اللہ المسلول حضرت مولانا **فضل الرسول** الحنفی القادری العثمانی البدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافاض علینا برکاتہ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاهِرِیْنَ ۵۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر[1] کی حکومت کے اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔ حکم شرع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ کہ حکم ہے کسی چیز کے جان لینے اور مان لینے کا کچھ کام کرنا نہ کرنا اُس میں نہیں ہے۔ جیسے اللہ ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ قیامت حق ہے، شفاعت حق ہے بہشت ودوزخ حق ہے، اس کو علم عقائد کہتے ہیں۔ دوسری قسم حکم ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان سے کام کرنے یا نہ کرنے کا۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کرنا، چوری، شراب خواری

[1] انگریزوں کی حکومت، یہ کتاب اس وقت لکھی گئی اور چھپی جبکہ انگریز حکومت کر رہے تھے دوسری طرف مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا فرمان ملاحظہ ہو۔ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔ ہم صرف سکھوں سے اپنے بھائیوں کا انتقام لیں گے۔ (۷۱۔ حیات طیبہ مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۳۵۱ھ) شرف قادری۔

نہ کرنا اس کو علم فقہ کہتے ہیں تیسری قسم حکم ہے دل سے کام کرنے نہ کرنے کا۔ جیسے صبر و توکل تسلیم و رضا تبتل[1] کرنا عُجب، حسد، بُغض، ریا نہ کرنا اس کو علم تصوف کہتے ہیں اور علم اخلاق اور علم زہد اور علم توحید اور احسان بھی کہتے ہیں پہلے ان تینوں کو فقہ کہتے تھے پھر جُدا جُدا نام ہو گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے جو فقہ کی تعریف کی یعنی اس کے معنی بیان کئے، اُس میں تینوں کو داخل رکھا اور شرع و دین نام ہے مجموعہ ان تینوں کا جو نہ ہو وہی دین کا نقصان[2] ہے اس زمانے میں کہ قاضی مفتی محتسب خلیفہ سرپرست نہ رہے جن کا خوف نہ ہو نفس اور شیطان نے جو آدمی کے دشمن ہیں، قابو پایا۔ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ ہر شخص گویا مالک دین کا ہے جو چاہتا ہے حکم کر دیتا ہے۔ تیسری قسم شرع کی یعنی تصوف کہ دین کا کمال ہے بالکل چھوٹ گیا۔ نام و نشان باقی نہ رہا۔ عمل کا تو کیا مذکور علم بھی کمیاب بلکہ گویا نایاب ہو گیا اور بے ادب زبان دراز جاہل لوگ اُس کو بُرا کہنے لگے اور پہلی قسم کی جڑ ہے دین کی سو جیسا سلف نے کہا ہے۔ اُس کو بدعت سیئہ میں داخل کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم میں بھی جو پہلوں نے لکھا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے کفر اسلام حرام

---

[1] دُنیا کے علاقے چھوڑ کر اللہ ہی کی یاد میں رہنا [2] صدر الشریعۃ نے تنقیح میں لکھا ہے الفقہ معرفۃ النفس مالھا وما علیھا یعنی علم فقہ جاننا نفس کا ہے اُس چیز کو کہ اُسکے واسطے ہے اور جو اس پر ہے اور شرح میں کہ توضیح نام ہے لکھا ہے کہ یہ تعریف منقول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخر قول میں لکھا ہے کہ وہ شامل ہے اعتقادیات و وجدانیات و عملیات کو فمعرفۃ مالھا وما علیھا من الاعتقادیات ھی علم الکلام ومعرفۃ مالھا وما علیھا من الوجدانیات ھی علم الاخلاق والتصوف کالزھد والصبر والرضا وحضور القلب فی الصلوۃ ونحو ذلک ومعرفۃ مالھا وما علیھا فی العملیات ھی الفقھۃ المصطلحۃ فان اردت بالفقھۃ ھذا المصطلح زدت عملا علی قولہ مالھا وما علیھا وان اردت ما یشتمل الاقسام الثلث لم تزد ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ انما لم یزد حیث اراد الشمول یعنی جاننا نفس کا اس چیز کو کہ اُسکے واسطے ہے اور اس پر ہے اعتقادیات سے علم کلام اور وجدانیات سے علم اخلاق و تصوف ہے جیسے زہد صبر رضا حضور قلب وغیرہ اور عملیات سے فقہ مصطلح ہے اگر فقہ سے

حلال اُن کے اختیار میں ہے۔ جیسا جس کے جی میں آتا ہے، کہہ دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ سو اس خیر خواہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ جو اس کے علم و فہم میں آیا ہے۔ قلم سے لکھ دے کہ اوروں کو بھی مفید ہو اس واسطے یہ رسالہ محض للہ لکھا ہے۔ اور ہر مسلمان دیندار بھائی کے حضور میں عرض ہے کہ اسے دیکھیں۔ اگر پسند خاطر ہو۔ تو دعائے خیر سے فقیر کو یاد کریں اور اگر کسی مقام میں شک و شبہ ہو یا کسی صاحب کے نزدیک کسی طرح کا سقم ہو تو ضرور بالضرور تقریر و تحریر سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فقیر کو مطلع کریں کہ ممنون احسان ہوگا اور جو بات حق معلوم ہو گی اُسے بدل و جان قبول کریگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ نفسانیت کو دخل نہ دے گا۔ اور جو فقیر کی سمجھ میں اُس بات کی حقیقت ٹھہر گی پھر اُن صاحب کے حضور میں عرض کریگا۔ یہاں تک کہ طرفین کے نزدیک ایک بات حق مقرر ہو جاوے۔ اخوت اسلامی کا حق یہی ہے۔ مگر ایک عرض اور بھی ہے کہ سب اوراق کو اول سے آخر تک خوب ملاحظہ فرما کر اس تصریح سے کہ تمام کتاب میں ہمارے نزدیک فلانی فلانی بات مشکوک یا غلط اور باقی مسلم و مقبول مجھ کو نصیحت کریں کہ الدین النصیحۃ اور فائدہ نصیحت کا اُسی صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ میں اپنی سب خطا و صواب پر آگاہ ہو جاؤں تا کہ خطا کے دور کرنے اور صواب کے قائم رکھنے سے ماخوذ خدا کا نہ رہوں۔ اور کسی بات ناتمام یا زائد خارج از مطلب کا اظہار نہ کروں وغیرہ یا از قسم امثال و حکایات یا الفاظ میں اُلجھنا اور جھگڑا کھڑا کرنا بے فائدہ اور خلاف راہ انصاف کے ہے جو اصل مطلب ہیں ہاں اس میں اگر شک و شبہ ہو اس کے ارشاد سے ممنون منت کریں اور اگر کسی شخص کو کسی سقم پر اطلاع ہووے اور مجھ کو خبر نہ کرے وہ خدا کے ہاں ماخوذ

یہی ارادہ کرے تو عمل کی قید بڑھا دے اور اگر تینوں کو شامل رکھے تو نہ بڑھاوے اور ابو حنیفہ نے قید عمل کی نہ بڑھائی اس سبب سے کہ ارادہ کیا شامل ہونا فقہ کا تینوں قسموں کو ۱۲۔

ہوگا اور میرا حق اس پر رہے گا۔ اس رسالہ میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب ہیں۔ اور ایک خاتمہ۔

مقدمہ میں بیان ہے صراطِ مستقیم کا

یہ بات ظاہر ہے کہ ہر فرقہ آپ کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھی راہ پر جانتا ہے مگر صرف ایک کا جاننا اور کہنا کفایت نہیں کرتا اور اُن کے فقط کہہ دینے سے ثابت نہیں ہو جاتا۔ بلکہ حق وُہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہو۔ اس واسطے ہم رجوع کرتے ہیں خدا اور رسول کے کلام کی طرف یہ بات دریافت کرنے کے لئے کہ سیدھی راہ اور صراطِ مستقیم کونسی ہے۔ سو قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت مانگیں اور یوں کہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور اُسی جگہ صراطِ مستقیم کا بیان بھی فرما دیا کہ وہ راہ اُن لوگوں کی ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور دوسری جگہ اُن لوگوں کا بھی بیان فرمایا کہ کون ہیں یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ[1]۔

[1] عبارت تفسیر عزیزی کی یہ ہے۔ وچوں بندہ را تعلیم فرمودند کہ ہدایت راہِ راست طلب نماید لازم آمد ذکر کسانیکہ بواسطہ آنہا راہِ راست بہ بندگان رسیدہ است بر دیدن اعمال وشنیدن اقوال آنہا راہِ راست از غیر راہِ راست متمیز شدہ والا ہر کسے از اہل مذاہب مختلفہ دعویٰ میکند کہ من بر راہِ راستم پس جماعت را یقین باید کرد در ذہن خود کہ بیان کنندہ راہِ راست باشند لہذا بیان راہِ راست بایں طریق تعلیم فرمودند صراط الذین انعمت علیہم یعنی راہ کسانیکہ انعام کردۂ بر ایشاں وایں لفظ را در جائے دیگر از قرآن مجید تفسیر فرمودہ اند۔ بچہار فرقہ کہ انبیاء و صدیقاں و شہیداں و صالحاں باشند پس معلوم شد کہ راہِ راست راہ ایں چہار فرقہ است و در وقت مناجات با پروردگار بندہ را می باید کہ ایں چہار فرقہ را ملحوظِ نظر اجمالی سازد و راہ آنہا طلب کند چنانکہ در قرآن مجید در سورۂ نساء می فرماید ═══

جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت طلب کرے تو اُن لوگوں کا ذکر کرنا لازم ہوا کہ جن کے واسطے سے سیدھی راہ بندوں کو پہنچی ہے اور اُن کے اعمال کے دیکھنے اور اقوال کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جُدا ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب مختلف مذاہب والوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ میں سیدھی راہ پر ہوں سو ایک جماعت کو مقرر کیا چاہیئے کہ سیدھی راہ کے بیان کرنے والے ہوں اس واسطے۔ راہ کا بیان اس طرح تعلیم فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ کہ انعام کیا تو نے جن پر اس لفظ کی قرآن مجید میں دوسری جگہ تفسیر فرمائی ہے کہ وے چار فرقے ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ سو معلوم ہوا کہ سیدھی راہ انہیں چار فرقوں

═══ ومن يطع الله والرسول فاولٓئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولٓئك رفيقا یعنی ہر کہ اطاعت خدا و رسول خدا بجا آورد بگفتہ ہر دو عمل کند پس او در راہ ہمراہ کساں میرود کہ انعام کردہ است اللہ تعالیٰ بر آنہا و آنہا چہار فرقہ اند انبیاء و صدیقان و شہیداں و صالحان وایں گروہ نیک رفیق اند پس در اھدنا الصراط المستقیم ہمیں راہ حق است و از صراط الذین انعمت علیہم طلب رفیق است کہ الرفیق ثم الطریق و در اینجا باید دانست کہ عوام مومنین را رفاقت صالحان طلب باید کرد صالحان را رفاقت شہیداں و شہیداں را رفاقت صدیقاں و صدیقاں را رفاقت انبیاء۔ اگر کسے از عوام مومنین خواہد کہ رفاقت انبیاء نماید اورا از رفاقت ایں سہ گروہ درجہ بدرجہ ناچار یست چنانچہ اگر کسے رفاقت بادشاہ خواہد بدون رفاقت جماعت داری کہ او در رفاقت رسالہ داری واو در رفاقت میری، از امراء کبار باشد ممکن نیست ولہذا دخول در طریق اہل اللہ و توسل بانہا جستن محو اہل اسلام شدہ و نیز باید دانست کہ چوں اصل راہ از عالم غیب بحضرت انبیاء تعلیم فرمودہ اند و از ایشان بہ صدیقان و از صدیقان بشہداء و از شہداء بصالحان رسیدہ لازم است کہ دل را معرفت انبیاء حاصل شود بعد از اں معرفت ایں سہ گروہ دیگر بہ طلب رفاقت آنہا میسر گردد ۱۲۔

کی ہے اور بندے کو چاہیے کہ اللہ سے مناجات کے وقت میں ان چار فرقوں کو اپنی نظر میں لحاظ کرے اور اُن کی راہ طلب کرے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے سورۂ نساء میں۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

یعنی جو کوئی اطاعت خدا و رسول کی بجالاوے اور دونوں کے کہے پر عمل کرے سو وہ راہ میں اُن کے ساتھ جاتا ہے کہ انعام کیا ہے۔ اللہ نے اُن پر اور وہ چار فرقے ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں راہ حق کا ڈھونڈھنا ہے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں رفیق کا طلب کرنا ہے کہ الرفیق ثم الطریق پہلے رفیق پھر راہ اس جگہ جاننا چاہیے کہ عوام مومنوں کو صالحوں کی رفاقت کرنی چاہیئے اور صالحوں کو شہیدوں کی اور شہیدوں کو صدیقوں کی اور صدیقوں کو انبیاء کی اور جو کوئی عوام مومنین سے چاہے کہ رفاقت انبیاء کی کرے۔ اُس کو ان تین گروہوں کی رفاقت درجہ بدرجہ ضروری ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے تو بغیر رفاقت جمعدار کے کہ وہ کسی رسالہ دار کی رفاقت میں ہو اور رسالہ دار کسی امیر کے بڑے امیروں میں سے رفاقت میں ہو ممکن نہیں اسی واسطے اہل اللہ کے طریقوں میں داخل ہونا اہل اسلام کا مقصود ہوا۔ اور یہی جاننا چاہیئے کہ جو اصل راہ عالم غیب سے انبیاء کو تعلیم فرمائی اور انبیاء سے صدیقوں کو اور صدیقوں سے شہیدوں کو اور شہیدوں سے صالحوں کو پہنچی ہے لازم ہوا پہلے انبیاء کو جاننا اور اس کے بعد ان تینوں کو تو اُن کی رفاقت کی طلب میسر ہو۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہاں چاروں لفظوں کے معنے بیان

کئے اور لکھا کہ شہید[1] اُسے کہتے ہیں کہ دل کو اُس کے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیاء سے اُس کو پہنچا ہو اُس کا دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے۔ اسی واسطے دین کے کام میں جان دینا اس کے نزدیک آسان کام ہے گو ظاہر میں مارا نہ گیا ہو۔ اور آخر کو شاہ صاحب نے لکھا۔

ولی[2] ان تینوں فرقوں کو شامل ہے لیکن اکثر صالحوں کو کہتے ہیں اور وہ چیز کہ ان چاروں فرقوں کو شامل ہے اُس کے علامات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن کے رزق کی کفالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ اوروں سے ممتاز ہوں اور دشمنوں سے بچاتا ہے اور غربت میں اُن کا انیس ہوتا ہے اور اور اُنکے نفسوں میں غیرت دیتا ہے کہ امیروں اور بادشاہوں کی خدمت سے

---

[1] شہید آن است کہ قلب او بمشاہدہ مستحق باشد و آنچہ انبیا علیہم السلام باو رسانیدہ اند بہ نہجے قلب او آن را قبول کند کہ گویا او را می بیند و لہٰذا دادن جان در امر دین نزد او سہل کارے باشد گو بہ حسب ظاہر مقتول نہ شدہ باشد۔ [2] و نام ولی ہر چند شامل این سہ گروہ است لیکن بیشتر این لفظ بر صالحین اطلاق کردہ می شود و چیزے کہ شامل این چہار فرقہ است یعنی انبیاء و صدیقان و شہداء و صالحین از علامات آن است کہ حضرت ایشان را دوست می دارد و تکفل رزق ایشان میفرماید بہ نہجے کہ ممتاز از سائر الناس باشند و از اعدائے خود ایشان را محفوظ می دارد و انیس ایشان می باشد در غربت و در نفوس ایشان غیرتے می دہد کہ بہ سبب آن غیرت بخدمت ملوک و امراء راضی نہ می شوند و ہمت ایشان را بلند میفرماید پس راضی نمی شوند بانکہ لقا و لذات دنیا آلودہ گردند و دلہائے ایشان را منور می سازد پس ایشان را چیزہا معلوم می گردد کہ غیر ایشان از ارباب نظر و فکر بآن نرسند مگر بجہد شدید و عمر طویل و سینہ ہائے ایشان را گشادہ می سازد پس بہ غمہائے دنیا و مصیبت ہائے آن و مردن اقارب و دیگر تکلیفات و شدائد تنگدل نمی شوند و نیز برائے ایشان ہیبتے می دہد کہ در قلوب سرکشان و جباران تاثیرے کند و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در ہم صحبتان ایشان و در اولاد و نسل ایشان و در زیارت کنندگان پے در پے ظاہر می گرداند و نزد خود ایشان را جاہے و مرتبہ می بخشد کہ دعائے ایشان مستجاب شود بلکہ در حاجتے کہ بایشان توسل نماید حاجت او روا می گردد و خصوصیات و علاماتے کہ ایشان را در عالم برزخ و بوقت قیامت و در عالم ملکوت می دہند از آن قبیل نیست کہ عوام مومنین بآن استدلال

راضی نہیں ہوتے اور ہمت بلند کرتا ہے کہ دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہیں ہوتے اور ان کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور ان کو وہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے عالم قابلوں کو معلوم نہیں ہوتیں مگر بڑی کوشش سے اور عمر طویل میں اور کسی مصیبت سے تنگدل نہیں ہوتے اور اُن کو ہیبت دیتا ہے کہ جبارون اور زبردستوں پر تاثیر کرتی ہے اور ان کے کلام اور انفاس اور افعال اور مکانات میں اور ہم صحبتوں اور اولاد و نسل میں اور ان کی زیارت کرنے والوں میں برکتیں پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک اُن کو ایسا جاہ و مرتبہ بخشتا ہے کہ اُن کی دعا مستجاب ہوتی ہے بلکہ جو کوئی اپنی حاجت میں اُن سے توسل کرے اُس کی حاجت بھی روا ہو جاتی ہے اور جو خصوصیتیں اور علامتیں کہ اُن کو عالم برزخ میں اور قیامت اور عالم ملکوت میں دیتا ہے۔ اُس قبیل سے نہیں ہیں کہ عوام مومنین اُس کو دریافت کر سکیں مگر بعد دیکھنے اُن عالموں کے یہ خلاصہ ہے تفسیر عزیزی کا اور بھی اُس میں ہے کہ اس جگہ ایک شبہہ[۱] ہوتا ہے کہ سبیل ھی

[۱] درین جا شبہ وارد می شود کہ صراط مستقیم راہ واحد است و ایں چار گروہ مختلف الطریق پس راہ واحد راہ ایں چہار گروہ چہ قسم تواں شد و نیز ہر نبی وضعے و شریعتے دیگر داشت و ہر ولی اشغال و اذکار جداگانہ در طریق معمولے دارد پس با وجود کثرت طرق کہ در قول مشہور الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق مذکور است وحدت راہ چہ قسم است آید جواب این شبہ بہ تمثیلی خاطر نشان تواں کرد و آن آنست کہ طب یونانیان مثلاً راہ مستقیم علاج است و از وقت بقراط و جالینوس تا عہد علوی خان محفوظ و مسلوک با وجود آنکہ معالجات بقراط و جالینوس در زمان خود بوضعے دیگر بود و معالجات علوی خان و حکیم علی گیلانی در وقت خود بوضعے دیگر آنہا مفردات را استعمال میکردند از تنقیہ بفصد و اسہال بکمال احتراز داشتند و اینہا مرکبات را از معاجین و اشربہ بکار میبرند و در ہر مرض اقدام بر تنقیہ فصد و اسہال می نمایند پس معلوم شد کہ این قسم اختلافات و کثرت ہائے منافی وحدت طریق نیست و نیز بعضے از اطبائی یونانی واضع قواعد گشتہ و بعضے مقلدان قواعد پس ایں اختلاف نیز موجب اختلاف راہ نمی شود در رنگ آنکہ یک قافلہ از شہرے بشہرے در دن یک راہ روانہ می

اور صراط مستقیم ایک ہوتی ہے اور چار گروہوں کی راہیں مختلف چاروں کی ایک راہ کیونکر ہو سکے ہر نبی کا دین و شریعت اور ہے اور ہر ولی کے اشغال و اذکار جدا طریقت میں معمول ہیں اور قول مشہور ہے۔

الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق" یعنی جتنے آدمی ہیں اُتنی ہی راہیں ہیں اللہ کی طرف" پھر با وجود کثرت کے ایک راہ کیونکر ہو۔ جواب یہ ہے کہ اس طرح کی کثرت اور اختلاف کچھ ضد ایک ہونے کا نہیں ہے۔ اور اس اختلاف سے راہ مختلف نہیں ہوتی۔ یہ ایسا ہے کہ ایک قافلہ ایک شہر سے ایک شہر کو ایک راہ میں جاتا ہے۔ کوئی اس میں سوداگر ہے۔ کوئی بوجھ اُٹھانے والا کوئی نگہبان کوئی پاسدار سب ایک ہی راہ میں جاتے ہیں۔ مگر اپنے اپنے مناسب اور اپنے اپنے منصبوں اور خدمتوں کے مناسب کام مختلف کرتے ہیں ایسے ہی انبیا اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں۔ اور صدیق اور شہید اور صالح مرتبہ بمرتبہ رفیق اور بار بردار اور پاسدار ہیں۔ راہ ایک ہی ہے۔ یہانتک سب تفسیر عزیزی سے لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا

ویتبع غیر سبیل المؤمنین	یعنے اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اُسکو
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم	پھیر دینگے جس طرف کو پھر گیا اور پہنچا دینگے اس کو
وساءت مصیرا۔	دوزخ میں اور پہنچا بُری جگہ۔

مولوی عبدالقادر نے ترجمہ میں اس آیت کا فائدہ یوں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدا راہ

و پاسدار حال آنکہ آن ہمہ بیک راہ می روند لیکن کار ہائے مختلف بہ حسب خدمات و مناصب خود بہ عمل می آرند ہم چنیں انبیا علیہم السلام درہمیں راہ راہبر و بدرقہ اند و صدیقان و شہیدان و صالحین مرتبہ بمرتبہ رفیق و دست کش و بار بردار پاسداراں ہمہ مراتب وحدت طریق را منافی و مخالف نیست ۱۲۔ تفسیر عزیزی۔

پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو سو دوزخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے مسلمان کا کہ خدا کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دے خون حلال نہیں مگر تین کا ایک جو کسی کو مار ڈالے۔ اس کا مار ڈالنا بطریق قصاص کے چاہیئے۔ دوسرا جو بیاہا ہوا زنا کرے سنگسار کیا جائے۔ تیسرا دین کا تارک اس کا بیان فرمایا کہ چھوڑنے والا جماعت کا۔

نووی علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکلے نئی بات نکال کر اجماع کے خلاف جیسے رافضی اور خارجی اور اُن کے سوا سب اس میں داخل ہیں۔ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

یعنی سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اکیلا ہوا اکثروں کی متابعت سے وہ اکیلا دوزخ میں گرایا جائے گا۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس جانب میں اکثر علما ہوں اُس کی پیروی کرو۔ ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار۔

یعنی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو جماعت سے اکیلا ہوا دوزخ میں پڑیگا اکیلا۔

ابو داؤد اور امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یأخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والکافۃ

یعنی شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا کہ پکڑ لیتا ہے جسکو کہ اپنے بھائیوں سے نفرت اور بے انسی کے سبب اکیلے رہے اور جس کو کہ گلے سے اکیلی چلی جائے اور جس کو کہ اکیلی رہ جائے اپنی جماعت سے گھاٹیوں میں مت جاؤ اور جماعت کو لازم پکڑو۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جماعت سے باہر نہ ہو اور اکثر عالم جس طرف ہوں اس کی پیروی کرو۔

فائدہ - یہ بات قرآن و حدیث سے خوب ثابت ہوگئی کہ راہ حق اور صراط مستقیم راہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی ہے۔ موافق جماعت اور سواد اعظم کے جو جماعت اور سواد اعظم کے خلاف ہوا وہ دوزخی ہے۔ اب دریافت کرنا چاہیئے کہ جماعت اور سواد اعظم کون اور تارک جماعت اور سواد اعظم کے مخالف کون ہیں۔ سو بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن اول یعنی صحابہ کے وقت خلافت حقہ تک ایک مذہب ایک راہ ایک طریق صحابہ اور اُن کے شاگرد جو تابعین کہلاتے ہیں۔ طریقۂ پیغمبر پر باہم متفق رہے۔ اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا کہ وہ اختلاف رحمت تھا۔ مگر خلاف اور شقاق اور اختلاف ملت نہ تھا آخر خلافت حقہ میں خارجیوں نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتحۂ ولایت خاتم خلافت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کافر ٹھیرایا۔ نعوذ باللہ منہ اسی طرح رافضی پیدا ہوئے پھر معتزلی ظاہر ہوئے غرض

ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے گمراہ فرقے نکلتے گئے۔ اور کسی کسی وقت میں کسی کسی طرف میں اظہار بد مذہبی کا بھی منتشر ہوا مگر وہ جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ان کے اتباع کا ہے کہ جن کو اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کے فضل سے جب سے اُبتک اُسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور اعظم امت وہی ہے۔ اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہارِ حق اور مددگاری دین کی اُنہیں سے ہوتی رہی اور سب بد مذہبوں کو تادیب اور تنبیہ لسانی اور سنانی کرتے رہے اور بموجب وعدۂ الٰہی کے الا ان حزب الله هم الغالبون۔ غلبہ عام اُسی فرقہ کا رہا اور وہ سوادِ اعظم عقائد میں اشعری ماتریدی اور فقہ میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں جو اُن کے سوا ہے۔ وہ جماعت سے خارج اور سواد اعظم کا تارک اور دین کا سارق ہے۔ اور جماعت کے تارک اور سوادِ اعظم کے مخالف جو فرقے اُبتک ہوئے اُن کے رَدّ و ابطال اور دفع و زوال میں جو جو کہ پیش آیا اس کا ذکر کرنا بسبب شہرت کے ضرور نہیں ہے۔ سر دست جو فتنہ نجدیہ کا پھیل رہا ہے اُس کا بیان کرنا بہت مناسب ہے۔ کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس سبب سے دھوکوں میں پڑے ہیں۔

پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور اُسکے پھیلنے کی کیفیت ہے

اصل اس فتنہ کی یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اللّٰهم بارك لنا في شامنا و يمننا — اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں اور ملک شام میں

قالوا و في نجدنا۔ یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعا فرمائی۔ واسطے ملک شام و یمن کے پھر لوگوں نے عرض کیا واسطے ملک نجد کے آخر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

هناك الزلازل و الفتن و — یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے

بها يطلع قرن الشيطان — اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۴۱۔ ج ۲ ص ۱۰۵۱)

اے مسلمانو تم دیکھو یہ معجزہ پیغمبر خدا کا بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا۔ شرح اُس کی یُوں ہے کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبدالحمید خان غازی بادشاہ روم کہ بڑا عادل و دیندار صاحب عزم تھا راہی جنت ہوا۔ سلطان سلیم ثالث اُس کے بھتیجے نے اُس کے بیٹوں کو نظر بند کیا اور زبردستی سے بادشاہ ہوگیا۔ اور بہت امیروں اور سرداروں کو اس خیال سے کہ ہوا خواہ سلطان اور اُس کی اولاد کی سلطنت کے خواہاں ہیں مع اکثر فوج عمدہ کے حالت غفلت میں بجرد قبض روح سلطان مرحوم کے مروا ڈالا۔ اور رعیت پر بھی ظلم شروع کیا ایسی باتوں سے روم کی سلطنت میں خلل پڑ گیا۔ سارے صوبے کہ ترکی زبان میں پاشا کہلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ کہ سلطان روم کے تابع تھے سب پھر گئے۔ اپنے آپ حاکم ہو گئے۔ سلطان کا حکم کچھ نہ رہا۔ آپس میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ جو زبردست ہو گیا کمزور کا ملک چھین لیا تمام ملک میں کہ روم کی بادشاہی کے حکم میں تھا۔ بڑی بدانتظامی ہو گئی۔ ہر ایک کو حوصلہ ہوا حکومت اور بادشاہی کا جس کے ساتھ کچھ شورہ پشت مفسد اکٹھے ہو گئے جس مکان پر قابو پایا وہاں کا حاکم بن بیٹھا۔ حرمین محترمین یعنی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے جو ملک متعلق تھا اُس کی حکومت بہت مدت سے مکہ کے شریف کی تھی یعنی ایک سردار

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہاں کا مالک رہتا تھا اور اُسی کا حکم تھا اور اس کے ملک کا بہت حاصل نہ تھا۔ ہر موسم حج میں سلطان روم کے یہاں سے ایک امیر فوج کے ساتھ آتا تھا اور نقد وجنس بیشمار لاتا اور وہاں کے سادات اور اہل خدمات کو علیٰ حسب المراتب پہنچاتا اور عام رہنے والوں کو مکہ اور مدینہ اور اُن کے گرد ونواح کے واسطے بھی جو مقرر تھا دیتا اور ہدیہ اور نذریں سوائے مقرر کے سلطان اور ہر ایک وزیر امیر کی طرف سے بہت سی آتی تھیں کہ سب آمدنی کا حساب کروڑوں کو پہنچتا تھا۔ اور فوج سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا بجالاتے۔ اس سبب سے وہاں کے رہنے والے سب خوش وخرم آرام تمام سے زندگی بسر کرتے تھے جب روم کی سلطنت بگڑ گئی ان سب باتوں میں خلل پڑ گیا۔ شریف کی وہ شوکت نہ رہی مفسد لوگوں نے ہر طرف سے سر اُٹھایا۔ بڑے بڑے حادثے اور فتنے برپا ہوئے۔ سب سے بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے کہ وہ ایک ملک ہے حجاز وعراق کے بیچ میں، شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کر مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا[۱]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لئے اس سبب سے شیطان کو شیخ نجدی[۲] کہتے ہیں۔ اس حادثہ کا کیا بیان کروں مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ما علیہ اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سنے تھے۔ نجدیوں کے ہاتھ سے اپنی آنکھ سے دیکھے تفصیل اُس کی یہ ہے کہ۔

عبد الوہاب نام ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور باپ دادے اس کے علم ظاہری اور باطنی میں اس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے اور اس کے خاندان کا اس ملک میں بڑا اعتبار تھا عبد الوہاب نے حال سلطنت کی

۱؎ عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ازمولوی ذوالفقار علی دیوبندی صـ۲۵
شفا شریف ج ۲ صـ۱۰۳ - ۱۲ (شرف قادری) ۳؎ ملاحظہ ہو غیاث اللغات

خرابی کا دیکھ کر ارادہ کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھیری کہ دینداری کے حیلے سے لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجئے کہ فوج ولشکر سے خالی ہیں اور مال وخزانہ اُن میں بیشمار ہے۔ جب یہ ملک قبضہ میں آگیا اور خزانہ بیشمار ہاتھ لگا تو پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہو جانا آسان ہے کیونکہ وہ سب آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں۔ یہ صلاح ٹھیرا کر عبد الوہاب مع اپنے عزیزوں وقریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں کہ طریقہ باپ دادے کا تھا خوب مشغول ہوا۔ اور خلائق کو اپنا معتقد ومطیع کر کے جمعہ کے دن مجمع عام کیا اور بڑے آدمیوں کو اطراف وجوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ شرع میں بادشاہ ضرور ہے احکام دین کا جاری ہونا ظالم کا تدارک مظلوم کی دادرسی عید جمعہ وغیرہ سب بادشاہ ہی پر موقوف ہیں۔ اور بادشاہ روم وشام صرف برائے نام ہیں، حکم اُن کا ذرا نہیں۔ اُن کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ بڑا گناہ ہے اور خطبہ میں کہ عبادت ہے جھوٹ بولنا نہایت ہی بیجا ہے۔ چاہیئے کہ سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں۔ مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی طرف رغبت نہیں رکھتا ہوں۔ پہلے اُن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے۔ پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریف کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں کہا کہ مجبور ہوں جماعت مسلمین کے خلاف کیونکر کروں۔ ناچاری سے قبول کرتا ہوں مگر ایک شرط سے کہ عقائد اعمال میں میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پھرو۔ آخر سب نے بیعت لیکر امیر المؤمنین بنا اور نام اُس کا سلطان کی جگہ خطبہ میں داخل ہوا قصبہ درعیہ کو کہ وطن تھا تخت گاہ قرار دیکر اپنی اولاد واقارب کو شہر شہر کا حاکم کیا اور عدل وانصاف دینداری وتاکید نماز وروزہ کی خوب جاری کی اور اجلاس امامت کے زور سے ملک کا انتظام اپنی ذریت کو حوالہ کیا اور آپ مشغول ہوا ایک نیا مذہب

بتلاتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت وغیرہ کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کر
اس مذہب کی رو سے وہ کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے کچھ
معتزلہ کے کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبوں سے لیکر کچھ اپنے دل سے
جوڑ کر ایک رسالہ بنایا۔ محمد نام اس کے چھوٹے بیٹے نے اس میں کچھ بڑھا کر
کتاب[1] التوحید نام رکھا اور پھر اس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل اس کا یہ
ہے کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً رہنے والے حرمین شریفین کے تو ان
کا لوٹنا اور مار ڈالنا جہاد ٹھہرے چند نسخے اس کے حاکموں کے پاس بھیجے گئے
حاکموں نے اسے ظاہر کیا۔ محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ
اور جہاد کا ثواب ملا۔ آخر مسعود نام اخبث ذریت اس عاقبت نامحمود نے
بنام جہاد زیارت کعبہ ۱۲۲۰ھ اور آخر ایام سلطنت سلطان سلیم ثالث میں
بڑی بھیڑ کے ساتھ اللہ تعالے کے گھر پہ چڑھائی کا ارادہ کیا۔ یہاں کے رہنے
والے ان کا پہلا حال عدالت اور دینداری کا سنکر ان کے آنے سے بہت خوش
ہوئے اور مشتاق ملاقات کے ہوئے اگرچہ چند آدمی کہ قریب اس عرصے کے وہاں
گئے تھے۔ اور نئے دین کا حال دیکھ سنکر آئے تھے۔ انہوں نے مکہ میں اس کا تذکرہ
کیا۔ اور لوگوں نے شریف سے عرض کی کہ حال ان کا اچھا نہیں ہے۔ ترک کی فوج
کو شام و مصر کی چھاؤنیوں سے طلوائیے۔ دیار عرب کے قبائل کو جمع کیجئے اور نجد
کا بند و بست کرنا ضروری ہے کہ سرحد حجاز میں نہ آجاویں اگر وہ یہاں آگئے تو پھر
کچھ تدارک نہیں ہو سکے گا۔ شریف نے اسی پہلے حال سے دھوکا کھا کر کہا کہ معاذ اللہ

[1] قدرت خداوندی کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ عبدالوہاب کے سب سے بڑے بیٹے مولانا شیخ محمد سلیمان رحمہ اللہ تعالے عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ وہابیت سے سخت بیزار تھے انہوں نے رد وہابیت میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" نامی کتاب لکھی جسے مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالٰی مدیر سواد اعظم نے اس کا ترجمہ کر کے شائع کیا تھا ۱۲ (اشرف قادری)

میں خانہ خدا کی زیارت کرنے والوں کو روکوں۔ اور کہنے والوں پر بڑا غصہ کیا۔
کہ پھر کوئی اس طرح مفسدانہ بات نہ کہے اس عرصہ میں خبر آئی کہ مسعود نامسعود
انبوہ نامحدود لیکر چڑھا آتا ہے۔ پھر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت سے
حرم کی ہتک اور جانوں کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جاویگی۔ شریف نے وہی جواب
دیا کہ مسلمان سنت پر چلتے اور تقوی کا دعوی رکھتے ہیں۔ ایسے بڑے گناہ ان سے
نہیں ہونے کے یہاں یہی قیل وقال رہی کہ وہ اشقیا قرن المنازل تک کہ میقات نجد
کا ہے۔ آپہنچے وہاں سے مکہ کو چھوڑ دوڑ ماری طائف پر اور بے جہت اور بے
باعث پرسش چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کیا جو سامنے آیا۔ کیا مرد کیا عورت
کیا چھوٹا کیا بڑا سب کو شہید کیا۔ اور مسجد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما کی اور آثار متبرکہ سب ڈھا کر زمین کے برابر کر دیئے۔ تمام مال ومتاع پر
تصرف کیے گماشتے چھوڑ مارا مار کرتے مکہ معظمہ پر آئے۔ ایک منزل مکہ باقی رہا
تھا کہ کچھ لوگ بچے بھاگے طائف کے آگے آپہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے
عرض کیا۔ شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام تھا اور مدد بلانے کی مہلت کہاں
تھی۔ اور کتاب التوحید بھی ایک دن پہلے مکے میں آئی تھی۔ علمائے مکہ نے اسی دن
حرم میں اجماع کیا کفر پر نجدیوں کے اور حرام کے خادم اور شہر و بازار کے لوگوں کا متفق
کیا اس سے لڑنے پر اور فتوی اجماعی مہری چاروں مذہبوں کے عالموں کا بعد
مغرب کے شریف کو دیا اور کہا کہ سب مسلمان آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اور
سامان درست کرنے میں لڑائی کے مشغول ہیں۔ علی الصباح آپ سب جمعیت
کے ساتھ حرم کی حد پر چل کر ان کو روکیں اور لڑیں۔ یہ ماجرا اجماع وغیرہ کا جمعہ
کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ کو ہوا۔ آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر
شریف کی برآمد کے تھے۔ شریف برآمد ہوئے۔ طائف کا حال سن کر گھبرا گئے اور

اپنی غفلت پر شرمندہ اور فوج کے نہ ہونے سے ڈرے ہوئے تھے اور بھی ابھی تک
اس شبہ میں کہ شاید طائف والوں نے پہلے قصہ شروع کیا ہو اور اس گمان پر
مطمئن کہ طائف میں جو ہوا سو ہوا حرم میں تلوار نہ چلائیں گے اور لوٹ مار نہ کریں
گے کہ کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں نے ہر چند عرض کیا کہ یزید حجاج و قرامطہ کے وقت میں کیا
کیا نہ ہوا۔ وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے اور حال نجدیہ کے عقائد کا کتاب التوحید سے اور
افعال کا واقعہ طائف سے ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرح کی باتیں بوساطت معروض
کیں مگر شریف باہر نہ نکلے۔ اس عرصہ میں شریف کے غلام بھی اہل شہر سے
متفق ہوئے اور شریف سے لڑنا چاہا۔ شریف نے کہا کہ میں حکم قتال کا بیت
اللہ کی زیارت کے آنے والوں کو کیونکر دوں۔ اس تکرار میں پھر دن آ گیا اور کوئی بات
قرار نہیں پائی تھی کہ ناگہاں خبر آئی کہ نجدیہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے
داخل حد حرم کے ہوئے۔ اُس وقت شریف کو اُن خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا
سوائے بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا اپنے غلاموں کو ساتھ لے جدہ کو چلے
گئے۔ اور وہاں کے قلعہ میں پناہ پکڑی اور مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں
کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ کچھ مسجد الحرام کو پناہ سمجھ کر اس میں آ بھرے
نجدی بے دین بے اس کے کہ کوئی مقابلہ کریں۔ چاروں طرف سے کمال سفاکی
اور بے باکی کے ساتھ مسجد الحرام میں گھسے۔ وہ لوگ کہ کعبہ کے پردہ میں چھپے اور
قبہ زمزم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے اُن کا بھی پاس نہ کیا۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کیا کہوں جو اُنہوں نے کیا۔ دل یاری نہیں دیتا حجر
اسود تک ان کے ظلم سے نہ بچا کہ اس میں بھی صدمات زد و ضرب سے شق آ گیا تمام مال
شریف اور اہل مکہ کے گھروں کا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذر کعبہ اپنے تصرف میں
لے لیا اور کچھ نہ چھوڑا جب حکم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آ کر اپنے گھروں میں آباد

ہوں۔ مگر جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو اُس کو مار ڈالو۔ لیکن مکہ کے شریفوں کی
قوم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت اور سیادت اُنکی صحیح اور
تمام عالم میں معتبر کسی کو امان نہیں دیا کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا کیا بڑا جہاں پاؤ مار
ڈالو۔ اس حکم کے مشہور ہونے سے اہلبیت نبوی میں جس کو طاقت بھاگنے
کی تھی جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے۔ اور جو ان اشقیا کے ہاتھ پڑا شہید ہوا باقیماندہ
لوگ اپنے گھروں میں آئے اور سامان و اسباب سے صاف خالی تھے اے مسلمانوں
سنو اور روؤ اور عبرت پکڑو جس جگہ کے جانور کا شکار کرنا اور سایہ اور پانی سے
بھگانا اور درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا اور پتہ جھاڑنا حرام ہوا اور آدمی ہاں
گناہ کے قصد کرنے پر ماخوذ ہو۔ اور درندہ جانور بکری وغیرہ کے پیچھے دوڑے
اور وہ بکری حرم کی حد میں گھس جائے وہ درندہ پھر جاتا ہے اور حرم کی حد میں
داخل نہیں ہوتا اور اڑنے والے جانور جو اُڑتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے مقابل آ جاتے
ہیں تو دائیں بائیں پھر جاتے ہیں۔ اُس گھر کے اُوپر نہیں گذرتے ہیں اور اسی
طرح کے بہت ہیں۔ ان شیاطین اور سفاکان بیدین نے ایسے مکان متبرک
میں کیا کیا بیدینیاں کیں۔ بعد فراغت کے تخریب مکہ معظمہ سے متوجہ ہوئے
مدینہ منورہ کے غارت کرنے پر تھوڑی سی فوج لے کر دوڑے۔ راہ میں جس کو پایا شہید
کرتے ہوئے مدینہ منورہ پر جا چھاپہ مارا اور جو مکہ معظمہ میں کیا تھا اُسی سے مدینہ منورہ
میں بھی منہ اپنا کالا کیا۔ لوٹ مار کے سوا مساجد مقدسہ و مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ
و اہل بیت سب مسمار کر ڈالے۔ کیا مکہ معظمہ میں کیا مدینہ منورہ میں کیا طائف میں اور وہ
سب مسجدیں کہ ان ملحدوں نے ڈھائیں بنائی ہوئی صحابہ و تابعین اور اُس
وقت سے اب تک زیارت گاہ تمام مسلمانوں کی تھیں کتب فقہ و حدیث

ف حدیث شریف میں ہے جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسکو
آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دیگا جیسے پانی میں نمک (مسلم شریف ج ۱ ص ۴۴۱) ۲ شرف قادری

میں اُن مکانوں کی زیارت اور اُن میں نماز کو ادا کرنا آداب میں لکھا ہے اور بعضے
کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے بنائی ہوئی تھیں یہ غضب دیکھو
مسجد قبا میں بھی ان ملحدوں نے کمال بے ادبی کی آخر کو روضہ مقدسہ نبویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کہ صنم اکبر نام رکھا تھا ارادہ ڈھانے کا کیا
اور ایک جماعت نیت ناپاک سے وہاں گئی جبھی کہ دروازہ کھولا ایک اژدھا
کی پھنکار کی آواز آئی کہ سب خاک سیاہ ہوگئے اور روح ناپاک اُن کی دوزخ کو
پہنچی سالحاصل وہاں ظلم سے پیٹ بھر کر مع تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ کو
ہو کر فوج میں ملے اور پاؤں پھیلائے۔ حجاز و نجد کے پاس کے شہروں پر دست درازی
کی بعضے عراق کے شہروں کو بھی جو فوج سے خالی تھے لوٹ لیا اور قتل کیا کربلائے
معلی میں بھی جو مدینہ منورہ میں کیا تھا کیا۔ مگر جدہ پر قصد نہ کر سکے کہ قلعہ مستحکم
تھا اور اس میں توپیں بھی تھیں اور شریف بھی باہر آنے کی طاقت نہ رکھتے
تھے۔ اسی حال میں ایک زمانہ گذر گیا۔ عجیب طرح کا مخمصہ تمام ملک کے رہنے
والوں کی جان پر تھا۔ شروع اس فتنہ کا سلطان سلیم ثالث کی سلطنت میں ہوا کہ
اسکی بدفکری اور بے عقلی کے سبب سلطنت کی کچھ شوکت نہ رہی تھی اور سب
پاشا آپس میں لڑتے مرتے تھے کسی کو اس طرف توجہ کی فرصت نہ تھی۔ یہ فتنہ زور پکڑ
گیا۔ اس عرصہ میں سلطان مصطفیٰ رابع خلف سلطان عبدالحمید خاں مرحوم نے سلطان
سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ کئی مہینے گذرے تھے کہ مصطفیٰ
بیرقدار نے سلطان مصطفےٰ کا خلع و قتل کیا۔ جب سلطان محمود خان غازی خلف
سلطان عبدالحمید خان کہ مرد باخدا تھا۔ بادشاہ ہوا۔ اپنی سلطنت کی پراگندگی
کو حکمت عملی سے جمع کیا۔ محمد علی پاشا والی مصر کو حکم جہاد کا نجدیوں پر دیا۔
محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو حجاز بھیجا۔ اس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشانی

نجدیوں کا باقی نہ رہا اور قتل عام کیا۔ جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ لے
گئے تھے سب لاکر جہاں کا تہاں پہنچا دیا اور جس مالک نے اپنی چیز کی شناخت
کی اس کے حوالے کر دیا اور باقی مال مملوکہ نجدیوں کا مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جیسا
چاہیئے ویسی تلافی کی اور مسجدیں متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے توڑ ڈالے تھے۔
سب کے بننے کا حکم دیا۔ اسی عرصہ میں ملک یمن کے جنگلی گنواروں شیعہ زیدیہ
مذہب نے کہ دین و آئین سے محض ناواقف اپنے طریق کے اصول و فروع سے
جاہل مطلق سوائے راہ لوٹنے اور مار ڈالنے کے کچھ جانتے نہ تھے۔ اس مذہب کو
اپنے مذاق کے موافق پایا اور بڑی خوشی سے قبول کیا۔ مسلمانوں پر جہاد کیا تھا اور
حدیدہ دو شہر ہیں ملک یمن کے سمندر کے کنارے پر لوٹ لئے جب فوج
ترک کی حجاز سے آئی کچھ مارے گئے کچھ جنگلوں کو بھاگ گئے۔ جب سلطان محمود
خان غازی جنت نصیب ہوا اس کا بیٹا عبدالمجید خان غازی تخت نشین
سلطنت روم ہوا۔ نظم و نسق اپنا شاہانہ جاری کیا۔ سب پاشا اس کے مطیع ہوئے
محمد علی پاشا والی مصر سے ملک حجاز و یمن ذخیرہ جو ضعف سلطنت کے حال
میں اُن پر متصرف ہوگیا تھا نکال لئے بموجب اس حکم کے فوج محمد علی پاشا کی لوا
مصر ہوتی اور فوج سلطانی نادین تک آئی تھی کہ زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح
مخا و حدیدہ نے مذہب نجدیہ کا اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر
تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہوگیا عجب
طرح کا ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۵۷ھ میں اسی حال پر چھوڑا۔ پھر سنا کہ فوج ترک
کے آنے سے ان کا کام تمام ہوگیا۔ اسی طرح ملک مسقط کے گنواروں خارجی
مذہب والوں نے اس مذہب کو پسند کیا اور لوٹ مار شروع کی۔ حاجیوں اور
سوداگروں کے جہاز لوٹ لئے مسقط کے بادشاہ نے کہ نام اُس کا سعید ہے

اُن کا قتل عام کیا بالآخر سب کا استیصال ہو گیا۔ اب تمام ملک عرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوائے چند گنواروں ایک چھوٹے سے جنگل بریمن کے کہ نام اُس قبیلہ کا اسیر ہے کہتے ہیں کہ کچھ کچھ باقی ہیں۔ و العلم عند اللہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور تمام مسلمانوں کے شہروں میں جو روم و شام و مصر و عراق وغیرہ کے ہیں۔ کوئی اس مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا کہ یہ حال ہے عرب کے نئے دین والوں کا۔

اور ہندوستان میں اس دین کے پھیلنے کا یہ قصہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی اور

۱؎ بعد کا واقعہ یہ ہے کہ فرانس برطانیہ و روس کی متحدہ طاقت نے جب ترکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ۱۹۲۳ء میں ملحد کمال پاشا نے ترکی کے بقیہ حصے پر غیر اسلامی راج قائم کیا تو اس کے بعد حرمین شریفین کا کوئی محافظ نہ رہ گیا میدان خالی دیکھتے ہوئے پھر دوبارہ نجد کا بھیڑیا انگریزوں کی شہ پاکر مکہ و مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ الحجاج و یزید کی یادگار بن کر حرمین پر ظلم کے پہاڑ توڑے (ملاحظہ ہو النور ص ۱۷ مصنفہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ) ماہنامہ رضوان لاہور بابت جولائی ۱۹۶۲ء ص ۲۷ میں ہے کہ ۱۹۲۵ء کے آخر میں ایک فتنہ عظیم رونما ہوا۔ امیر ابن سعود والی نجد نے انگریزوں کے ایماء پر مملکت حجاز پر فوج کشی کر دی شریف حسین بادشاہ حجاز سے چونکہ بعض سیاسی وجوہ کی بناء پر سلطنت برطانیہ کا بگاڑ ہو گیا تھا اس لئے انگریزوں نے والی نجد کو سیاسی جوڑ توڑ اور مالی و فوجی امداد و اعانت کے ذریعہ حجاز پر حملہ کرنے کی ترغیب دی نجدیوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں چند مختصر لڑائیوں کے بعد سلطنت حجاز پر قبضہ کر لیا۔ شریف حسین گرفتار ہوا۔ اور انگریزوں نے اسکو جزیرہ قبرص میں لے جاکر نظر بند کر دیا اور کچھ عرصہ بعد اسی مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شریف علی چند روز کیلئے تخت حجاز پر بیٹھا لیکن جلد ہی اسکو ابن سعود کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی اور وہ بھی بالآخر مجبور ہوا۔ نجدیوں نے حرمین شریفین کے مآثر متبرکہ و مقابر و مساجد کو منہدم کرا دیا۔ جنت المعلی اور جنت البقیع کے تمام قبے مسمار کر دیئے گئے مکہ معظمہ کے آثار مقدسہ مثل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسی قسم کے دیگر مقامات مطہرہ کو بالکل پامال کرا دیا مسجد جن ==

اُن کے اس سبب سے اُن سے ناراض بھی تھے شاہ عبد العزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور ناموس وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کرا دیا مگر مولوی اسمٰعیل کو کچھ نہ دیا جب شاہ صاحب نے انتقال کیا۔ کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسمٰعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے تین چشمے فساد کے دین میں اُن کی ذات سے جاری ہوئے۔ ایک فتنہ ظاہریہ کا کہ قیاس و تقلید حرام ہیں۔ اور ائمہ مجتہدین و فقہائے مقلدین فاسق ہیں۔ بلکہ کافر یہ مفسدہ تھوڑا سا شاہجہان آباد میں اور پور النواح عظیم آباد وغیرہ پورب کے شہروں میں پھیلا۔ ایسے جاہل کہ ابوحنیفہ کا لفظ بھی صحیح نہیں بول سکتے تھے کو پے اور شین کو سین کہتے ہیں۔ اماموں اور مقلدوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اور اُن کی طرف خطا اور گمراہی کی نسبت کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے اور مولوی اسمٰعیل کی زبان درازیاں اور بے ادبیاں ائمہ و فقہاء کے ساتھ مشہور ہیں۔ دیکھو تنویر العینین میں لکھا ہے۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصحیحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك ۔ ترجمہ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص معین کی تقلید کا التزام

== مسجد ابو قبیس مسجد ثور وغیرہ کو منہدم کرا دیا حتی کہ روضہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی گرانے کا ارادہ کیا۔ ۱۲ سوانح اعلیٰ حضرت از مولانا بدر الدین احمد قادری

۱؎ ظاہریہ ایک فرقہ ہے۔ خارج اہل سنت سے رجوم الشیاطین میں جو رد ہے تحفہ اثنا عشریہ کے جواب تصنیف مرزا محمد کشمیری کا لکھا ہے قولہ آنکہ بعضے از اہل سنت مانند داؤد و متبعانش الخ طرفہ تماشاست کہ ایں معترض را تمام عالم اہل سنت بنظر می آید داؤد ظاہری و متبعانش را از اہل سنت شمردن درحد مرتبہ از سفاہت است اہل سنت او را متروک ساختہ اند و بہ اختلال عقل و فساد عقیدہ نسبت کردہ اند چہ او منکر قیاس است و قائل بحدوث قرآن ولہذا امام احمد بن حنبل او را پیش خود آمدن نداده اند و ایں خود مشہور و معروف است کہ مذہب اہل سنت را مقابل مذہب اہل ظواہر و ظاہریہ گویند ==

کرنا کیونکر جائز ہوا باوجود ممکن ہونے رجوع کے اُن روایتوں کی طرف کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ صاف دلالت کرتی ہیں تقلید کئے گئے امام کے قول کے خلاف پر پھر اگر اپنے امام کے قول کو چھوڑ نہ دے۔ تو اس میں میل ہے شرک کا فقط پہلے اماموں کی تقلید کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے، وہ یہ ہے کہ بعد گذر جانے زمانہ اصحاب کرام کے حدیث کی روایتوں میں اختلاف و تعارض بکثرت ہوا

چنانچہ مقابل معتزلہ وجہمیہ و باطنیہ و کرامیہ و نجاریہ وغیرہ غلط این رافضی معترض است چنانچہ سابق مکرر گذشت کہ تسنن را قیاس بر تشیع می کند چنانکہ مدار تشیع بر قول بامامت حضرت مرتضیٰ ست بلا فصل با ہر عقیدہ کہ باشد ہمچناں مدار تسنن بر قول خلافت خلفاء ثلثہ است با ہر عقیدہ کہ باشد حالی آنکہ چنیں نیست بلکہ تسنن مقابل مذاہب باطلہ و عقائد فاسدہ است شروط و لوازم تسنن بسیار است یکے ازاں جملہ بخلافت خلفاء ثلثہ ہم است ۱۲۔ [1] ہزار نکتہ باریکتر زمو اینجا ست + نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔ حالا اقوال علماء اہل سنت در حق داؤد ظاہری باید شنید در لسان المیزان شیخ ابن حجر مرقوم است وقد کان داؤد اراد الدخول علی الامام احمد فمنعه وقال كتب الی محمد بن يحيی الذهلی فی امره وانه زعم ان القرآن محدث فلا يقربنی قال محمد بن حسین بن صبیح سمعت داؤد يقول القرآن محدث قال ابن ابی حاتم تفقه علی الشافعی ثم ترك ذلك ونفی القياس والف فی الفقه علی ذلك كتبا اشذ فيها علی السلف وابتدع طريقه بخهره رد اهل العلم عليها ونقل عن داؤد عن ابی حاتم انه قال فی داؤد من كان ذا فضل لا يلتفت الی وساوسه وخطراته۔ انتہی وہرگاہ حال داؤد و متبعانش نزد اہل سنت معلوم شد پس استشہاد این معترض سفیہ باقوال او از قبل استشہاد تغالب مذہب خود است محتاج جواب نیست نزد عقلاء و علماء اہل سنت ہرگز در کتب فقہ قول او را نقل نمی کنند و اگر در شرح حدیث نقل کردہ اند محض برائے عبرت نقل کردہ اند تا دیگراں درین معنی احادیث خود بر ظاہر نمودہ این قسم یاوہ گوئی نکردہ باشند رجوم الشیاطین ۱۲، شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

والظاهری من لا يقول بالقياس ولا بآثار الصحابة والتابعين كداؤد وابن حزم

اور راویوں میں اچھے بُرے مل گئے۔ یہانتک کہ بد مذہب لوگ بھی جیسے رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کے رد و قبول میں اختلاف ہوا، ایک جس کو مانتا ہے دوسرا انہیں مانتا اور ایسے ہی الفاظ حدیث کے معنے میں بھی مختلف ہوئے کوئی ایک حدیث کے کچھ معنیٰ کہتا ہے۔ کوئی اسی حدیث کی اور مراد ٹھیراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص خاص بندوں کو توفیق دی کہ اپنی ساری ہمت اور سعی مصروف کی اس کام پر کہ دریافت کریں کونسی روایت صحیح کونسی غیر صحیح کونسی مقدم کونسی مؤخر کونسی راجح کون مرجوح کون راوی عدل کون راوی غیر عدل کونسے معنی معتبر کونسے غیر معتبر۔ سو انہوں نے اس طرح کی ہر ایک بات کو جیسا چاہیئے خوب تحقیق کر کے ایک امر منقح لکھدیا اور جو صورتیں مسئلوں کی پیش آئیں کہ بعینہٖ قرآن و احادیث میں نہ ملیں۔ اُن کو قرآن و حدیث سے نکالا اور اصول شرعیہ کا ضبط کیا اس کا نام مذہب ہے۔ ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہ تھا اُن لوگوں کی پیروی کی۔ اس کا نام تقلید ہے۔ اور یہ بات کہ جب چاہا جس کسی کی چاہی پیروی کر لی۔ کسی مسئلہ میں کسی کی اور کسی میں کسی کی۔ نرا دین میں کھیل ہے ایک چیز کو کبھی حرام کبھی حلال کبھی مکروہ جانے کبھی مباح۔ ایک صورت کے دو مقدموں میں کبھی مدعی کو حق دلا دے۔ کبھی مدعا علیہ کو اماموں کے زمانہ میں اور قریب قریب اُس کے اور بہت مجتہد تھے۔ رفتہ رفتہ اُن کے مذہبوں کا نشان نہ رہا۔ انہیں چار مذہبوں کی تحریر و تقریر و ضبط اصول و فروع و نظم کلیات و جزئیات جیسا چاہیئے ویسا دائر و سائر ہوا سواد اعظم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں میں سے جس کی چاہی تقلید اختیار کی۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ چھ فرقوں کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے۔ "از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشاں را میسر است فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل

نے تمام لاحقین امت مرحومہ کو مشرک ٹھیرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے اَب تک اہلِ سُنت[1] بھی چار فرقے ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور حدیث کی کتابوں میں کوئی حدیث مخالف اپنے امام کی دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جاری نہیں ہے کیونکہ تحقیق حدیث کی جیسی کہ اماموں کو تھی۔ حدیث کی کتابوں کے جمع کرنے والوں کو نہ تھی۔ اُن کتابوں کے دیکھنے والوں کا تو کیا مرتبہ ہے۔ ہر ایک کام کے واسطے ہر ایک شخص خاص ہے تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح کے تعارض دُور کرنا الفاظ سے مطالب کا نکالنا اور اس طرح کی باتیں جو ضروری ہیں اور اصول کی کتابوں میں تفصیل مذکور ہیں۔ مجتہدوں کا کام ہے۔ اُن چاروں اماموں کے برابر اس کام میں اور کوئی نہیں ہے۔ گویا اس بات پر امت کا اجماع و اتفاق ہو گیا ہے۔ اور حضرات محدثین کا کام جمع کرنا حدیثوں کا ہے۔

عقود الجمان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ "اعمش علیہ الرحمۃ سے کچھ مسئلے پوچھے گئے۔ انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تم ان میں کیا کہتے ہو۔ ابو حنیفہ نے سب کے حکم بیان کئے۔ اعمش نے کہا کہاں سے کہتے ہو۔ جواب دیا کہ تم نے فلانی حدیث کی فلانے سے اور فلانی فلانے سے یوں روایت کی ہے اور بہت سی حدیثیں اسی طرح پر بیان کیں۔ اعمش نے کہا کہ جو میں نے سو دنوں میں حدیث کی تھی تم نے ایک ساعت میں بیان کی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم کو یہ حدیثیں معلوم ہونگی۔ گروہ

[1] تنبیہ جلیل سنی حنفی یہ دو لفظ ایسے دائر و سائر ہیں جن سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو مگر اکثر لوگ ان دونوں کا مفہوم ایک خیال کرتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں سُنّی وہ ہے جو اعتقاداً مذہب اہل سنت وجماعت رکھتا ہو۔ فروعاً حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہو اور حنفی وہ ہے جو فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالٰے عنہ کا مقلد ہو۔ اعتقاداً کچھ ہی مذہب رکھتا ہو معتزلی ہو یا سنی یا کوئی اور مذہب، اسی بنا پر غیر مقلدین نہ سُنی ہیں نہ حنفی۔ اور دیوبندی حنفی ہیں لیکن سنی نہیں۔ یعنی یہ لوگ اعتقاداً تابع محمد بن عبد الوہاب نجدی ہیں۔ عملاً مقلد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰے ہیں۔ غیر مقلدین عملاً و اعتقاداً ہر طرح وہابی ہیں۔ ۱۲۔ از تاریخ وہابیہ و دیوبندیہ مرتبہ مولانا منشی محمد لعل خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ مدراسی۔ دالمعتمد المستند ص ۲۰۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ۔

فقہاء کے تم طبیب ہو اور ہم عطار اور تو نے اے شخص دونوں کو لے لیا ہے اور اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر کو بھیج کر ابو حنیفہ سے مناسک لکھوا منگوائے اور اعمش سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا انہوں نے اشارہ کیا ابو حنیفہ کے حلقہ کی طرف اور کہا کہ اُن کو لازم پکڑو کہ جب اُن کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ اُس کو آپس میں پھیرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ صواب کو پہنچے۔ وکیع بن جراح کے آگے کسی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی۔ وکیع نے کہا کہ وہ کیونکر خطا کرے حال یہ کہ اُس کے ساتھ ابو یوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں۔ اجتہاد اور قیاس میں اور عیسٰے بن زکریا اور حفص و حبان و مندل سے لوگ حفظ حدیث میں اور قاسم سے لغت عربیہ میں اور داؤد فضیل سے زہد و ورع میں جس کے ایسے اصحاب جلیسہ ہوں وہ خطا نہ کریگا اور اگر کریگا بھی تو یہ لوگ حق کی طرف پھیر دینگے۔ وکیع نے کہا کہ جو اس طرح کی بات کہے وہ مثل انعام کے ہے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک مثل اثر رسول کے ہے جہاں ہم اثر نہیں پاتے۔ مسعر بن کدام نے کہا کہ ہم نے طلب کیا ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کو سو حدیث میں غالب آیا ہم پر ایسے ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے ہو کیا حال ہے۔ حافظ عبد العزیز اور ابو محمد حارثی اور ابراہیم بن معاویہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہونے کی ہے۔ محبت ابو حنیفہ کی اور بغض ابو حنیفہ کا علامت بد مذہبی کی ہے۔ ابو حنیفہ بڑے حافظ حدیث تھے۔ ورنہ یہ رتبہ اجتہاد کا کیونکر حاصل ہوتا۔ چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے حدیث لی اور اُن سے جتنے لوگوں نے روایت کی ہے شمار سے باہر ہیں اور ائمۂ اسلام سے اُتنے لوگوں نے روایت نہیں کی اور نہ اوروں کے اتنے اصحاب و تلامذہ ہیں اور کسی شخص سے علماء کو ایسا انتفاع نہیں ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب سے احادیث مشتبہ کی تفسیر میں سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حنیفہ کا علم بہت بڑا تھا جو اثر رسول اللہ سے صحیح ہوتا اس کو لیتے اور حدیث کے ناسخ و منسوخ کو

خوب جانتے تھے اور ثقات کی حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فعل رسول اللہ کا کیا ہے اور علمائے کیا کہا ہے۔ امام شافعی اور سفیان بن عیینہ اور عبداللہ ابن المبارک وغیرہم نے کہا کہ ابو حنیفہ سے بڑا ہم نے کوئی فقیہ نہ دیکھا نہ سنا۔ یزید بن ہارون نے کہا احفظ اپنے زمانہ کے تھے حافظ مکی نے کہا اعلم زمانہ کے تھے ابی یحیئے حمانی نے کہا کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہ دیکھا۔ ہر باب میں ابواب خیر سے جس کو ملایا ابو حنیفہ کے ساتھ ابو حنیفہ کو ہر بات میں افضل پایا۔ میں نے یہ تھوڑا سا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اُس کتاب سے کہ تصنیف شافعی مذہب کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا۔ پھر مولوی اسمٰعیل نے لکھا۔

کمایدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہٗ سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ اتخذ واحبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم فقال یا رسول اللہ انا لم نتخذ احبارنا ورھباننا اربابًا فقال الکم احللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا اذلیس المراد بالتقلید فی العقائد علیٰ ما ینطق بہٖ لفظ احللتم وحرمتم فان التحلیل و التحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد بہ التقلید مطلقا والالزم تکلیف کل عامی بالاجتھاد ولیس المراد بہ رد النصوص و

جیسے کہ دلالت کرتی ہے اُس پر حدیث ترمذی کی عدی بن حاتم سے کہ سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نصاریٰ نے احبار اور رہبان کو رب ٹھیرایا اور ہم نے رب نہیں ٹھیرایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے حلال جانا اسکو کہ انہوں نے حلال کیا اور حرام جانا اسکو کہ اُنھوں نے حرام کیا مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں اسواسطے کہ مراد تقلید عقائد میں نہیں ہے کہ حرام حلال کا لفظ افعال ہی میں آتا ہے اور نہ مطلق تقلید مراد ہے کہ ہر عامی کو اجتہاد کی تکلیف لازم ہوگی۔ اور نہ نصوں کا رد و انکار اماموں کے مقابلہ میں مراد ہے اور اگر نہیں یعنے یہ مراد ہو تو وہ

انکارھا فی مقابلۃ قول ائمتھم والالم یکونوا نصاریٰ بل المراد ھو تاویل الدلائل الشرعیۃ الی قول ائمتھم فعلم من ھذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علیٰ خلافہ دلائل من السنۃ والکتاب ویؤل الیٰ قولہ شرب من النصرانیۃ وحظ من الشرک والعجب من القوم لایخافون من مثل ھذا الاتباع بل یُخیفون تارکہ فلحق ھذہ الامۃ فی جوابھم وکیف اخاف ما اشرکتم ولاتخافون انکم اشرکتم باللہ مالم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون فتدبر وانصف ولاتکن من الممترین و نعوذ باللہ ان تکون من المتعصبین

نصاریٰ نہ ہوتے بلکہ مراد دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا ہے۔ اپنے اماموں کے قول کی طرف اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص معین کی پیروی کرنی کہ اس کے قول کو مانے۔ اگرچہ اس کے خلاف پر حدیث و قرآن سے دلیلیں ثابت ہوں اور امام کے قول کی طرف تاویل کرے نصرانیت کا میل ہے اور حصہ ہے شرک سے اور تعجب ہے قوم سے کہ نہیں ڈرتے۔ ایسی پیروی سے بلکہ ڈراتے ہیں اُس کے چھوڑنے والے کو۔ سو کیا ٹھیک ہے یہ آیت اُن کے جواب میں وکیف اخاف الآیۃ یعنی میں کیونکر ڈروں۔ تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھیراتے ہو اللہ کے ساتھ جس پر نہیں اُتاری اُس نے تم کو کچھ سند اب دونوں فرقوں میں کس کو چاہیئے کہ خاطر جمع رکھے اگر سمجھ رکھتے ہو۔

دیکھو نصاریٰ جو کرتے تھے اُس کا انکار کیا اور جو اُن پر ثابت کیا وہ آپ عمل میں لائے۔ نصاریٰ احبار و رہبان کی اطاعت بالاستقلال کرتے تھے اُن کے احکام کو اللہ کے احکام کے مانند جانتے تھے ان کے حلال حرام کئے ہوئے کو۔ اللہ کے حرام حلال کئے ہوئے کے مانند جانتے تھے اور اُنکے حکم اللہ کے حکم کے خلاف ہوتے۔ جب بھی اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے

"درایں جا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ اطاعت او در گردن انداختہ تقلید او لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او برندارد و ایں ہم نوعے است از اتخاذ انداد کہ آیۂ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ بہ سبب نکوہش آن فرمودہ اند۔" دوسری جگہ لکھا ہے۔ "در یہودیت شما و نصرانیت شما بغیر خدا میلان بسیار است گاہے بعزیر میل میکنید گاہے بہ مسیح و گاہے بہ پیشوایان خود بے تحقیق صدق و راستی ایشان میل مے کنید و احکام انہا را مانند احکام خدا میدانید چنانچہ در آیت دیگر مصرح است۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ حال آنکہ ابراہیم ازیں ہمہ وجوہ شرک و کفر مبرا بودہ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنی و نبود ابراہیم از مشرکان نہ در عبادت و نہ در خلق و تدبیر و نہ در تحریم و تحلیل و شما ہم در عبادت عزیر و مسیح را شریک او میکنید و ہم در خلق و تدبیر اسلاف خود را شریک میکنید و میدانید کہ آنہا برخلاف مرضی

له شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ومنها انهم كانوا يتخذون احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله تعالى بمعنى انهم كانوا يعتقدون ان ما احله هؤلاء حلال ولا باس به فى نفس الامر وان ما حرمه هؤلاء حرام يؤاخذون به فى نفس الامر ولما نزل قوله تعالى اتخذوا احبارهم ورهبانهم الاية سال عدى بن حاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذالك فقال كانوا يحللون لهم اشياء فيحللونها ويحرمون عليهم اشياء فيحرمونها وسر ذالك ان التحليل والتحريم عبارة عن تكوين نافذ فى الملكوت ان الشئ الفلانى يؤاخذ بها ولا يواخذ به فيكون هذا التكوين سببا للمؤاخذة وتركها وهذا فى صفات الله تعالى واما نسبة التحليل والتحريم الى النبى صلى الله عليه وسلم بمعنى ان قوله امارة قطعية لتحليل الله وتحريمه واما نسبتهما الى المجتهدين من الامة فبمعنى روايتهم ذالك فى الشرع او استنباط معنى ... الخ

او تعالیٰ ما را فتح و نصرت میدہند و روزی میرسانند و اولاد میدہند و در آخرت بزور از عذاب خلاص خواہند کرد و نیز در سحر استعانت بارواح خبیثہ جنیان مے نمائند و ارواح کواکب را مدبر میدانند و در تحلیل و تحریم پیشوایان خود را از احبار و رہبان ہا او شریک می کنند حلال و حرام کردۂ آنہا را مانند حلال و حرام کردۂ خدا میدانند و باوجود یافتن نصوص کتاب برخلاف آن تقلید ایشان نمی گذرانند۔

جاننا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفسیر فرماتے ہیں تحلیل و تحریم میں شریک ٹھیرانے سے اور مفسرین صاف لکھتے ہیں کہ باستقلال انکی اطاعت لازم جانتے تھے اور اُن کے حکم کو مانند خدا کے حکم کے جانتے تھے اور اُن کا حکم اگرچہ کھلا ہوا مخالف ہوتا اللہ کے حکم سے اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے تھے یہی اُن کا کفر تھا۔

مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ وہ اماموں کے قول کے مقابلہ میں اللہ کے حکموں کا رد و انکار نہ کرتے تھے اور اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے فقط کیا خوش فہمی ہے قطع نظر اس سے کہ مولوی اسمٰعیل کا بیان خلاف ہے نص قرآنی کے اور مخالف حدیث و تفسیر کے طرفہ یہ ہے کہ دلیل میں لکھتے ہیں۔ والا لم یکونوا نصاریٰ۔ یعنی اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تو نصاریٰ کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل اُس کے مقابلہ میں کہ اگر وہ اپنے اماموں کے قول کے مقابلہ میں نصوص کا رد و انکار کرتے تو نصاریٰ نہ ہوتے۔ یہ بڑی خیر خواہی کی نصاریٰ کی؟ مگر معلوم نہیں کہ نصاریٰ کس چیز کو سمجھے مسیح کو ابن اللہ کہنے سے نصاریٰ نصاریٰ رہے اور اس فعل سے نصاریٰ نہ ہوتے تا زعم بر ایں فہم ایسی ہی سمجھ تھی جبھی تو مجتہد بنے پھر لکھتے ہیں کہ مراد تا دیل کرنا دلائل شرعیہ کا ہے۔ اماموں کے قول کی طرف فقط اس کلام میں کئی خلل ہیں۔

ایک[1] یہ کہ وہ صریح خلاف ہے قرآن و حدیث و تفسیر کے۔ دوسرے[2]
یہ کہ مذہب اہل سنت میں اول کافر نہیں ہوتا جاحد[لہ] کافر ہوتا ہے یہ مسئلہ نہایت
مشہور ہے۔ تیسرے[3] یہ کہ شخص معین کی جو پیروی کرتا ہے اور اس کے قول کو مانتا
ہے سبب یہ ہے کہ اس نے دلائل شرعیہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے اور جو باتیں
دلیل سے مدعا ثابت ہونے میں ضرور ہیں۔ اس کو سب حاصل تھیں اور اس نے بعد
ملاحظہ اطراف و جوانب اور تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح ضعیف و صحیح و
رعایت جمیع شرائط کے ایک حکم لکھا اور اس کی دیانت و عدالت و تقویٰ ۔

لہ جاحد کہتے ہیں نص قرآنی کے انکار کرنے والے کو وہ کافر اور ماول یعنی تاویل کرنے والا کافر نہیں ۱۲

ف۔ تقویۃ الایمان کے اول میں لکھا ہے اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے
ہیں کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں اور کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی
باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں
اور سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ
دخل نہ دے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کرلے اور جو موافق نہ ہو اس کی
سند نہ پکڑے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ
اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے ہمکو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں
اور اس راہ پر چلنا بڑے بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہمکو یہی
باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات بہت غلط ہے۔ اسواسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید
میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا ہے۔
ولقد انزلنا الیک ایات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون اور بیشک اتاری ہم نے
تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔
ف یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم
برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اس لئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان کا انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے
کلام کے سمجھنے کو بہت علم نہ چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے آئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ
جمعہ میں فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاته و
یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔
(ترجمہ) وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ——

علم کا کمال متفق علیہ امت کا ہے۔ پھر اگر تم ایسے لوگ کہ کسی بات میں اس شخص سے
ایک اور لاکھ کی بھی نسبت نہیں رکھتے ہو کم علمی اور کم فہمی کے سبب کسی دلیل کو
اس کی مخالف سمجھو اپنی عقل و فہم کے یا کوئی روایت کسی کتاب میں کہ وہ کتاب والا
بھی اس شخص کی سی تحقیقات نہ رکھتا تھا دیکھو اور اس شخص کے متبع پر شبہ وارد
کرو وہ شخص دونوں کا حال و رتبہ دیکھ کر مفضول کا کہنا نہ مانے اور اس کی تقلید کو
افضل کی تقلید سے اچھا نہ جانے یا ان شبہوں کا جواب دے ان باتوں سے کہ
شخص معین کے کلام سے ضمناً یا صریحاً موافق دلائل تامہ شرعیہ کے معلوم ہیں یا انکی تاویل
بیان کرے اور ایسی چیزوں سے کافر ہو جائے تو تم اپنے نزدیک پیغمبر ٹھہرے کہ جو تمہاری
بات نہ مانے وہ کافر ہو جائے۔ ورنہ تم دعویٰ کرتے ہو۔ دلیل شرعی کا اپنے مطلب پر
شخص معین نے بھی دلیل شرعی ہی سے لکھا تم اس کی دلیل کی تاویل کرتے ہو۔ اپنے
قول کی طرف شخص معین کا متبع تمہاری دلیل کو تاویل کرتا ہے۔ اسکے قول کی طرف فرق

—— ان پر آیتیں اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک
تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں ف یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ
اس نے بیخبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بہکے
ہووں کو سیدھی راہ پر جو کوئی یہ آیت سن کر پھر کہنے لگے کہ پیغمبروں کی بات سوائے عالموں کے کوئی
نہیں سمجھ سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی نہیں چل سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار
کیا۔ اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہوجاتے ہیں
اور گمراہ لوگ ان کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔ اس بات کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو
اور ایک بہت بیمار پھر کوئی اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کرا اور وہ
بیمار یہ جواب دیوے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کرنا بڑے تندرستوں کا کام ہے۔ یہ مجھ سے کیونکر
ہوسکے کہ میں سخت بیمار ہوں سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے۔ اس واسطے
کہ حکیم تو بیماروں کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے اور انہیں کو اس کی دوا سے
فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا۔ غرض کہ جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو
اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہو اس کو اللہ و رسول کی
راہ پر چلنے میں زیادہ کوشش چاہیئے۔ سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو
تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو درست کریں ۱۲

کیا ہے کہ وہی بیچارہ اکیلا کافر ہو جائے نہایت یہ کہ وہ بلحاظ اس کے کہ شخص معین تم سے علم و فہم و دیانت و عدالت میں بہت زائد ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں بڑے بڑے اہل علم و فضل و صاحب کمال کہ تمہارے سارے استاد اب سے لیکر وہاں تک اور جن کتابوں کا کہ تم نام لیتے ہو۔ اُن کتاب والوں کے بھی صدہا استاد اس شخص معین کے متبع ہیں اور تمہارا طریقہ شاذ سوادِ اعظم کے خلاف تم کو قابل اس کے نہیں جانتا کہ ..... تمہاری تقلید اختیار کرے اور تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہمارے سوا سب مخالف شرع ہیں۔ شرع صرف اُسی کا نام ہے۔ جو ہم نے سمجھا اور دیکھا اتنا بھی تو تم نہیں سمجھتے ہو کہ تم بھی شخص معین ہو۔ جب تم نے کہا کہ دلیل شرعی سے یوں ثابت ہوا تمہارا کہنا جو کوئی مانے اور اُس پر دوسری طرح کی دلیلیں جو وارد ہوں تو وہ اُن کی تاویل کرے۔ وہ بھی تو اُسی میں داخل ہو گیا۔ پھر تمہاری تکلیف لاطائل سے کیا حاصل ہوا۔ چوتھے یہ کہ نص قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ نصاریٰ کافر مشرک ہو گئے۔ احبار و رہبان کو رب ٹھہرانے سے اور حدیث شریف میں اس کی تفسیر موجود ہے کہ تحلیل و تحریم میں شریک کرنے سے پھر جو مولوی اسمٰعیل نے لکھا کہ مراد تاویل دلائل شرعیہ کی ہے۔ دیکھو یہ کیسی تاویل بعید ابعد محض بیگانہ ہے بلکہ قابل تاویل کہنے کے بھی نہیں کہاں رب ٹھہرانا اور تحلیل و تحریم میں اللہ کا شریک ماننا اور کہاں دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا۔ اب صاف ثابت ہو گیا کہ جو مولوی اسمٰعیل نے مراد آیت کی نہ پائی اور نسبت کیا نصاریٰ کی طرف۔ اس مقام میں آپ نے اُسی پر عمل کیا بقول ان کے نصاریٰ تاویل کرتے تھے۔ نص کو اپنے اماموں کے قول کی طرف مولوی اسمٰعیل نے تاویل کی اپنے قول کی طرف جس طرح نصاریٰ نے رب الٰہ ٹھہرایا۔ احبار و رہبان کو مولوی اسمٰعیل نے اُسی طرح بقول اپنے رب الٰہ ٹھہرایا۔ اپنے آپ کو۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا۔ نصاریٰ کا حال ہے من اتخذ الٰھہ ھواہ اُن کا حال ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ظاہریت کو خوب چمکایا اور لکھا۔ "اس زمانے

میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں، اور کوئی اپنی عقل کو کچھ دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دے"[۱] فقط اور تقریر طویل کے بعد لکھا۔ "سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اُسی کو سمجھیں اور اُسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں"[۲] فقط۔

پہلے دو لطیفے اُن کے سمجھنا چاہیئے کہ کیا کام کیا ہے۔ ایک تو ہر خاص و عام کو طلب علم دین اور تحقیق کتاب و سنت کا حکم دیا اور یہ بات صریح مخالف ہے کلام الٰہی کے سورۂ توبہ میں فرمایا ہے۔

وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

اور نہیں ہے کہ سارے مسلمان نکلیں، سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے، ایک گروہ کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور خبر دیں اپنی قوم کو جب پھر کر آویں اُنکی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔

سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہر فرقہ میں سے چند لوگ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو خبر دیں۔ سب مسلمانوں کے واسطے یہ نہیں ہے۔ مولوی اسمٰعیل بر خلاف حکم خدا کے حکم کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام کو چاہیئے اور جمہور مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

"طلب علم دین کی فرض کفایہ ہے۔ یعنی بعضوں نے ادا کیا سب کے ذمہ سے اُتر گیا"۔ دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اصول دین کے چار ہیں کتاب[۱] سنت[۲] اجماع[۳] قیاس[۴]۔ مولوی اسمٰعیل نے دو اصل دین کے جڑ سے اکھاڑ

---

[۱] تقویۃ الایمان ص۲۔ مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی۔ [۲] ایضاً ص ۴۔

ڈالے ایک قیاس کہ کل ظاہر یہ اس کے منکر ہیں اور قیاس کو بہت برا کہتے ہیں اگرچہ آپ بھی قیاس کرتے ہیں اور یہ بیوقوفی و گمراہی کے سبب سمجھتے نہیں اتنا فرق ہے کہ اپنے قیاس فاسد کو نظر و استدلال نام رکھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ نام بدل کر رکھنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ قیاس کو جہاں رد کرتے ہیں اُسی رد کے بیان میں وہی قیاس جابجا ابھرا ہوتا ہے۔ دلوں پر جو پردہ پڑا ہے سمجھ نہیں سکتے دوسرا اجماع کہ بعضے اس کے بھی منکر ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:۔

دریںجا باید دانست کہ اصول احکام دین چہار چیز است کتاب و سنت و اجماع و قیاس زیراکہ بعض احکام دین از کتاب ثابت شدہ مثل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حرمت خنزیر و حلت گاؤ وہ مانند آن و بعضے از قول و فعل پیغمبر کہ آنرا سنّت نامند مثل نماز جنازہ و حرمت خر و استر و مانند آن و بعضے باجماع مجتہدین است مثل حرمت بیع کنیزک کہ از مالک، خود فرزندے آوردہ باشد و حرمت جمع درمیان دو خواہر در وطی بملک یمین و بعضے بقیاس ظاہر کہ غیر منصوص را بر منصوص قیاس کردہ باشند مثل حرمت سود گرفتن در فلوس و سکہا کہ صریح طلق بزر و سیم میشود دریں باب" اور تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ۔

"مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کی اطاعت اور اُن کے حکم کا اتباع عوام امت پر فرض و لازم ہے" دونوں لطیفوں کا بیان تمام ہوا۔

اب اُن کی ایک ایک بات کا جواب سنو۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُس کی سند پکڑے ہم مولوی اسمٰعیل نے پہلوں کی رسموں کو سند پکڑنا اور بزرگوں کے قصے دیکھنا اور مولویوں کی باتوں کو سند پکڑنا اور عقل کو دخل دینا جُدا جُدا راہیں ٹھہرائیں اور اللہ و رسول کے کلام کو سند پکڑنا جُدا راہ ٹھہرائی اور یہ راہ جو وہ چلے سو صراطِ مستقیم سے بہت بھٹک گئے کیونکہ وہ چاروں باتیں اللہ اور رسول ہی کے کلام سے ثابت ہیں۔ اور وہ چاروں راہیں اسی شارع عام کے شعبہ ہیں اور انہیں شعبوں سے اُس شارع عام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کو سیدھی راہ ہے اور جس نے اُن شعبوں کو چھوڑا وہ ہرگز شارع عام کو نہیں پہنچا۔ کوئی کسی کوئیں میں گرا کوئی بھیڑ میں آوارہ ہو گیا۔ کوئی کسی جنگل میں شیر بھیڑیے کا لقمہ ہوا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اس کو پھیریں گے جس طرف پھر گیا اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور بہت ہی بری جگہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار اور فرمایا ہے۔

(بڑی جماعت کی پیروی کرو اسلئے کہ جو الگ ہوا آگ میں ڈالا جائیگا صحابہ میں سے جس کی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

باپھم اقتدیتم اہتدیتم۔ اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار اور فرمایا ایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ وبالکافۃ اور فرمایا

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو الگ ہوا آگ میں ڈالا جائے گا گھاٹیوں سے بچو اور جماعت کو لازم پکڑو)

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور فرمایا

لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہونگے انکی سنت کو

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا۔

اسلام میں جو شخص کہ نکالے اچھی سنت کو سو انکو اس سنت کا اجر ہے اور جو اس سنت پر عمل کریگا عمل کرنے والے کا بھی اجر ہے نکالنے والے کے واسطے۔

اور آیا ہے۔

ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن

مومنین جس کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

اور فقہا لکھتے ہیں۔

العادۃ الفاشیۃ من حدی الحجج

عادت جو مسلمانوں میں پھیل جائے ایک حجت ہے

اور سنت کی تعریف کرتے ہیں۔

الطریقة المسلوکة فی الدین — دین میں جو طریقہ جاری ہو گیا وہ سنت ہے

یہ حال ہے پہلوں کی رسموں کی سند پکڑنے کا۔ اور بزرگوں کے قصے اور مولویوں کی باتوں کا حال تو ابھی شاہ عبدالعزیز صاحب سے میں نے نقل کیا کہ مجتہدین شریعت اور مشائخ طریقت کی اطاعت بحکم خدا فرض ہے اور آیۂ کریمہ۔ فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اس مطلب پر سند لائے ہیں اور اهدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صراطِ مستقیم راہِ انبیا وصدیقین وشہداء وصالحین کی ہے کہ اُن کے اعمال کے دیکھنے سے اور اُن کی باتوں کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعلمه الذین یستنبطونه منهم۔ جان لیں گے وہ لوگ کہ استنباط کرتے ہیں اس کو تم میں سے یعنی نکال سکتے ہیں۔

اور وہ جو کہہ دیا کہ عقل کو کچھ دخل نہ دے۔ عجیب بات ہے عاقل سے کیونکر سرزد ہوا اگر عقل کو کچھ دخل نہ دے تو اللہ ورسول کا کلام کیونکر سمجھے اور کس طرح سند پکڑے۔ عقل کو حاکم نہ سمجھنا چاہیئے اور کچھ دخل نہ دینا تو ہو ہی نہیں سکتا جن نصوص کا ظاہر میں تعارض ہے۔ وہاں کیا کرے۔ یہ بحث اصول وعقائد کی کتابوں میں ہے۔ پھر تقویۃ الایمان میں دعویٰ کیا کہ عوام الناس کا کہنا کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے۔ ہم کو وہ طاقت نہیں غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا مشکل نہیں اور دلیل لائے اس آیت کو۔ ولقد انزلنا الیك آیات بینات وما یکفر بها الا الفاسقون۔ پھر لکھا ہے کہ اللہ ورسول

---

[1] شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے یحرم الخوض فی التفسیر لمن لا یعرف اللسان الذی نزل القرآن به والمأثور عن النبی والصحابة والتابعین من شرح غریب وسبب نزول وناسخ ومنسوخ۔

کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے اور دلیل لائے یہ آیت۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (اللہ وہ ہے جس نے بے علموں میں رسول بھیجا انہی میں سے کہ ان پر اس کی آیتوں کو تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ پہلے صریح گمراہی میں تھے)

اور بعد لکھنے ترجمہ اور فائدہ کے کہا جو کوئی یہ آیت سُنکر پھر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا۔ فقط یہاں دو باتوں کو دریافت کرنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ اُن کا دعویٰ دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ یعنی آیتوں کا وہ مطلب ہے جو انہوں نے سمجھا یا نہیں۔ سو ہم نے پایا اُن کے بیان کو خلاف جمہور مفسرین کے اور چونکہ بہت سی تفسیروں کی عبارت نقل کرنے میں طول ہے۔ صرف تفسیر عزیزی کی نقل عبارت پر کفایت کی جاتی ہے۔

" ولقد انزلنا الیك یعنی بہ تحقیق ما از عظمت خود نازل کردیم بسوئے تو آیات یعنی آیتہائے قرآنی را وہرگز التباسے واشتباہے در آنکہ آن آیات نازل کردہ ماست یا نازل کردۂ دیگرے گنجائش ندارد۔ زیرا کہ آن آیات بینات یعنی دلائل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ وہم از جہت مطابقت معنی آن آیات بمقتضائے عقل سلیم وہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیائے پیشین کہ نزد یہودیاں مسلم الثبوت است پس انکار ایں آیات از ایشاں نمی تواند شد زیرا کہ متضمن انکار جمیع کتب سابقہ است وما یکفر بها الا الفاسقون یعنی انکار نمی کنند ایں آیات را مگر کسانیکہ در کفر از حد گذشتہ اند وہرگز بکتابے از کتبہائے سابق ایمان ندارند از مقتضائے عقل ونقل ہر دو قدم بیروں نہادہ "

اور چند سطر کے بعد لکھا " ومحتمل است کہ معنی آیت چنیں باشد کہ ایں یہودیاں اگرچہ با جبریل عداوت دارند وازیں جہت در ورطۂ کفر گرفتار اند اما

این امر موجب کفر بقرآن مجید نمی تواند زیرا کہ ما بلا واسطہ جبرئیل بر تو معجزات بسیار نازل کردہ ایم مثل نالہ ستون واجابت درختان دعوت ترا و شکایت شتران و آہوان و سلام کردن سنگہا و کوہہا بر تو و جواب سوالات احبار یہود وغیر ذالک کہ بہیئت مجموعی موجب تیقن بصحت رسالت تو می شود و آن معجزات مرئیہ و مشاہدہ را انکار نمیکنند مگر کسے کہ از دائرہ دین مطلقاً خارج باشد و ہیچ دین و آئین گرویدہ نشود والا انکار معجزات دیگر انبیاء کہ زیادہ ازیں نبودہ است او را لازم خواہد آمد۔"

آیت کریمہ کے معنی تفسیر عزیزی سے یہ ثابت ہوئے کہ ہونا آیات قرآنی کا اللہ کا کلام ظاہر ہے۔ اس سبب سے کہ لفظ معجزہ ہے اور اُن کے معنی مقتضائے عقل سلیم کے مطابق اور اگلی کتابوں کے موافق ہیں یا یہ کہ آیات بینات سے اور معجزات مراد ہیں اور یعلمکم الکتٰب والحکمۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

" ویعلمکم الکتاب یعنی و می آموزد شمارا معانی ظاہرہ کتاب والحکمۃ یعنی و اسرار و دقائق آں کتاب کہ در ہر حکم او مستور و مخفی است تا فقط بعلم ظاہر اکتفا نمودہ در دام تقشف نیفتید و فقط بعلم باطن اکتفا نمودہ راہ بیقیدی و اباحت اختیار نکنید بلکہ ہر دو را جامع شدہ وراثت نبوت حاصل نمائید و مرتبہ تکمیل یابید و ہر چند این دو علم یعنی علم ظاہر کتاب و بواطن آن بعد از نزول کتاب موافق لغت متعارفہ شما ممکن بود کہ بعض اذکیائے شما بخودی خود بے استمداد بارشاد پیغمبر حاصل توانند کرد لیکن ہنوز چیزہا باقی بود کہ ہرگز آنرا بقوت فکر یہ و قوت ذکا تو ان دریافت ہر چند سعی و تلاش باقصی الغایۃ رسانیدہ شود و لہذا ایں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حق شما نعمت عظیم گردید کہ شمارا آنہا چیزہا ہم نشان مے دہد"

اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل کا دعویٰ کہ عوام کو اللہ رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے

اور اس کو بہت علم نہ چاہیئے موافق تفسیر شاہ صاحب کے دونوں آیتوں سے ثابت نہیں ہے اور مولوی اسمٰعیل کے معنی گویا قرآن کی تحریف ہے اور ظاہر ہو گیا کہ وہ خود آیتوں کے معنی نہ سمجھے۔ پھر جن کو وہ عوام کہیں اُن بیچاروں سے سمجھنے کا خیال کرنا تو نہایت عقل سے دُور ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ان آیتوں سے تو ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا دعویٰ ثابت نہ ہوا مگر اس بات میں اللہ و رسول کے کلام سے کیا ثابت ہوتا ہے سو دیکھ لو کہ شاہ صاحب صاف لکھتے ہیں کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت کا سمجھنا مجتہدین اور مشائخ کو میسر ہے عوام کو اُن کی اطاعت فرض اور سند اس آیت کو۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل علیك الکتاب منه آیات محکمات ھن اُم الکتاب واُخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

اس آیت میں ایک روایت سے وقف ہے الا اللہ پر تو اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ اللہ ہی نے نازل کی تجھ پر کتاب۔ اس میں بعضی آیتیں محکم ہیں کہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ سو جن کے دلوں میں بدراہی ہے متابعت کرتے ہیں متشابہات کی واسطے خواہش فتنہ کے اور خواہش اُس کی تاویل کے اور نہیں جانتا اُس کی تاویل مگر اللہ اور جو علم میں راسخ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اُس پر سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ۔ اور ایک روایت میں وقف ہے فی العلم پر یعنی اللہ اور راسخون فی العلم اُس کی تاویل جانتے ہیں۔

دیکھو کہ اس آیت کریمہ سے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں سمجھتے مگر اولوالالباب اور سوائے قید راسخون فی العلم کے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علم اس بات

کا بھی ضرور ہے کہ تمام کلام اللہ میں کون کونسی آیتیں محکم اور کون کونسی متشابہ ہیں۔ اب اسماعیلیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ جن کو خاص خاص سمجھیں انہیں سے پوچھ دیکھیں کہ بے رجوع کے کتابوں کی طرف کہ بڑے بڑے علم والوں نے تصنیف کی ہیں اس بات کو بیان نہ کر سکیں گے۔ بلکہ عجب نہیں کہ بعد صرف کرنے اپنے حوصلہ کے بھی اس بات کو منقح ذکر سکیں۔ عوام کا تو کیا مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون اور یہ باتیں بیان کرتے ہیں۔ ہم اُن کو آدمیوں کے لئے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر عالم لوگ

شاہ صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "مفسر و مجتہدین را می باید کہ علم ناسخ و منسوخ داشتہ باشد بدون ایں علم اورا دخل کردن در علوم دینیہ نمے رسد زیراکہ بدون این علم اورا حکم شرع از غیر آن امتیاز نمی تواند شد و بسا کہ حکم منسوخ را حکم شارع دانستہ فتوای خواہد داد و در غلط خواہد افتاد لہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند و از گناہان منع می کند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد و از و پرسیدند کہ ناسخ را از منسوخ جدا می دانید یا نہ او گفت کہ ایں علم خود ندارم فرمودند کہ ایں را از مسجد بدر آرید و دارمی در مسند خود از حضرت حذیفہ بن الیمان کہ صاحب راز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود روایت نمودہ کہ از ایشان کسے مسئلہ پرسید و عرض کرد کہ دریں باب حکمے بفرمائید ایشاں گفتند کہ متصدی فتویٰ و حکم یکے از سہ کس می شود اول شخصے کہ ناسخ قرآن و منسوخ او را می شناسد ایں قسم شخص دریں زمان حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ است دوم شخصے کہ او را قاضی ساختہ باشد چار ناچار

ایں شغل بر ذمہ او افتادہ سوم احمقے کہ خود را بتکلف در اعداد علماء و مفتیان و مجتہدان داخل می کند من از قسم اول خود نیستم و از قسم ثانی طبع من راضی نمی شود بآنکہ از قسم سوم باشم۔"

شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں لکھا ہے۔

"اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود" ــــ اور بھی لکھا ہے ــــ "پس عدم وصول بمراد لفظ گاہے بسبب استعمال لفظ غریب است و علاج آن نقل معنی لفظ از صحابہ و تابعین و سائر اہل معانی و گاہے بسبب یاد نداشتن اسباب نزول"

اور حجۃ البالغہ میں لکھا ہے کہ "تفسیر میں خوض کرنا حرام ہے اس کو کہ نہیں جانتا زبان کو کہ جس میں قرآن نازل ہوا اور نہیں جانتا جو کہ مروی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے شرح غریب اور سبب نزول اور ناسخ و منسوخ سے۔"

اور اصول تفسیر میں لکھا ہے کہ جو علوم تفسیر کے واسطے چاہئیں بے اُن کے تفسیر کرنا داخل ہے۔ تفسیر بالرائے میں کہ حدیث ہے۔ من فسر القرآن برآیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ ترمذی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار اس بیان سے مولوی اسمٰعیل کے دعوے کی غلطی خوب ثابت ہو گئی۔ حاجت نہیں ہے اور دلیلیں لانے کی اللہ اور رسول کے کلام سے اگرچہ بہت ساری ہیں اور طویل بھی ہوتا ہے اور وہ جو مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ جو کوئی یہ آیت سُن کر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا فقط۔ سو یہ طعن عائد ہوتا ہے شاہ صاحب پر کہ انہوں نے صاف لکھا کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت سوائے مجتہدین و مشائخ کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔

اب چند باتیں بطور معقول ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ و رسول کا کلام عوام کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن میں باتیں بہت صاف و صریح ہیں، سو اس کی کیا صورت ہے۔ کیا ایسا ہے کہ جو قرآن کی عبارت سُنے ہند کا ہو یا فارس کا، ترک کا ہو یا حبش کا، چین کا یا فرنگ کا سننے کے ساتھ ہی سمجھ جاتا ہے۔ سو یہ تو خلاف بداہتہ کے ہے اور اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا ہے قرآناً عربیاً لقوم یعلمون[۱] یا یہ کہو کہ جب ہم نے ہندی ترجمہ کر دیا تب عوام کو سمجھنا مشکل نہ رہا اور حاجت علم کی نہ رہی۔ سو یہ بات تو جب ہو کہ تم کو بھی اللہ و رسول کے برابر سمجھیں اور ترجمہ کو بھی بعینہٖ اللہ و رسول کا کلام سمجھیں اور ایمان لانا اس پر فرض ہو اگرچہ تم غلط کہو۔

دوسرے یہ کہ تم نے جو آیتوں کا مطلب ٹھہرایا شاہ عبد العزیز صاحب اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ بالفرض اگر تمہارا لکھنا سچ ہو تو شاہ صاحب اللہ کا کلام نہ سمجھے اور جب تمہارے اُستاد اور اُستاذ الاستاذ اور پیران پیر نے بھی باوجود اس قدر علم و فضل و کثرت مزاولت اور تمام عمر خرچ کرنے کے حدیث و تفسیر کی خدمت میں اور تصنیف کرنے تفسیر کے اللہ و رسول کا کلام نہ سمجھے اور کہا عوام نہیں سمجھتے تو عوام بیچاروں کو آپ کیونکر تکلیف دیتے ہیں اور کیونکر احمق اور منکر قرآن کا بناتے ہیں۔ اے مسلمانو سنو یہ بڑا دھوکا ہے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کے موافق کہتے ہیں۔ سب بد مذہب یہی کہتے چلے آئے ہیں اور سب اللہ و رسول ہی کے کلام کی سند لاتے ہیں۔ مگر اُن کے فہم میں غلطی ہے کہ معنی کلام کے خلاف تفسیر ماثور کے رسول اللہ اور صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے کہتے تھے یہی اُن کی گمراہی تھی۔ حدیث میں تو کثرت اختلاف روایت کی بھی بڑی گنجائش ہے

[۱] قرآن عربی واسطے قوم کے جو جانتے ہیں۔

کلام اللہ سے دیکھو کہ ہر فرقہ اپنے مذہب باطل پر دلیل لاتا ہے مجسمہ جو خدا کو جسم و جہت ثابت کرتے ہیں، آیتیں قرآن کی پیش کرتے ہیں ید اللہ فوق ایدیہم ویبقٰی وجہ ربک یوم یکشف عن ساق۔ اور مکان پر دلیل لائے الرحمٰن علی العرش استوٰی معتزلہ وجوب لطف پر دلیل لائے۔ کتب علٰی نفسہ الرحمۃ وکان حقاً علینا نصر المؤمنین اور انکار انتفاع اموات پر احیاء سے لیس للانسان الا ما سعٰی اور انکار عذاب قبر اور انکار ادراک اموات پر لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولٰی انک لا تسمع الموتٰی اور انکار رؤیت پر لا تدرکہ الابصار[۱] وہیہ و ریہ وغیرہ انکار عصمت انبیاء پر عصٰی اٰدم ربہ فغوٰی جعلا لہ شرکاء ظلمنا انفسنا کنت من الظالمین فوکزہ موسٰی فقضٰی علیہ۔ قرامطہ وغیرہ تناسخ پر کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا۔ حکیم اللہ کے علم نہ ہونے پر قبل وجود اشیاء کے لیعلم الصابرین ولیبلوکم۔ خارجی کفر مرتکب کبیرہ پر من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون من قتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جھنم خالداً فیہا۔ رافضی[۲] امام کی عصمت پر لا ینال عھدی الظالمین بدا پر یمحو اللہ ما یشاء ویثبت۔ تفصیل کہاں تک لکھوں۔ ہر فرقہ ہر ہر مسئلہ پر اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتا ہے اور صرف اس قدر سے اُن کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہ بد مذہبی سے نکل سکتے ہیں۔ کیونکہ حق وہ ہے کہ قرآن و حدیث سے بعد تحقیق و تطبیق اور رعایت جمیع شرائط و لوازم کے جو باتفاق سواد اعظم قرار پایا۔ جو اس کے خلاف ہو وہ جماعت سے باہر بد مذہبوں میں داخل ہے صرف اتنا

[۱] مولوی حسین علی نے بلغۃ الحیران، طبع اول (ص ۱۵۷-۱۵۸) پر اسی عقیدۂ باطلہ کی تائید کی ہے ۱۲۔ [۲] روافض کا ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وقوع فعل کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسے بدائیہ کہتے ہیں ۱۲۔ شرف قادری۔

کہنے سے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتے ہیں جیسے مولوی اسمٰعیل نے کہا بدمذہبی سے نہیں نکل سکتے کہ سب بدمذہب یہی کہتے ہیں۔ جیسے وہ ویسے یہ، اسمٰعیلیہ کو چاہیئے کہ اُن کو بھی حق پر کہدیں۔ بلکہ بدمذہبوں کی دلیل آیتیں جو میں نے ذکر کیں اُن سے جیسا کہ ظاہر ہیں اُن کے بیان کے موافق شبہہ ربط کا ناواقفوں کو ہوتا ہے۔ مولوی اسمٰعیل کے دعوے اور دلیل ہیں جو آیت و حدیث سے لائے ہیں۔ اتنا بھی نہیں ہے۔ یہ اُن سب سے بدتر ہیں کہ یہ حال آگے بہ تفصیل معلوم ہوگا کچھ اگلے بدمذہبوں کی باتیں لئے ہیں۔ کچھ اپنے ذہن کی کجی سے نکالی ہیں۔

دوسرا فساد سید احمد کو متنبی بنانے کا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب شاہ صاحب نے اپنی ساری مملوکات اولادوں کو ہبہ کر دی۔ مولوی اسمٰعیل گھبرائے اور مولوی عبد الحی شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میرٹھ کے محرروں میں فرنگی کے نوکر تھے موقوف ہو کر دہلی میں آئے۔ دونوں نے مل کر سید احمد نام ایک مرد جاہل شاہ صاحب کے مرید کو پیر بنایا اور ساتھ لے کر شہروں میں پھیری شروع کی اور در بدر گھر گھر قرآن و حدیث کے درس کو وسیلہ ٹھیرایا لوگوں کے رجوعات کا نذر دنیا و دعوت تر و خشک سے فائدہ خوب اُٹھایا اور نذور کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں[1] کی بھی پیشکش زنڈ لینے میں تامل نہ تھا یہانتک کہ جو

[1] اس سے بھی عجیب واقعہ ملاحظہ ہو کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا رشید احمد گنگوہی سے نقل کرتے ہیں کہ "ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں۔ میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو

فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا ریذیڈنٹ اگنسن بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی۔ بڑے اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کئے اور اس کے مرید ہونے سے ریذیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا اور ملا قم بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبد الحی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ روپیہ فاحشہ کا کہ نصرانی سے زنا کے عوض میں اُس نے حاصل کیا ہے۔ کیونکر درست ہوا۔ کچھ جواب پریشان دیئے۔ آخر کو حوالہ کیا استفسار پر سید صاحب سے اُن دونوں صاحبوں نے زبانی بات پر کفایت نہ کی بلکہ ایک کتاب "صراط مستقیم" نام بنائی سید احمد کے حال میں جو وہاں لکھا خلاصہ اُس کا یہ ہے۔

"ازبسکہ نفس عالی حضرت ایشان بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب در بدو فطرت مخلوق شدہ بنا بر علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم رسمیہ و راہ دانشمندان کلام و تحریر و تقریر مصفی ماندہ بود" و حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودہ اند کہ از یمن بیعت شاہ عبد العزیز صاحب کمالات طریق نبوت کہ مجملاً در بدو فطرت مندرج بودہ بتفصیل و شرح انجامید و مقامات طریق ولایت بر احسن وجوہ جلوہ گر اگر دید جناب رسالت مآب سہ خرما از دست مبارک خود

) میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے۔ بی تم شرماتی کیوں ہو۔ کرنے والا کون اور کرانے والا کون، وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے۔ اور وہ چلدی۔" تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ صفحہ ۲۴۲۔ ملاحظہ ہو کہ ایک رنڈی کو بھی احساس جرم ہے مگر پیر مغاں اپنی زیارت کرانے کیلئے کیا کیا جتن کر رہے تھے۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو کہ کس جسارت کا اظہار ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اسے بھی استغراق فی التوحید کا نام دیا جاتا ہے چنانچہ فاضل گنگوہی سے حافظ لطافت علی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیسے تھے تو حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا"۔ اور پھر مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔

تذکرۃ الرشید [illegible]

خوابانیدند بعد بیداری اثر آن رویائے صادقہ در نفس خود یافتند ہمیں واقعہ ابتدائے سلوک طریق نبوت شدہ بعد ازاں روزے جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ وفاطمہ زہرا را بخواب دیدند جناب حضرت علی مرتضیٰ اندست مبارک خود غسل دادند و فاطمہ زہرا لباس فاخرہ بدست خود پوشانیدند بسبب ہمیں وقائع کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر گردیدہ۔ اقبال لم یزلی و عنایت رحمانی و تربیت یزدانی بلاواسطہ احدے متکفل حال ایشان شد تا آنکہ روزے خدائے تعالیٰ دست راست ایشان بدست قدرت خاص خود گرفتہ۔ چیزے از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا این چنین دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصے استدعائے بیعت کردہ حضرت ایشان بجناب حق متوجہ شدہ استفسار و استیذان نمودند کہ دراں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بدست تو بیعت خواہد کرد گو لکھا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔ الغرض امثال این وقائع صدہا پیش آمدہ تا آنکہ کمالات طریق نبوت بذروۂ علیائے خود رسیدہ و الہام و کشف بعلوم حکمت انجامید اینست طریق استفادۂ کمالات راہ نبوت و بس و اما استفادۂ کمالات راہ ولایت پس قبل از تحصیل مبادی مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال و مراقبات بطور علم لدنی حاصل شد نسبت قادریہ و نسبت نقشبندیہ باین طور کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردید تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازع در مابین روحین مقدسین ماندہ کہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان تمامہ بجانب خود میفرمود و بعد انقضائے زمان تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند تا قریب یک پاس

ہر دو امام بر نفس نفیس ایشان توجہ قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا آنکہ در میان یکپاس نسبت ہر دو طریقہ نصیب ایشان گردید و نسبت چشتیہ بدین طور کہ روزے حضرت ایشان بر مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ مراقب نشستند و درین اثنا از روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب توجہے بس قوی فرمودند کہ باں سبب ابتدائے حصول نسبت چشتیہ متحقق شد بعد مدتے حق جل و علیٰ بلاتوسط احدے اختتام نسبت چشتیہ ارزانی داشت ہذا ملخص مقالہ فی حالہ و خلاصۂ کتاب صراط مستقیم آنکہ ثمرۂ طریقت و شریعت و اساس حقیقت و معرفت است تحصیل حب خدا است و آن دو قسم است حب نفسانی کہ ملقب بعشق است و حب ایمانی کہ مشہور بحب عقلی است ثانی را کہ ابتدائے آن از حب ایمانی و انتہائے آن بر نبوت است براہ نبوت مسمی کردہ شدہ و اول را کہ ابتدائے آن از حب عشقی و انتہائے آن بمعرفت کہ خلاصۂ ولایت است براہ ولایت مسمی کردہ آمدہ

باب اول

در بیان وجوہ تمائز طریقین یعنے طریق نبوت و طریق ولایت

فصل اول در بیان وجوہ تمائز طریق ولایت افادۂ اول از ہدایت ثالثہ فصل اول از جملہ ایشان حب عشقی است کہ این حب بالطبع مقتضی انخراق حجاب بشری و ظہور روح الٰہی باصل خود میکنند و بس نزد طلاقت ہیچ قانونی خواہ قانون شرع خواہ قانون عرف نہ انتظار رضائے کسے نہ پرواہ رضائے محبوب

ف معلوم ہوا کہ اولیائے کرام بعد از وصال باطنی توجہات فرماتے ہیں اور ان سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۲۶۹-۲۷۰ مطبع شگفتہ شدن ۱۲

باشد خواه غیر آن و نه التزام متابعت کسے خواه متابعت محبوب باشد خواه غیر آن بالجمله مقصود ازیں کلام اهانت حب عشقی نیست حاشا و کلا بلکه اشاره ایست بفرقیکه در حب عشقی و حب عقلی ست[1] **افادهٔ دوم** ازجمله آثار آن تفرد است یعنی قطع علائق ماسوائے محبوب و تنگی حوصله از نظم و ترتیب امور متفرقه مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق ذوی الحقوق از اهل قرابات و امثال آن و لهذا از تزویج نهایت نفرت میگردد[2]

افادهٔ سوم ازجمله آن شدت تعلق قلب است بمرشد خود استقلالاً نه بآن ملاحظه که این شخص نافذان فیض خدا و واسطهٔ هدایت است بلکه بحیثیتے که متعلق عشق همان میگردد. چنانچه یکے از اکابر این طریق فرمود که اگر حق جل و علی در غیر کسوت مرشد من تجلے فرماید سر آئینه مرا با و التفات در کار نیست[3]

افادهٔ چهارم ازجملهٔ آثار آن عدم اعتنا است بعلوم و طاعات ظاهره[4]

افادهٔ اول از هدایت رابعه از ثمرات حب عشقی مشاهدهٔ جمال حضرت ذو الجلال دست میدهد و خلعت مکالمه و مسامره بدست می آید[5]

افادهٔ دوم. باز چون قائد توفیق دست اهل مدهوش ابتهاج مشاهده را گرفته ببالا می کشد مقام فنا و بقا بظهور می آید و زمزمهٔ انا الحق و لیس فی جبتی سوی الله از ان بسر بر میشد[6] **ایضاً فیه** و از لوازم این مقام دم از وحدت وجود زدن[7].

ایضاً فیه چون حب ایمانی بکمال خود میرسد آن شخص را در کنف خود گرفته و زیر سایهٔ کفالت خود آورده جارحهٔ تدبیر تکوینی و تشریعی خود می شاند[8] **ایضاً فیه** من وجه مقلد انبیاء می باشد و من وجه محقق در شرائع اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او

[1] صراط مستقیم صفحه ۱۸ تا ۲۲ - [2] ایضاً صفحه ۲۲ - [3] صراط مستقیم صفحه ۲۲، [4] ایضاً صفحه ۲۲، [5] ایضاً صفحه ۳۸، ۳۷ [6] ایضاً صفحه ۴۱ [7] ایضاً صفحه ۷۶،

بسوئے کلیات حقه منعقده در خطیرة القدس که برائے تربیت نوع انسانی عموماً تعین گردیده او را رهنمونی میفرمایند و آن کلیات در ذهن او علی مر الدهور و الاعصار محفوظ میماند و استنباط جزئیات از آن کلیات می کند پس علوم شرعیه بدو و بے واسطه میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء پس در حکم و احکام ملت کلیات و جزئیات شریعت او را شاگرد می توان گفت[1] و طریق اخذ شبیه الست از شعب وحی که آنرا در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضے اهل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند پس فرقی در ما بین اولیائے کرام و انبیائے عظام باقامت اشباح حکم و مبعوثیت الی الامم است و بس و نسبت ایشان با انبیاء مثل نسبت اخوان صغار با اخوان کبار یا نسبت انبیاء کبار با آبائے خود است و ایشان احق الناس بخلافت انبیاء میباشند گو که تسلط ظاهری نصیبهٔ ایشان نشود و گو که جمله اهل ملت ریاست ایشان را مسلم ندارند و همین معنی را بوصایت و امامت تعبیر میکنند علم ایشان را که بعینه علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاهری متلقی نشده به حکمت نامند و عنایتے هدایتے مخصوصه که نسبت به انبیاء مصروف شده ایشان را بسبب همان عنایت مخصوصه انبیاء نسبے در امثال خود حاصل گردیده و بسبب همین اجتباء و اصطفاء رضائے حق و رضائے ایشان مندرج و اتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیده و سخط حق با سخط ایشان تلازمے و تلاصقے پیدا کرده نمونه از ان عنایت و عظمت و عزت نصیبهٔ این حکماء ربانیین می شود که آنرا وجاهت گویند و ابد او را به محافظتے مثل محافظت انبیاء که مسمی بعصمت است فائز میکنند[2] **ایضاً فیه** و حضرت مرتضی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است[3] از حیثیت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بلکه سائر خدمات است مثل

[1] انبیاء هم [2] و هم استاد هم [3] ایضاً صفحه ۸۸ تا ۹۳ ملخصاً ۱۲.

قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرہا از عہد کرامت حضرت مرتضیٰ تا انقضائے دنیا بواسطۂ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت اُمرا ہمت ایشان را دخلے است کہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست[۱] الیضا فیہ ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت مے باشند الیضا فیہ۔ اکابر این فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آن می کوشند معدود اند پس احوال اولیائے کرام را بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد[۲] الیضا فیہ۔ برائے کشف ارواح و دریافت مکہ مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و بہشت و دوزخ و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند باستحانت آن شخص بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد توجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال آنجا دریافت نماید مع ہذا بالکل مقام ملاء اعلیٰ تحقق سازد۔ الیضا فیہ۔ برائے کشف وقائع آئندہ کاملین فریق طرق متعددہ نوشتہ اند[۳] الیضا فیہ ہر کسے را از اسماء الٰہیہ کہ مراقبہ خواہد کرد نصیبے از آن خواہد یافت ہر کہ بذاقیت او مراقبہ کند و بکمال رساند شانے از ذاقیت در وے جلوہ گر خواہد بود ہر کہ مراقبہ اسم محی کند اثرے از شان احیا در خواہد یافت[۴]۔ الیضا فیہ۔ ارباب این کمال وقتیکہ باصطفا و اجتبا رفائز مے شوند سہ فریق میگردند قومے بسبب کمال علو منصب خود التفاتے بانالۂ مصائب و استحلال مشکلات از دل ایشان سر برنمیزند اگرچہ ادراپایۂ عرض حاجات اہم رسیدہ است بعضی کلمہ ملتے او واجب الاجابت و تعوذ او واجب القبول گردید و قومے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و سعی در شفاعات سرگرم می باشند و قومے دیگر کہ قبل شان اقتضائے استحلال مشکلات و شفاعت و قضائے حاجات سرزدہ مے شود

---

[۱] صراط مستقیم ص۱۳۱۔ [۲] ایضاً ص۱۳۳۔ [۳] ایضاً ص۱۴۲۔ [۴] ایضاً ص۱۴۳ مختصراً

لیکن زبان نمی کشایند اللہ تعالیٰ دعائے حالی ایشان قبول می فرماید و ایشان را بلکہ سائر عظماء را محافل قرب لااصطلاح می سازد کہ ایجاد این امر محض برائے استرضائے ایشان است و تنفیذ اقتضائے قلبی ایشان متحقق گردیدہ[۵]۔ انتہی۔

دیکھو کہ اس کلام میں کیسی کیسی خرابیاں بھری ہیں۔ پہلے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق کئے گئے تھے اس سبب سے بے علم ہے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ یہ کیا جرأت و بے ادبی ہے خلفاء میں رکھے ایسی گمراہی ہے۔ شفائے قاضی عیاض وغیرہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی کو اس کی بُرائی کے واسطے تشبیہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بات میں کہ اُن پر دُنیا میں جائز نہ تھی۔ بہت بُرا ہے۔ اور مرتبۂ نبوت اور رسالت کی بے توقیری اور بے تعظیمی ہے۔ اُمی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا اور بڑی فضیلت تھی۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے حق میں عیب ہے کہ سبب جہالت کا ہے اور ان کے حال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے کیا نسبت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق قلب سبب ہوا کمال کا دوسروں کو سبب ہے ہلاک کا۔ اس کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر و اہانت ہے اور لوگوں نے ایسے کلام کرنے والے کو کافر بھی کہا ہے اور حکم کیا ہے قتل کا۔ یہ سب تفصیل شفا کی وجہ خامس اور وجہ سابع میں مذکور ہے[۶]۔

---

[۶] والامیۃ فی غیرہ نقیصۃ لانہا سبب الجہالۃ وعنوان الغباوۃ فسبحان من باین امرہ من امر غیرہ وجعل شرفہ فیما فیہ محطۃ سواہ وحیاتہ فیما فیہ ھلاک من عداہ ھذا شق قلبہ واخراج حشوتہ کان تمام حیاتہ وغایۃ قوۃ نفسہ وثبات روعہ وھو فیمن سواہ منتھی ھلاکہ وحتم موتہ وفنائہ الا شفا شریف جلد ثانی مصری ص۲۱۹۔ وجہ خامس میں ہے وقال ابو الحسن الیمانی شاب معروف بالخیر قال لرجل شیئا فقال لہ الرجل اسکت فانک امی فقال الشاب الیس کان النبی

[۵] صراط مستقیم ص ۴۴-۴۳

دوسری[2] خرابی یہ لکھا ہے کہ ایک مقام والوں کو احکام شرعیہ بے واسطہ پیغمبروں کے وحی باطنی سے معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں کو پیغمبروں کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور پیغمبروں کا ہم استاد بھی اور اُن کا علم بعینہٖ پیغمبروں کا علم ہے۔ مگر ظاہر کی وحی سے یعنی جبرائیل کے واسطے سے نہیں ملا اور اُن کو پیغمبروں کی سی عصمت بھی ملتی ہے دیکھو کیسا بے پردہ دعویٰ ہے۔ پیغمبری کا جب حکم و احکام ملت و شریعت اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ پیغمبر کے ایک معصوم کو پہنچیں۔ پیغمبری میں کیا باقی رہا۔ جبرائیل کا واسطہ ہونا تو کچھ پیغمبری کا رکن نہیں۔ بلکہ یہ پیغمبری اُس سے بھی بڑی ٹھہری کہ جبرائیل بھی درمیان میں نہیں خدا ہی سے لیا دیکھو کہ شیعہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کی بعض اولاد کرام کو معصوم کہتے ہیں۔ تمام اہل سنت اول سے آخر تک کیسا اُن پر طعن کرتے ہیں اور جو شیعہ کی تکفیر کرتے ہیں ایک سبب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ غیر نبی کو معصوم کہتے ہیں واہ حضرت مرتضیٰ علی کے معصوم ہونے میں یہ کلام اور سید احمد معصوم صاحب وحی باطنی ہوں ہم استاد پیغمبر کے پھر اس دعوای کرنے والے کو جو شیعہ سے اچھا سمجھے وہ سُنّی نہیں ہے بلکہ نرا بیدین اور ختم نبوت کے معنی کا منکر۔

تیسرے[3] لکھا کہ ایک مقام والوں کو مکالمہ اور مسامرہ کا خلعت ملتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ سے باتیں کرتے ہیں اور لکھا کہ "گاہے کلام حقیقی ہم میشود" اور خاص سید احمد کے حال میں لکھا کہ۔

"خدا سے یوں پوچھا اُس طرف سے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر یہ حکم ہوا اور حال یہ کہ اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مکالمہ شفاہی حقیقی کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم اُمیًّا فشُنِّع علیہ مقالہ وکفّرہ الناس و اشفق الشاب بما قال واظهر الندم علیہ فقال ابوالحسن اما اطلاق الکفر علیہ فخطأ لکنہ مُخطیٌ فی استشهادہ بصفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکون النبی امیا آیة لہ وکون هذا اُمیا نقیصة وجهالة ۔[1] لہ شفا شریف جلد ثانی مصری ص ۲۱۳

شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے۔ والظاهر ان التکفیر فی المسئلة المذکورة بناءً علٰی دعوی المکالمة شفاها فانہ منصب النبوة بل اعلی مراتبها وفیہ ومخالفة ما هو فی ضروریات الدین وهو انہٗ علیہ الصلاة والسلام خاتم النبیین علیہ افضل صلٰوة المصلین۔ یعنی جو دعویٰ کرے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں دنیا میں اور اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے بالمشافہہ اس کا کافر کہنا اسی سبب سے ہے کہ خدا سے باتیں کرنے کا بالمشافہہ دعویٰ کیا کیونکہ یہ منصب پیغمبری کا ہے۔ بلکہ پیغمبری کے مرتبوں سے بہت بڑا مرتبہ ہے اور اس میں مخالفت ہے اُس بات کی کہ ضروریات دین سے ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ شفا[1] میں بیان کلمات کفر میں لکھا ہے۔ وکذا الک من ادعی مجالسة اللہ تعالیٰ ومکالمتہ۔ الغرض اس طرح کی بے دینیاں اُس کتاب میں اول سے آخر تک بہت بھری ہوتی ہیں۔ طول کے لحاظ سے ان تین باتوں پر کفایت کی بیدینی و گمراہی کے واسطے ایک عقیدہ کا فاسد ہونا کافی ہے۔ یہ سب ایک قسم کی بیدینی ہے یعنی خلاف عقائد اہل سنت کے دوسری قسم وہ ہے کہ صریح خلاف ہیں۔۔۔ تقویۃ الایمان کے وہاں جن باتوں کو کہ کفر و شرک لکھا ہے یہاں سب درست ہیں جیسے لکھا کہ ایک منصب والوں کو عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کا ماذون مطلق کر دیتے ہیں یعنی حکم عام دیتے ہیں کہ وہ دونوں عالم میں جو چاہیں سو کریں اور یہ لوگ اُن فرشتوں کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں کہ تدبیر کرنے والے امر کے ہیں یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے منصب کی بڑائی کا لحاظ کر کے مصیبتوں کے دور کرنے اور مشکلوں کے کھولنے کی طرف التفات نہیں کرتے اگرچہ رتبہ اُن کا ایسا ہے کہ اُنکی دعا کا مستجاب کرنا اور اُن کو اپنی پناہ میں لے کے قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک قوم لوگوں کی حاجتوں کے عرض کرنے میں اور مشکلوں کے کھولنے اور شفاعتوں

[1] شفا شریف مصری جلد ۲ ص ۲۲۵۔

میں سعی کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دل میں مشکلوں کے کھولنے اور حاجتمندوں کی شفاعت کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن زبان سے نہیں کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائے حالی قبول کرلیتا ہے اور اُن کو بلکہ قرب کے محافل کے سب بڑے شخصوں کو خبردار کرتا ہے کہ یہ امر صرف انکی رضامندی اور اُن کی خواہش دلی جاری کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اور حُب ایمانی جب کمال کو پہنچتی ہے اس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی کفالت میں لے کر اپنی تدبیر تکوینی و تشریعی کا ہاتھ کر دیتا ہے۔ یعنی شریعت کے حکموں میں اور دنیا کی چیزیں پیدا کرنے میں جو اس نے کیا اللہ نے کیا وہ اللہ کا ہاتھ ہوگیا۔ اور جناب غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں میں ایک مہینہ تک جھگڑا رہا کہ دونوں امام سید احمد کو بالکل اپنی اپنی طرف کھینچ لینا چاہتے تھے۔ بعد ایک مہینہ کے صلح ہوئی شرکت پر ایک دن دونوں امام سید احمد پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک توجہ قوی اور تاثیر زور آور کی کہ اُسی ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت سید احمد کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر سید احمد مراقب ہوئے۔ اُنکی روح سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بڑی قوی توجہ کی۔ اُس کے سبب سے نسبت چشتیہ حاصل ہونا شروع ہوا اور واسطے کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات کے اور زمین و آسمان کے مکانات اور بہشت و دوزخ کی سیر کیلئے اور لوح محفوظ پر اطلاع کے واسطے شغل دورہ کرے اُس شغل کی مدد و استعانت سے زمین و آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام کا چاہے سیر کرے اور وہاں کا حال دریافت کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے اور اللہ کے ناموں سے جس نام کا مراقبہ کمال کو پہنچاویگا۔ اُس نام سے حصہ اس کو ملے گا جو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کمال کو پہنچاویگا اس میں ایک شان رزاقیت کی ظاہر ہوگی جو محی کا مراقبہ کریگا اثر مردے

کو زندہ کرنے کی شان کا پاویگا۔ الحاصل اس قسم کی باتوں سے ساری کتاب بھری ہے جیسے تقویۃ الایمان میں تفریط حد سے زیادہ ہے یعنی وہ امور کہ انبیأ و اولیأ کے واسطے واقع ہیں اور شرعاً جائز سب کا انکار اور سب شرک و کفر ٹھہرائے۔ ایسے ہی صراط مستقیم میں افراط کو حد سے زیادہ کر دیا کہ غیر ممکن اور ممنوع باتوں کو بھی واقع و جائز کر دیا۔ پاس دین کا نہ ایمان کا۔ وہاں نہ یہاں۔ یہ جو میں نے نقل کیا تھوڑا سا ہے صراط مستقیم سے اور جو صراط مستقیم میں ہے تھوڑا سا ہے اس سے کہ مولوی اسمٰعیل زبانی بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو خطوں میں لکھتے تھے۔ سفر حجاز سے پھر کر جب جہاز سے اُترے ایک نامہ ایک مضمون کا ایک عبارت کا تمام مخصوصین کے نام شہر بشہر جاری کیا۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ جب سید صاحب سمندر کے کنارے پر گئے۔ روحانیت دریا کی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں۔ فرمایا کہ میں تجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ جب جہاز پر سوار ہوتے اللہ تعالےٰ نے کہا ہم اس جہاز کو غرق کریں گے تم اس پر سوار نہ ہو۔ سید صاحب نے پہلے ارادہ کیا اُس سے اترنے کا۔ پھر فرمایا کہ میں اُتروں اور لوگ جو اس پر سوار ہوں۔ ڈوبیں۔ یہ بات کچھ نہیں۔ جو ہو سو ہو۔ میں نہیں اُترتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارا ارادہ مقرر تھا اس جہاز کو غرق کرنے کا مگر اب جو تم نہ اُترے تو میں غرق نہیں کر سکتا۔ جب سید صاحب پہنچے میقات پر اور غسل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تیری خدمت میں مشغول ہیں سب کو ہم نے بخش دیا اور کچھ لوگوں نے لبیک کرنے میں تقدیم کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جو تم پر تلبیہ میں سبقت کریگا۔ میں اس کی لبیک نہیں سنونگا اور حج کے بعد حکم ہوا کہ تیرے باعث سے ہم نے سب کا حج قبول کیا اور اس حج کی برکت سے ہند سے بخارا تک سب کو بخش دیا۔ اس خط کی خرافات کہاں تک لکھوں۔ لوگوں نے اُس خط میں گفتگو کی اور نوبت تحریر کی جانبین سے آئی۔ جرأت مولوی اسمٰعیل کی کیا بیان کروں کہ جب

لوگوں نے کہا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کہا کہ ہم اس جہاز کو غرق کریں گے پھر سید صاحب کے نہ اُترنے سے غرق نہ کر سکا۔ اس میں بہت سی قباحتیں ہیں کہ ایک اُن میں سے یہ ہے جس کے شیعہ قائل ہیں اور اہلِ سنت اس کو بُرا کہتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل درپے ہو گئے اُس کے ثابت کرنے کے عصمت کی طرح بے پردگی کا نور یہاں تک پہنچا کہ لطافت نام غلام سید احمد پر کہ ابھی تک زندہ ٹونک میں موجود ہے۔ . . .

. . . . . وحی آتی تھی اور اُسی حالت میں چادر سے ہاتھ باہر نکال کر میوہ محفل میں پھینکتا۔ سب حضرات دوڑ کر لیتے اور کہتے کہ یہ بہشت کا میوہ ہے کبھی یہ بھی کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص سید صاحب کو بھیجا ہے۔ یا خاص مولوی اسمٰعیل کو دیا ہے۔ اس بات کو بڑے طمطراق سے سید صاحب کے مناقب میں بیان کرتے کہ صرف سید صاحب کی توجہ سے میاں لطافت صاحب کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا سید حمید الدین نام بھانجے سید احمد کے کہ آدمی صاف تھے اور بھی چند لوگ اس سوانگ کے شروع ہونے سے سید صاحب و مولوی اسمٰعیل سے گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ حرکت سخت بیجا ہے۔ یہ حضرات اُن کی بداعتقادی سے ناخوش تھے۔ ایک روز کہ تقسیم بہشت کے میوے کی جو محفل وعظ میں لطافت کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو بھیجا تھا۔ ہوئی۔ ایک چھوہارہ سید حمید الدین کے حصہ میں آیا۔ اُنہوں نے توڑا تو اس میں ایک کیڑا نکلا۔ اُنہوں نے اہلِ مجلس کو علانیہ دکھا کر پکارا کہ دیکھو صاحبو کہ بہشت کے میوے میں بھی کیڑے ہوتے ہیں۔ سید صاحب اُن سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ غصہ کھا کر داؤ میں رہے۔ جب پھر اُس پر وہ حال آیا۔ سید حمید الدین نے چند آدمیوں کو موافق کر کے بے تامل اُس کو پکڑ کر ننگا کیا۔ کرامات کھل گئی کہ ایک تھیلی رانوں کے بیچ میں چھوہاروں کی بھری بندھی تھی۔ وہ خبیث

۱؎ یعنی یہ بدا ہے جس کے روافض قائل ہیں کہ کئی باتوں کا اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا بعد میں انکشاف ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من الاعتقادات الفاسدۃ ۱۲ ۲؎ یعنی ۱۲۶۵ھ تک جس وقت یہ کتاب

خوار و ذلیل ہوا۔

ان ہی سامانوں سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے کہ تیسرا فساد برپا ہوا یعنے کتاب التوحید نجدیہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کسی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی ہاتھ لگی۔ اس مذہب کو پسند کیا اور **تقویۃ الایمان** تصنیف کی گویا اُسی کتاب التوحید کی شرح ہے۔ اس دین کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس بلا میں پھنسے توہین و تحقیر انبیاء و اولیاء کی اور تکفیر تمام امتِ سلف و خلف کی خوب جاری ہوئی دیندار اہلِ علم جہاں تھے اُن کے فیضِ صحبت سے جو بچا سو بچا ورنہ اہلِ وہابیہ اکثروں کو اس طرف میل آگیا۔ بسبب شہرت اُن کے خاندان کے اور ناواقفی کے فن سیرت و حدیث سے۔ جب نوبت دہلی میں پہنچی۔ ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور مرید دیکھنے والے صحبت یافتہ شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم میں اُن سے زائد لوگ موجود تھے مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبد الحی سے دست و گریبان ہوئے اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں یہ نیا دین کیسا نکال لائے کہ اُس کی رُو سے تمہارے اُستادوں سے لیکر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور قبل اس سفر کے تم بھی اُسی طریقہ پر تھے اور ویسا ہی وعظ کہتے تھے اور فتویٰ لکھتے تھے جس کو اب شرک کہتے ہو۔ یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو گمراہ کرنا بہت بُرا ہے ہر چند نصیحت کی۔ کچھ سودمند نہ ہوئی۔ ناچار ہو کر سب نے انکار و ابطال کیا مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب، مولوی رفیع الدین کے صاحبزادوں نے فتوے اور رسالے اُن کے رد میں لکھے۔ نوبت تکفیر تک پہنچ گئی۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نے جزاہ اللہ خیرا کہ علم و فضل میں مولوی اسمٰعیل وغیرہ کو اُن سے

۱؎ ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ۔ الکمال الطامۃ علی شرک سوّی بالامور العامۃ از اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز ۱۲ (اشرف قادری)

کچھ نسبت نہیں. علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد سے کہ یگانۂ عصر تھے۔ حاصل کئے ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے روبرو انکار و ابطال کیا اور تکفیر کی نوبت تحریر کی آئی مسئلہ شفاعت میں مولوی اسمٰعیل نے حرکت مذبوحی کچھ جواب میں کی آخر کو عاجز و ساکت ہو گئے۔ اور تحقیق الفتوٰی فی رد اہل الطغوٰی کمال شرح و بسط سے مولوی فضل حق صاحب نے لکھا۔ اجمال اُس کا یہ ہے کہ مستفتی نے عبارت تقویۃ الایمان کی جو شفاعت میں ہے۔ سب نقل کر کے سوال کیا کہ یہ کلام حق ہے یا باطل اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف پر شامل ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اُس کے قائل کا کیا حکم ہے تفصیل جواب کی چار مقام میں مولوی فضل حق صاحب نے بیان کی پہلا مقام شفاعت کی حقیقت اور اُس کے اقسام کے بیان میں۔ دوسرا مقام کلمہ لاطائل کے بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مولوی اسمٰعیل کی زبان سے سرزد ہوا۔ تیسرا مقام ثابت کرنے میں اسکے کہ وہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف شان پر دلالت کرتا ہے چوتھا مقام اُسکے حکم میں، اور چاروں مقاموں کو آیات و احادیث ... اور اقوالِ ائمۂ دین سے جیسا چاہئے مفصل اور شرح بیان کر کے آخر میں لکھا

”چون ہر چہار مقام پیرایۂ انجام و اختتام یافت حالا خلاصۂ فتوٰی و جواب استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتاء سہ سوال کرد۔ یکے آنکہ این کلام حق است یا باطل دوم آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان واجب التوقیر حضرت سید الاولین و الآخرین افضل الانبیاء و المرسلین اشتمال دارد یا نہ سوم اینکہ بر تقدیر اشتمال و دلالت آن شفاعت بر استخفاف و انتقاص شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال و حکم مرتکب آن شرعاً چیست و او از روئے دین و ملت کیست جواب سوال اول این است کہ کلام قائل مذکور از سر تا پا کذب و زور و فریب و غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاران و نفی شفاعت

وجاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرات سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء میکند این اعتقاد او خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است کما ثبت فی المقام الاول مفصلاً و قد بان بطلان بعض کلماتہ فی المقام الثانی معللاً۔ جواب سوال دوم اینست کہ کلام او بلا تردد و اشتباہ بر استخفاف منزلت و جاہ آن سرور مقربان بارگاہ حضرت الٰہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتمال و دلالت دارد چنانکہ در مقام ثالث مذکور و فیما سبق مبرہن و مسطور است جواب سوال ثالث این است کہ قائل این کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر است و ہر کہ در کفر او شک آرد یا تردد داند یا این استخفاف را سہل انگارد کافر و بیدین و نامسلمان و لعین ست الا در کفر و بیدینی کمتر است از کسیکہ این کلام ضلالت نظام را صواب و مستحسن پندارد و اعتقاد این کلام را از عقائد ضروریۂ دین شمارد و آنکس در کفر با قائل ہمسر بلکہ در استخفاف از و بالاتر است چہ او استخفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیاء و اولیاء و ملائکہ را مستحسن داشت و آن را از ضروریات دین پنداشت و ہمچنان کسیکہ ظاہراً و باطناً پاسداری این قائل در این چنین مسائل روا دارد و برائے حفظ حرمت او در اہل علم تاویلات دور از کار بر روئے کار آرد چہ او نیز مرتکب استخفاف شان حضرت سید المرسلین شد کہ پاسداری بیدینے را بر احترام آن سید الانام علیہ التحیۃ و السلام رجحان داد و بخوف ملامت بلکہ بمقتضائے بدبختی و شامت در پئے اثبات آنچہ بر استخفاف دلالت دارد افتاد و این ہمہ کفر و زندقہ است و الحاد اعاذنا اللہ من ذالک بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد و از اثبات این مطالب در مقام رابع فراغ دست داد فقطع دابر القوم

الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین الحادل سواد ظلمت کفر شکست و بیاض نور ایمان باشراق پیوست۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مہریں و دستخط اکثر علماء کی اس پر ثبت ہوئیں۔

اور مجلس جامع مسجد کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے ایک استفتاء مرتب ہوا۔ بمہر و دستخط مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی فضل حق صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی موسیٰ صاحب و مولوی محمد شریف صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و آخون شیر محمد صاحب کہ صبح کے وقت منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو کہ مولوی عبد الحی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے۔ مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی محمد شریف وغیرہم علماء و طلبہ خاص و عام حوض پر مجتمع ہوئے۔ جب مولوی عبد الحی وعظ کہہ چکے عبید اللہ طالب علم نے استفتاء پیش کیا کہ اپنی مہر اس پر کر دیجئے۔ مولوی عبد الحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ میں کچھ نہیں جانتا اُس نے کہا یہی لکھ دیجئے اور اصرار کیا۔ مولوی عبد الحی نے انکار کیا اور ملال ظاہر کرنے لگے۔ مفتی محمد شجاع الدین علی خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام حیدر شاہزادے طالب علم کی تکرار سے رنجیدہ ہوئے اور مولوی عبد الحی وغیرہ کو جمع علماء میں واسطے مناظرہ کے لائے۔ مجمع بیشمار خاص و عام امیر و فقیر کا ہو گیا۔ کوتوال بھی بندوبست کے واسطے آ گیا۔ پھر مولوی عبد الحی نے فاضلوں سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو۔ کسی نے کہا کہ آپ کے بلانے کے موافق کہ ہر روز کہا کرتے تھے کہ جس کو تاب مناظرہ کی ہو ہمارے سامنے آئے۔ یہ سنکر چپ ہو گئے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا کے آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جائے۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ تم ہمارے اُستادوں کو بُرا کہتے ہو۔ بولے کہ میں نہیں کہتا۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ

یہ ایسے مسئلے نئے بتاتے ہیں کہ اُن سے بُرائی استادوں کی ثابت ہوتی ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا کہ مثلاً قبر کے بوسے کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اس کے مباشر ہوتے تھے۔ مولوی عبد الحی نے انکار کیا۔ کسی نے کہا لکھ دو۔ تاکہ تمہارے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کی جائے۔ مولوی عبد الحی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھ دیا۔ "بوسہ دہندۂ قبر مشرک نیست"۔ مولوی رشید الدین خان صاحب کے ہاتھ میں فتویٰ دیا گیا۔ اور قریب مولوی عبد الحی کے آ بیٹھے۔ مولوی عبد الحی نے گلہ شکوہ ان سے شروع کیا کہ خان صاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی۔ تم برملا مجھے ذلیل کرتے ہو۔ خانصاحب نے فرمایا کہ ہم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کے واسطے آئے ہیں۔ لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ تم مسئلے خلاف سلف کے کہتے ہو۔ اس سبب سے تم سے خلق کو وحشت ہے ایسے مجمع میں مفتریوں کی تکذیب ہو جائیگی۔ مولوی عبد الحی شکوے ہی کی پریشان باتیں کرتے رہے۔ خانصاحب نے فرمایا۔ کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبد العزیز کی راہ، راہ جہنم کی ہے۔ اُسی وقت گواہی سے بات ثابت ہو گئی۔ لوگ بُرا کہنے لگے۔ مولوی عبد الحی نے بھی تبرا کیا بآواز بلند۔ اور مولوی رشید الدین خانصاحب سے کہا کہ مولانا عبد العزیز کی محبت اور اعتقاد علم و بزرگی میں میں مثل تمہارے ہوں۔ طحاوی اور کرخی کے برابر جانتا ہوں۔ پھر استفسار شروع ہوا۔ ہر مسئلے کا جواب دیا کہ چنداں مخالف جمہور کے نہ تھا۔ مولوی اسمٰعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ کیا اُٹھ جانے کا۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ فدوی تشریف رکھیے کہ جناب کے بھی دستخط اس تحریر پر ضرور ہیں۔ مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ میں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ میرے واسطے محتسب لائے مردود میرے ساتھ سختی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا۔ عرض کرتا ہوں۔ پھر مولوی اسمٰعیل نے کہا میرے رسالہ کا جواب لکھ۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا۔ رسالہ آپ کا میری بغل میں ہے۔ اگر فرمائیے اسی مجمع میں جواب عرض کروں۔ غصہ کھا کر کچھ نہ کہا پھر

مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ جواب عقلی لکھوں یا نقلی۔ کہا جیسا چاہیئے۔ پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ رد جواب اس کا لکھو گے۔ کہا کہ میں کسی کا محکوم نہیں ہوں۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ نئے عقیدے اپنے دل کے بنائے ہوئے کسی سے نہ فرمایئے اور نہیں تو ابھی بحث کر لیجئے۔ مولوی اسمٰعیل اُٹھ بھاگے۔ اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خان صاحب مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا گئے۔ وہ جواب دیتے تھے۔ ایسے کہ قدماء کے خلاف نہ تھے۔ تیرہویں سوال میں کہ بدعت کی بحث تھی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک بدعت حسنہ بھی ہے گو اصل ہر بدعت کی بد ہے۔ مگر سبب نیکی کا اس میں ہو تو حسنہ ہو جاتی ہے۔ والا فلا۔ مولوی رشید الدین خانصاحب نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں ہے بموجب حدیث۔

من سن سنة حسنة ومن سن سنة سيئة الحديث کے

اور حدیث من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه۔ اور حدیث

.... من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله۔ کہ ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک بھی ہوتا ہے۔ بد بھی اور خدا و رسول کی مرضی کے موافق بھی مخالف بھی۔ گمراہ بھی غیر گمراہ بھی۔ اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت واجب و مندوب و مباح۔ بعضے حرام و مکروہ۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے کہا جس بدعت کی وجہ حسن و قبح کی ظاہر نہ ہو۔ وہ کیا ہے۔ مولوی عبدالحی نے کہا سیئہ اُنہوں نے کہا اس تقدیر پر بدعت و مباح میں کیا فرق ہے۔ مولوی عبدالحی ساکت ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ احکام خمسہ میں سے ایک حکم کم ہو گیا۔ پھر مولوی عبدالحی نے کہا کہ ہر بدعت کو بُرا اس واسطے کہتا ہوں کہ کل بدعۃ کا کلیہ ظاہر پر رہے اور مخصوص نہ ہو جائے۔ خانصاحب نے کہا کہ تخصیص سے کیا قباحت لازم آتی ہے اور عمومات میں تخصیص مشہور ہے۔ مولوی محمد شریف نے پڑھا۔ ما من عام الا

وقد خص منه البعض۔ خانصاحب نے کہا کہ تینوں حدیثیں مذکور بالا تخصیص کو چاہتی ہیں پس تخصیص ضرور ہوئی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی قبح بعض علماء کا مذہب ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ یہ قول حضرت مجدد صاحب کا ہے۔ مگر تمہارے مذہب سے نہایت دور کہ اُن کے مذہب میں جس کی اصل شرع میں پائی جائے وہ سنت ہے بدعت وہی ہے کہ جس کی اصل نہ پائی جائے پھر مولوی عبدالحی نے غوطہ میں جا کر کہا کہ یہ قول نووی کا ہے فتح المبین میں لکھا ہے۔ اُسی وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی پیش کش کی گئی۔ عبارت اس مقام کی باواز بلند مع ترجمہ پڑھی گئی پھر تو مولوی عبدالحی صاحب اچھی طرح سے قائل معقول ہو گئے[1] پھر اذان میں بعد دفن کے کلام ہوا۔ بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کسی کو منع نہیں کرتا پھر کلام ہوا سوم کے فاتحہ میں بعد قیل و قال کے کہا کہ اگر اُس دن میں ثواب زیادہ جانتا ہے تو ممنوع۔ اور اگر ثواب زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کے کرتا ہے تو منع نہیں ہے۔ تمام ہوا خلاصہ نقل مجلس کا۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک مسئلہ میں ادنیٰ ادنیٰ آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں بھی یہ تقریریں اور تحریریں جابجا پھیل پڑیں سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالحین کے اور اپنے خاندان کے بھی مخالف ہیں اور سبب اعتبار کا وہی نسبت خاندان کی تھی۔ جب اُس کے بھی مخالف ٹھیرے تو کچھ اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جو اہل علم تھے متوجہ ہوئے۔ ان کی بیدینی کے اظہار اور اُس کے رد لکھنے پر[2]

---

[1] یہ مولوی عبدالحی صاحب کی سلامت طبع کی علامت ہے کہ حق واضح ہونے پر تسلیم سے گریز نہ کیا ورنہ آجکل کے مناظرین ایسا کوئی اور ہوتا تو میدان چھوڑ جاتا لیکن تسلیم نہ کرتا۔ شرف قادری

[2] اس میں غالباً سب سے زیادہ حصہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا ہے۔ آپ کی کل تصانیف ایک ہزار کے لگ بھگ۔ پچاس مختلف علوم و فنون پر حاوی ہیں۔ چند ایک کے اسماء یہ ہیں (۱) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

عقائد وہابیہ خصوصاً امکان کذب کا رد بلیغ (۲) الکوکبۃ الشہابیۃ ستر وجہ سے امام وہابیہ پر اقوال فقہاء سے لزوم کفر ثابت کیا (۳) سل السیوف الہندیہ (۴) حسام الحرمین جس میں آفتاب سے زیادہ روشن طریقے سے حرمین شریفین کے علماء نے منکرین ختم نبوت اور گستاخانِ بارگاہِ الوہیت و رسالت پر حکم کفر و زندقہ صادر فرمایا (۵) سیف الجبار از حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ العزیز (۶) تقدیس الوکیل از مولانا غلام دستگیر قصوری (۷) الدرر السنیہ از شیخ الاسلام مولانا سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ (۸) السیوف البارقۃ علی رؤس الفاسقۃ از امام الفقہاء والمحدثین مولانا محمد عبد اللہ صاحب خراسانی (۹) تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان از مولانا احمد حسن پنجابی ثم کانپوری (۱۰) الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی از مولانا محمد نبی بخش صاحب لاہوری (۱۱) شرح الصدور فی دفع الشرور مولانا مخلص الرحمان صاحب چاٹگامی (۱۲) میزانِ عدالت فی اثبات شفاعت از مولانا محمد سلطان صاحب کٹکی (۱۳) ہادی المضلین از مولانا کریم اللہ دہلوی (۱۴) ازالۃ الشکوک جناب حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی (۱۵) صحیح الایمان مؤلفہ علمائے بریلی (۱۶) شرح تحفہ محمدیہ فی رد الفرقۃ المرتدیہ از مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی (۱۷) معید الایمان مولانا مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی (۱۸) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ مولانا سید حیدر شاہ صاحب (۱۹) رسالہ تحقیق توحید و شرک۔ مولانا محمد احسن پشاوری المعروف بہ حافظ دراز شارح بخاری و محشی قاضی مبارک (۲۰) رسالہ حیات النبی مولانا شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ (۲۱) گلزارِ ہدایت مولانا محمد صبغۃ اللہ مفتی مدراس (۲۲) تحقیق الفتوٰی فی ابطال الطغوٰی معلم ابح، مولانا محمد فضل حق خیر آبادی (۲۳) حجۃ العمل فی ابطال الحیل (۲۴) سو سوال و جواب مولانا محمد موسٰی دہلوی (۲۵) سلاح المؤمنین فی قطع الخارجین مولانا سید لطف الحق ابن مولوی جلیل الحق قدرت اللہ قادری حسینی (۲۶) تحفۃ المسکین فی جناب سید المرسلین مولانا عبد اللہ سہارنپوری (۲۷) رسم الخیرات مولانا خلیل الرحمٰن مصطفٰے آبادی (۲۸) تحلیل ما احل اللہ فی تغیر ما اُہل بہ لغیر اللہ مولانا خلیل الرحمٰن ممدوح (۲۹) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح

مولوی تراب علی لکھنوی (۳۰) سفینۃ النجاۃ مولانا محمد اسلمی ساکن مدراس (۳۱) تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین۔ جامع فتاوی علمائے دہلی و حرمین شریفین (۳۲) قوت الایمان مولوی کرامت علی جونپوری (۳۳) احقاق الحق۔ مولانا سید بدر الدین صاحب حیدرآبادی۔ (۳۴) خیر الزاد مولانا ابو العلا محمد الملقب بہ خیر الدین مدراس (۳۵) نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ۔ مولانا معلم ابراہیم خطیب جامع (۳۶) دفع البہتان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان مولانا محمد یونس صاحب (۳۷) ہدایۃ المسلمین الی طریق الحق والیقین قاضی محمد حسین صاحب کوفی رد تاریخ وہابیہ دیوبندیہ از مولانا منشی لعل خان صاحب مدراسی قدس سرہٗ ان کے علاوہ اور بے شمار کتب ہیں جن کے ذکر کے لئے الگ دفتر کی ضرورت ہے چند اور اسماء ملاحظہ ہوں۔

(۳۸) الدولۃ المکیۃ علم غیب کے موضوع پر مبسوط عربی کتاب بحالت علالت میں صرف آٹھ گھنٹوں میں لکھی گئی۔ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی (۳۹) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اہل بہ لغیر اللہ (۴۰) الفتوحات الصمدیہ از شیخ الاسلام والمسلمین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ (۴۱) وہابیہ کی امامت مولانا امام الدین قادری سیالکوٹی (۴۲) الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ از حضرت شیخ سلیمان بن عبد الوہاب قدس سرہٗ (محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے بڑے بھائی)۔ (۴۳) احقاق الحق رد تقویۃ الایمان مولانا نصیر احمد پشاوری تلمیذ رشید مولانا حافظ دراز صاحب (۴۴) سیف المقلدین مولانا عبد الجلیل پشاوری (۴۵) امتناع النظیر علامہ محمد فضل حق خیر آبادی (۴۶) بوارق محمدیہ (۴۷) المعتقد المنتقد مولانا فضل رسول بدایونی (۴۸) اذاقۃ الآثام مولانا نقی علی خان۔ والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی۔ (۴۹) انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق۔ مولانا ارشاد حسین رامپوری (۵۰) سیف الابرار المسلول علی الفجار (فارسی) مولانا عبد الرحمٰن سلہٹی (۵۱) جامع الشواہد لاخراج غیر المقلدین من المساجد محدث جلیل مولانا وصی احمد سورتی (۵۲) الحق المبین نفی الظل والفیئی غزالئ زمان علامہ احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ

ان ہی سببوں سے آگ اُن کے فتنے کی ٹھنڈی ہوگئی اور نئے دین والے بھی زبان دبا کر بات کرنے لگے اور توجہ بات بنانے میں ہوئی اور تقیہ جاری ہوا ہزاروں ہزار آدمی اُس طریقہ سے تائب ہوئے صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پروری کا پاس دین پر غالب تھا۔ یا جن کو وہ پیشہ واسطہ ہوا دنیا پیدا کرنے کا۔ اُس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ۔ اہل علم کی مجلسوں میں تقیہ سے گذارا کرتے۔

مولوی اسمٰعیل وغیرہ ارکان دین جدید نے بھی اس بحث کو کم کر کے وعظ کو منحصر کیا جہاد کی ترغیب پر اس حیلہ جمیلہ سے کہ امر محمود ہے۔ بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور روپیہ جنس بھی جس کو توفیق ہوئی۔ بقدر حوصلہ دیا۔ ایک جماعت کے ساتھ گئے۔

بہاولپور (۵۴) جاء الحق۔ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان قدس سرہٗ (۵۵) اطیب البیان رد تقویۃ الایمان۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۵۶) دلبوس المقلدین۔ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب (لاہور) (۵۷) موت کا پیغام۔ محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ (لائل پور)۔ (۵۸) دیوبندی مذہب۔ ادیب کامل مولانا غلام مہر علی چشتیاں شریف (۵۹) سید احمد کی صحیح تصویر۔ مولانا وحید احمد مسعود۔ (۶۰) خون کے آنسو۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان الٰہ آباد (۶۱) شواہد الحق۔ رئیس العلماء مولانا علامہ یوسف نبہانی بیروت (۶۲) وجیز الصراط۔ مولانا فیض عالم ہزاروی قدس سرہٗ (۶۳) انوار آفتاب صداقت مولانا قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ (۶۴) توضیح البیان۔ علامہ مولانا غلام رسول سعیدی (۶۵) مسائل اہل سنت۔ شرف قادری (۶۶) فاضل بریلوی۔ علمائے حجاز کی نظر میں۔ پروفیسر مسعود احمد۔ ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی سندھ (۶۷) اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقام فقر۔ اختر شاہجہانپوری (۶۸) شفاعت کی حقیقت۔ محقق کامل مولینا مہر الدین (لاہور) (۶۹) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ مولانا منشی لعل خان مدراسی (۷۰) تاریخ اعیان وہابیہ مفتی قاری محمد محبوب علی خاں لکھنوی۔ ۱۲ شرف قادری۔

افغانستان کو۔ اور سید احمد کو امیر المومنین بنایا اور سکھ پر جہاد کا عزم کیا مگر اُس میں بھی وہی پیشین گوئیاں کہ فلانی تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفرۂ سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ اور فلانی تاریخ فلانا ملک فتح ہوگا اور نماز عید کی فلانے سال میں امیر المومنین جامع مسجد لاہور میں پڑھیں گے اور اللہ کا یوں حکم ہوا ہے اور لڑائی کے وقت توپ بندوق سکھوں کی بند ہو جائیگی۔ بلکہ بعضے افغان اسی شرط پر داخل بیعت ہوتے تھے جبھی مقابلہ ہوا۔ فقرائے کفرۂ سکھ کے سامنے سے جان بچا کر صاف بھاگ گئے۔ اور عار جہاد سے بھاگ جانے کی کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے لغتیاً کی اور اہلِ پشاور کے مخالفوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل ونہب کیا جب فوج سکھ متوجہ پشاور ہوئی۔ سننے کے ساتھ بھاگ کر راہ پنجتار کی لی۔ پنجتار کا رئیس فتح خان نام اور سب افغان بہت تعظیم وتکریم سے پیش آئے اور بیعت کی جہاد پر اور اطاعت وفرمانبرداری جیسے چاہیئے ویسی کی اپنے تمام ملک کا خراج بھی امیر المومنین کی سرکار میں داخل کرنا قبول کیا اور عامل حاکم اُن کے اپنے اپنے مکانوں پر مقرر کرا دیئے تحصیل وحکم ان کا جاری کرایا اور مقدور والوں نے جو بیچارے وہاں تھے اپنے گھر کے مال سے عورتوں کے زیور تک سے بھی دریغ نہ کیا۔ پاس ایمانداری کا جیسے چاہیئے وہ بجالائے واقع میں افغان کی قوم دینداری کے باب میں بڑی مضبوط ہیں۔ دین کے نام پر ان کو جان دینا ایسا عزیز ہے کہ اوروں کو جان رکھنا۔ مولوی اسمٰعیل اتنی ہی حکومت کا تحمل نہ کر سکے۔ آپ سے باہر ہوگئے۔ تظلمات بیجا اور دین جدید کے احکام جاری کر دیئے اور سید احمد کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا۔ اور سکّہ مہر کا یہ ظہیر الاسمہ احمد اور جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی۔ اُس کا اظہار شروع کیا اور فقہا پر لعن طعن وتشنیع کتب حنفیہ پر برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس ومال وجان سے تعرض شروع کیا۔ ہر چند معزز آدمیوں نے سمجھایا۔ نہ مانا۔ وہ بیچارے تنگ

آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا یہ لوگ جو معاملہ کافروں سے چاہیئے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں سکھ کے مقابلہ میں اُس نامردی سے بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں۔ دین و ایمان کا بھی ان کے کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ دفع کیا چاہیئے۔ مگر ایک بار پھر بھی یہ سب حال ظاہر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا جو کہنا تھا کہا۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے ایک نہ سنی آخر مسلمانوں نے جتنے کہ آدمی ہمراہی مولوی اسمٰعیل کے جہاں جہاں متعین اور ظلم اور اجرائے حکم دین جدید میں مشغول تھے۔ ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا۔ فتح خان نے عذر کیا کہ میں اسی روز سیاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید کے احکام جاری کرنا اور لوگوں کے جان و مال و ناموس سے تعرض کرنا مناسب نہیں ہے اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پھر گیا۔ کچھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا مگر تم کو اس مہلکہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں۔ پھر جو کچھ مقدر میں ہوگا ظہور میں آئے گا سید احمد اور مولوی اسمٰعیل وغیرہ چند آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے۔ اُس ملک کی حد سے باہر نکال کر اپنے ملک کی رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے پھرا۔ سید احمد وغیرہ بھاگے جاتے تھے کہ عین بھاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ اُن سب کو مار ڈالا۔ کوئی کہتا ہے کہ سکھ تھے کوئی کہتا ہے پٹھان تھے۔ اُن میں سے کوئی نہ بچا اور جو اکثر بھاگ کر آئے سو ملک پنجتار سے تھے اور وہ صدمہ کہ بالیقین مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا۔

اب سید احمد کے اُمتی لوگ مختلف ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ رجعت کرینگے یعنی پھر کر آئیں گے اور جو وعدے کئے ہیں سب کو سچ کریں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلانے پہاڑ پر زندہ موجود ہیں مگر خلق کی نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں۔ اور جس پر چاہتے ہیں ظہور کرتے ہیں اور بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اس قسم کے آدمیوں کو لا کے اپنی آنکھ

سے دیکھا اور اُن سے یہ خرافاتیں سُنیں۔ بعضے خبیثوں نے ان دنوں میں افترا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایک عبارت وضعی کو نسبت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ یہ ہے۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون في امتي رجل اسمه احمد خلقه كخلقي ليس خلقه كخلقي ويكون خليفة الله في الارض فيقاتل الكفار فيغيب بعد فتح قليل عن الناس الا ما شاء الله ولهم درجات الصد يقين ثم يخرج رجل من خلفائه المشرق ويبايع الناس على غيبة الامام ويومئذ وقع النزاع بين الناس في التامين ينكره الناس ويخالفون فيه الا انهم يهود هذه الامة انا بريء منه وهم بريئون مني ثم يخرج بعد عشر وبضع سنين يملأ الارض قسطا وعدلا كما كانت ملئت جورا وظلما من باشره في القتال الاول كانت لهم درجات اهل بدر شهداء كشهداء اهل بدر، اخرجه البيهقي في دلائل النبوة۔

دیکھو ایسا صریح افترا اور جرأت کتاب کے نام لینے کی اور لیاقت یہ کہ عبارت بھی قاعدۂ عربیت سے درست نہیں۔ الغرض سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرد ہو گیا تھا۔ مولوی اسحٰق کے باعث سے پھر کچھ کچھ بھڑک اُٹھا۔ طریقہ اُس کا یوں ہوا کہ بعد مرنے شاہ صاحب کے مولوی اسحاق اُن کے وارث و جانشین ہوئے۔ وعظ و فتویٰ میں موافق سلف کے تھے اور مذہب اسمٰعیل کے مخالف اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے موجود ہیں مگر آدمی نہایت سادے سیدھے سلیم تھے۔ کسی طرح کی قوت اور حرکت اُن کی طبیعت میں نہ تھی۔ جیسا علم ویسا ہی بیان سلامت روی سے بسر اوقات کرتے تھے۔ جب اُنکے داماد مولوی نصیر الدین امیر المؤمنین بنے اور فکر و تدبیر طلب و تحصیل روپیہ کی مولوی اسحاق سے متعلق ہوئی۔ اسمٰعیلیہ طریق کے لوگوں کا اُنکے یہاں دخل ہوا

اور اُن کی تالیف و ملانا ضرور پڑا۔ وہ لوگ اس کام کے بڑے بانی کار تھے۔ اس اختلاط کے باعث کسی قدر وہ بھی جھکے اور باتیں گول گول کہنے لگے تاکہ دونوں فریق راضی رہیں اور اُن کی کم گوئی کے سبب ایک مدت تک پردہ پڑا رہا پھر ظاہر ہو چلا باہر والے اور جن کو کم ملاقات تھی۔ ویسے ہی معتقد رہے اور کثرت صحبت والے اس بات کو پاکر بھڑک گئے۔ آخر کو غلبہ اسمٰعیلیہ کا اُن کے مزاج پر ہو گیا۔ اور بھی اسمٰعیلیہ لوگوں کا اُن پر ایک اور بڑا دباؤ ہو گیا۔ وہ یہ کہ بسبب فوج کشی انگریزوں کے کابل وغیرہ پر اس ملک میں تخلل پڑا اور روپیہ جو مہاجنوں کے ذریعہ سے اُس طرف کو بھیجا تھا مارا گیا۔ اور مولوی نصیر الدین مر گئے۔ مہاجنوں سے وہ روپیہ لینا منظور ٹھیرایا اور حاجت ہوئی عدالت میں نالش کرنے کی۔ چنانچہ تا صدر الہ آباد وہ مقدمے پہنچے۔ اور مولوی اسحاق نے ڈگریاں حاصل کیں چونکہ وہ روپیہ اور بہت سا روپیہ کہ ابھی پہنچا نہ تھا اور دیا ہوا انہیں اسمٰعیلیہ کا تھا۔ اُن سے ہر طرح کا دغدغہ اور محل خوف تھا۔ اُن ایام میں مولوی اسحاق کی اسمٰعیلیت اور بھی بڑھ گئی اور اُن کی کتابوں میں اگرچہ اسمٰعیلیہ کا سا زور و شور نہیں ہے اور بہت تنزل ہے یعنے بعضی باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل مطلق کفر و شرک کہتے ہیں۔ مولوی اسحاق اُن میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو جائز کسی کو مختلف فیہ کہتے ہیں کسی میں تفصیل کرتے ہیں کہ ایک طرح درست اور ایک طرح نا درست۔ مگر جو اصل نجدیہ کی باتیں ہیں وہ اُن کے کلام میں ہیں۔ کوئی کھلی ہوئی کوئی دبی ہوئی۔ ایک اور بڑا پردہ اُن کی کتابوں کی عیب پوشی کا یہ تھا کہ ہر جگہ سے نقل و سند لے آئے۔ ہر مسئلہ پر حدیث و تفسیر و فقہ و تصوف کی کتابوں سے اور کتابوں کی عبارتیں لکھ دیں اور یہ بات اسمٰعیلیہ میں نہ تھی۔ ظاہر میں دیکھنے والوں نے سمجھا کہ یہ تو موافق ہیں سلف کے اور اُن کی سند لاتے ہیں۔ یہ تو سُنی مسلمان ہیں۔ نجدی اسمٰعیلی نہیں ہیں جب وہ کتابیں ذوی تحقیق کی نظر سے گذریں۔ نقل کو مطابق کیا۔ اصل سے تو عیب کھل کھلا کہ تغیر و تصرف و کمی و بیشی ان میں بہت ہے اور نقل مطابق اصل کے نہیں ہے کہیں

ایک فقرہ بیچ میں سے اڑا دیا کہیں بڑھا دیا۔ کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کی کہیں نقل کی اصل میں اصل ہی نہیں۔ اور دونوں کتابیں یعنی مائۃ المسائل و اربعین میں باہم اختلاف اس طرح کی خرابیاں اور رسوائیاں ان کتابوں میں بہت ہیں اہل[1] تحقیق کی کوششوں سے یہ حال سب ظاہر ہوا اور مشہور ہو گیا ہے۔

دوسرا باب

نجدیہ کے عقائد کے بیان میں

اس مذہب میں چند رسالے لکھے گئے کہ علمائے اسلام نے سب کا رد کیا سب سے بڑا کتاب التوحید ہے۔ تصنیف محمد بن عبد الوہاب کی اس کے رد کا نام ہدایۃ مکیہ ہے اور اُسی محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب کو مختصر کیا۔ اُس میں بھی حاصل مطلب سب موجود ہے۔ وہی کتاب التوحید صغیر پہلے دن مکہ معظمہ میں گئی کہ علمائے مکہ نے اس کا رد لکھا۔ اور تقویۃ الایمان گویا اُسی کا ترجمہ و شرح ہے۔ راقم اسی کا ترجمہ لکھ کر بعد بڑھانے لفظ فائدہ کے اشارہ کر دیگا کہ تقویۃ الایمان میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔ اُس کے بعد نقل کریگا۔ کلام علمائے مکہ کا کہ دونوں کے رد کے واسطے کافی ہوا اور بعد ترجمہ کے لفظ فائدہ کا بڑھا کر تائید اُس کی کرے گا۔ شاہ عبد العزیز وغیرہ مولوی اسمٰعیل کے بزرگوں کے اقوال سے۔

نجدی نے کہا۔ اما بعد فھذا التفصیل لما اجملہ وتلخیص لما فصلہ المولی المستطاب امیر المؤمنین امام الموحدین الشیخ عبد الوہاب طوبیٰ لہ وحسن ماٰب اقتصرنا لا من کتابنا الکبیر لتسھیل الضبط علی کل قادی من الکبیر والصغیر مرتب علی بابین الباب الاول فی رد الشرک والباب الثانی فی رد البدعۃ۔

الباب الاول۔ فی رد الشرک وفیہ خمسۃ فصول الفصل الاول۔ فی تحقیق الشرک وتقبیحہ وتقسیمہ۔

---

[1] حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی نے مائۃ مسائل وغیرہ کے رد میں تصحیح المسائل دو جلد کی تصنیف فرمائی جس کا سن تصنیف ۱۲۶۵ھ ہے۔

ترجمہ۔ لیکن پس یہ تفصیل ہے اور تلخیص ہے اُس کی کہ مولا پاک امیر المومنین امام الموحدین شیخ عبدالوہاب نے اُسے اجمال و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہم نے اپنی بڑی کتاب سے اختصار کیا۔ کہ ہر چھوٹے بڑے پڑھنے والے پر اس کا ضبط آسان ہو۔ مرتب ہے دو باب پر۔ پہلا ردّ شرک میں دوسرا ردّ بدعت میں۔ پہلے میں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل شرک کی تحقیق اور بُرائی اور تقسیم میں۔

علما مکہ معظمہ نے کہا۔ اما بعد فقد ورد الصحیفة الردیة اعنی الرسالة النجدیة ضحوة الجمعة سابع شهر المحرم سنة ١٢٢١ بحرم الله المحترم و بیت الله المکرم وجند شیاطین النجد الیها قاصدة علی نیات خبیثة وعزائم فاسدة والاخبار موحشة غیر راشدة وما فعلوا بالطائف من القتل والنهب والسبی وهدم مسجد عبد الله بن عباس رضی الله عنه ینذر باسآءة ادبهم فی البلد الامین فاجتمع علماء مکة المعظمة زادها الله شرفا بعد صلوة الجمعة عند باب الکعبة واکبوا علی مطالعة الرسالة النجدیة لیحقق ما فیها من الغیّ والضلال وامرنی المدبر و انا احمد بن یونس الباعلوی بکتابة ما قالوا رحمهم الله تعالیٰ۔

ترجمہ۔ لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس آیا بُرا صحیفہ یعنی نجدیہ کا رسالہ اول وقت جمعہ کے دن ساتویں محرم ١٢٢١ھ کو اللہ کے بزرگ گھر میں اور لشکر نجد کے شیطانوں کا اللہ کے گھر کی طرف قصد کرنے والا ہے۔ ناپاک نیت اور بُرے ارادے سے اور خبریں بڑی وحشتناک ہیں اور طائف میں جو انہوں نے کیا لُوٹنا اور مار ڈالنا اور قید کرنا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مسجد ڈھا دینا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں بھی بے ادبی کریں گے پس علماء مکہ معظمہ کے اکٹھے ہوئے بعد نماز جمعہ کے کعبہ کے دروازے کے آگے اور نجدیہ کے رسالے کے دیکھنے پر مصروف ہوئے کہ اُس کی گمراہی تحقیق کریں اور مجھ کو کہ احمد بیٹا یونس باعلوی کا ہوں مدبر نے حکم کیا کہ علماء جو اس پر کلام کریں لکھتا جاؤں پس شروع کیا میں نے لکھنا اُس کا کہ عالموں نے کہا،

اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے ـــــ قال النجدی

اعلموا ان الشرك قد شاع فی هذا الزمان وذاع والامر قد آل الی ما وعد الله وقال وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون

جانو کہ تحقیق شرک اس زمانہ میں پھیل رہا ہے اور جیسا اللہ نے وعدہ کیا۔ ویسا ہی ہو گیا اللہ نے کہا تھا اور نہیں مسلمان اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان کے پہلے باب میں یہی بیان کیا لمبی تقریر سے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب ہے فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں

وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون

اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں،

یعنی اکثر لوگ کہ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو شرک میں گرفتار ہیں۔

قالوا فی هذا الکلام انواع من الفساد منها ان الآیة الکریمة بیان الحال لا وعد فی الاستقبال وکفی حجة علی ذلك سوق المقال قال الله تعالیٰ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین وما تسألهم علیه من اجر ان هو الا ذکر للعالمین ٥ وکاین من آیة فی السمٰوٰت والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون افامنوا ان تأتیهم غاشیة من عذاب الله او تأتیهم الساعة بغتة وهم لا یشعرون۔

کہا علمائے اسلام نے نجدی کے اس کلام میں بہت طرح کے فساد ہیں ایک اُن میں سے یہ کہ آیۂ کریمہ حال کا بیان ہے نہ وعدہ ہے آگے کا جیسے نجدی نے ٹھیرایا اور دلیل کافی اس بات پر سوق کلام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ بہت خواہش ہو تیری مومن اور نہیں مانگتا تو اُن سے اُس پر اجر نہیں ہے مگر نصیحت واسطے سارے عالم کے اور بہت نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں کہ اُن پر گذرتی ہیں اور اُن نشانیوں سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور نہیں کہتے اللہ کو خالق اکثر انکے مگر یہ کہ وہ شرک کرتے ہیں غیر کی عبادت کر کے کیا نڈر ہوئے کہ آجائے اُن پر ڈھانک لینے والی آفت اللہ کے عذاب سے یا آجائے اُن پر قیامت اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو۔ فقط۔ دوسرا فساد نجدی کے کلام میں یہ ہے

ومنها ان المراد بالایمان فی قوله تعالےٰ یؤمن لیس بالمعنی الشرعی بل المراد منه قول خالقیة الله تعالیٰ کما کان حال المشرکین من قریش عن ابن عباس فی تفسیر هٰذه الاٰیة ولئن سألتهم من خلقهم ومن خلق السمٰوٰت والارض لیقولن الله فذالك ایمانهم وهم یعبدون غیره فذالك شرکهم اخرجه البخاری وغیره ولما قال اهل السنة ان الایمان هو التصدیق افتدالمعتزلة هذه الاٰیة ردًا علی اهل السنة علی فهم انها تدل علی اجتماع الایمان مع الشرك مع ان الشرك لا یجتمع مع التصدیق بجمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم فان التوحید ایضًا منها فاجاب اهل السنة بان المراد بالایمان لیس هٰهنا بالمعنی الشرعی وهذا التفصیل مذکور فی کتب التفسیر والعقائد فما قال الملعون النجدی تفسیر بالرائ علی خلاف التفسیر الصحیح المروی فی الصحاح وشذ فخالف من الجماعة

کہ مراد ایمان سے یؤمن ہیں ایمان بمعنی شرعی نہیں ہے بلکہ مراد ایمان سے اللہ کا خالق کہنا ہے۔ جیسا کہ مشرک قریش کے کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ انہوں نے کہا اگر تو اُن سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا اُن کو اور آسمان وزمین کو تو کہتے ہیں اللہ نے پس یہ اُن کا ایمان ہے سو وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے غیر کی یہ اُنکا شرک ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ حدیث ہے اور جب اہل سنت نے کہا کہ ایمان تصدیق ہے معتزلہ اہل سنت پر رد میں اس آیت کو لائے یہ سمجھکر کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جمع ہونا ایمان کا ساتھ شرک کے باوجودیکہ شرک تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لائے اُس میں توحید بھی ہے۔ اہل سنت نے جواب دیا کہ مراد ایمان سے یہاں معنی شرعی نہیں ہے یہ تفصیل عقائد وتفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے پھر جو ملعون نجدی نے کہا وہ تفسیر ہے اس کی رائے سے خلاف تفسیر صحیح کے اور جماعت کے مخالف۔

فائدہ۔ حاصل آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ حال اُن لوگوں کا کہ باوجود حرص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان لانے والے نہیں ہیں اور اُن کا اللہ کو خالق

کہنا ساتھ عبادت غیر کے مفید نہیں ہے[1] کہ یہ مسلمان مشرک ہیں یا آگے کو مسلمان مشرک ہوں گے۔

قال النجدی وظهر ما قال رسول الله لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان رواه الترمذی وعن عائشة قالت سمعت رسول الله یقول لا یذهب اللیل والنهار حتی تعبد اللات والعزی فقلت یا رسول الله ان کنت لاظن حین انزل الله هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ان ذالك سیکون تامًا قال انه سیکون ما شاء الله ثم یبعث الله ریحًا طیبة فتوفی من کان فی قلبه حبة من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیه فیرجعون الی دین آبائهم رواه مسلم فانا نری عامة مؤمنی هذا الزمان مشرکًا

اور کہا نجدی نے ظاہر ہوا وہ جو کہا تھا رسول اللہ نے کہ نہیں آئیگی قیامت یہاں تک کہ مل جائیں کتنی قومیں میری امت سے مشرکوں میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں کئی قومیں میری امت سے اوثان کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے عائشہ سے روایت ہے میں نے سُنا پیغمبر خدا سے کہ کہتے تھے نہیں قیامت آئیگی یہاں تک کہ پوجے جائیں لات وعزی سو میں نے کہا یا رسول اللہ میں جانتی تھی جب اتاری اللہ نے آیت هو الذی ارسل رسوله الخ یعنی کہ دین حق کا غلبہ آخر تک رہیگا۔ فرمایا کہ جبتک اللہ چاہے گا رہیگا پھر بھیجے گا اللہ ایک ہوا اچھی سو مرجائیگا جس کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان ہوگا پھر رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پہ۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے سو ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ کے سارے مسلمانوں کو مشرک۔

فائدہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

---

[1] یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور کے زمانے کے مسلمان مشرک ہیں یا آئندہ مسلمان مشرک ہوں گے ۱۲

قالوا ايها الشقي الغبي الغوي ان كنت مستيقنا ان هذا الزمان هو الزمان الموعود في هذه الاحاديث فانت وابوك وجندك على علمك قطعا ممن لاخير فيه ورجعوا الى دين آبائهم وليس في قلبك وفي قلب جندك حبة من خردل من الايمان فان من كان في قلبه حبة من خردل من الايمان فقد توفي فكيف تدعي الايمان لانت لابيك وجندك وكيف كان ابوك امير المومنين ونحن نقول كما قال الجماعة ان هذا حال اشرار الناس الذي لا تقوم الساعة الا عليهم وليس هو بزماننا قطعا فان شيئا من الآيات الكبرى لم توجد الى الآن فنحن بفضل الله تعالى نؤمن بالله ورسوله۔

کہا علمائے اسلام نے اے شقی بیوقوف گمراہ اگر تجھ کو یقین ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ موعود ہے۔ پس تو اور تیرا باپ اور تیرا لشکر تیرے علم و حکم کے موافق نرے بے ایمان باپ دادے کے دین پر پھرے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جن کے دل میں رائی کے دانے بھر ایمان تھا وہ تو مر گئے پھر تو اپنے اور اپنے لشکر اور اپنے باپ کے ایمان کا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور تیرا باپ کیونکر امیر المومنین ہوا اور ہم کہتے ہیں جیسا کہ کہا جماعت نے کہ حدیث شریف میں بیان ہے حال ان لوگوں کے کہ قیامت نہ آئے گی۔ مگر ان پر اور وہ یہ زمانہ نہیں ہے۔ یقینی کیونکہ کوئی بڑی علامتوں قیامت سے ابھی تک نہیں پائی گئی پس ہم اللہ کے فضل سے ایمان لانے والے ہیں اللہ اور رسول کے ساتھ۔

قال النجدي فواحد يعبد النبي ومتبعيه حيث يعتقدهم شفعائه واوليائه وهذا اقبح انواع الشرك

پس کوئی پوجتا ہے پیغمبر کو اور پیغمبر کے پیروؤں کو اس طرح کہ انکو اپنا شفیع و ولی اعتقاد کرتا ہے اور یہ بدترین انواع شرک کا ہے۔

فائدہ تقویۃ الایمان میں آیۂ کریمہ والذین اتخذوا من دونہ اولیائہم کے بعد لکھا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے۔ اور

جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا اور آیۂ کریمہ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ کے بعد لکھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ثابت کرتے تھے مگر یہ پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

قالوا معاذ الله ان يكون اعتقاد شفاعة النبي ومتبعيه وولايتهم شركا وعبادة اما تفهم ايها الملعون ان الاعتقاد الثابت بالقرآن كيف يكون شركا قال الله تعالى انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا فان حزب الله هم الغالبون ٥ واثبت الصحابة ومن بعدهم في قوله تعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعين ٥ وما لهم في الارض من ولي ولا نصير ٥ ثبوت الشفاعة والولاية والنصرة للمؤمنين والا لما كان لنفي نفعها عن الكافرين عند قصد تقبيحهم معنى وهذا ايذن كر على سبيل التفصيل في التفسير والعقائد في ذيل قولهم الشفاعة حق والبحث مع المعتزلة المنكرين وثبت في الحديث

کہا علمائے اسلام نے معاذ اللہ کہ پیغمبر اور پیغمبر کے پیروؤں کی شفاعت اور ولایت کا اعتقاد شرک و عبادت ہو۔ اے ملعون کیا تو نہیں سمجھتا کہ جو چیز قرآن سے ثابت ہے اس کا اعتقاد کیونکر شرک ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں ہے ولی تمہارا مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور جو ایمان لائے پس بیشک اللہ کے گروہ وہی غالب ہیں اور قرآن شریف میں جو اس طرح کی آیتیں ہیں کہ نفع نہ کرے گی کافروں کو شفاعت اور ان کا کوئی ولی و نصیر نہیں۔ سو پیغمبر خدا کے اصحاب نے اور انہوں نے جو بعد ان کے ہوئے انہیں آیتوں سے ثابت کیا شفاعت و نصرت و ولایت کو واسطے مسلمانوں کے کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کی برائی میں فرماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نفع ہے اور اگر نہیں تو خاص کافروں کی کیا برائی ہوتی۔ یہ بات تفسیر کی کتابوں ان آیتوں کے بیان میں اور عقائد کی کتابوں میں جہاں لکھتے ہیں۔

عن الضحاك قال قال لی ابن عباس احفظ عنی کل شیئی فی القرآن وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ فهو للمشرکین واما المؤمنون فما اکثر شفعآئهم وانصارهم فنقول کأن النجدی اقر بانه لیس من المؤمنین وهذا اصدق لا مریة فیه۔

الشفاعة حق اور بحث کرتے ہیں معتزلہ سے کہ وہ منکر ہیں شفاعت کے بہ تفصیل مذکور ہے اور حدیث میں ثابت ہوا ضحاک سے کہا اُس نے کہ کہا مجھ سے ابن عباس نے کہ یاد کر لے مجھ سے کہ جہاں قرآن میں آیا ہے وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر پس واسطے مشرکین کے ہے اور لیکن مومن پس اُن کے شفیع و نصیر بہت ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گویا نجدی نے اقرار کیا کہ وہ مومنین سے نہیں ہے اور یہ سچ ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز لا یقبل منها شفاعة کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

درین جا باید دانست کہ معتزلہ باین آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند ومیگویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد لیکن نمی فہمند کہ درین آیت نفی شفاعت از طرف کسی است کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نکردہ باشد و آن نیست مگر کافر و شفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست۔

ایضاً فیہ۔ آیات و حدیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص این آیت لابد است۔ اور بھی اُس میں ہے۔

احادیث معتبرہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہلِ معاصی حکم بشفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است زیرا کہ این کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب و ہم مشرکان ایشان است کہ مے دانند کہ باوجود کفر نمرگان ما از عذاب خلاص خواہند ساخت انتہی ملتقطاً۔

قال النجدی وهو کان کفر مشرکی زمن النبی حینئذ. قال الله تعالی و

کہا نجدی نے اور وہی تھا کفر پیغمبر کے زمانے کے مشرکوں کا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے۔ اور

یعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاءنا عند الله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانه وتعالی عما یشرکون۝ وقال الله تعالی والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی ان الله یحکم بینهم فیما هم فیه یختلفون۝ ان الله لا یهدی من هو کاذب کفار۔

پوجتے ہیں سوائے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دے اور نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور زمین میں پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کہتے ہیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں نے کہ پکڑا اللہ کے غیر کو اولیاء اور کہا کہ نہیں پوجتے ہم اُن کو مگر اسلئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف بیشک اللہ حکم کریگا اُن میں اس چیز میں کہ اختلاف کرتے تھے تحقیق اللہ ہدایت نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو۔

قالوا لعنة الله علی الشقی الغوی الغبی یدعی شیئا ویستدل علیه بایة ویذکر الایة مع عدم مناسبة بینهما اصلا ولا یستحی ویجتری علی الافترآء علی الله تعالی جعل الدعوی ان اعتقاد شفاعة النبی شرک و عبادة والمذکور فی الایة یعبدون ویقولون هؤلاء شفعاءنا ونعبدهم لیقربونا الی الله فالقول بان الشفاعة عبادة وشرک لا یثبت بالایات بل الشرک هو عبادة الالهة غیر الله وما جعلوه عذر العبادة غیر الله

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی شقی گمراہ بیوقوف پر دعویٰ کرتا ہے ایک چیز کا۔ اور دلیل میں ذکر کرتا ہے آیت کو اور دعویٰ کو آیت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی شرماتا نہیں اور اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کرتا ہے دعویٰ کیا کہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد شرک و عبادت ہے اور آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ عبادت کرتے ہیں غیر کی اور کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے شفیع ہیں اور عبادت کرتے ہیں ہم معبودوں کی کہ ہمکو نزدیک کر دیں اللہ سے پس یہ بات کہ شفاعت شرک و عبادت ہے آیتوں سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ شرک عبادت ہے معبودوں کی سوائے اللہ کے۔ اور مشرکوں نے جو عذر ٹھیرایا ہے عبادت کا یعنی اُنکا شفیع ہونا سو

فاخطأوا فی کونه سببا لها فان غیر واحد من ائمة التفسیر صرحوا بان المشرکین غلطوا وخبطوا حیث جعلوا المحبوبیة والشفاعة الثابتة للخواص سببا للالوهیة وزعموا ان الله تعالیٰ یجعل المحبوب والشفیع الها فقالوا یجب عبادة المحبوب والشفیع لصیرورته الها لا عبادة الله العلی الاکبر فانها لا تفید لکونه فی غایة التعالی فالشرك هو جعل الشفیع الها وعبادته لا اعتقاد شفاعة النبی ومتبعیه فانه من الایمان بل ولا نفس اعتقاد شفاعة کافر مع انه باطل قطعا فان کل باطل لیس بشرك ولا اعتقاد شفاعة شفیع لکافر وما ذکرنا هو محصل الآیات لا ان الشفاعة فی نفسها عبادة و اعتقاد شفاعة النبی شرك کما قال الملحد النجدی۔

اس میں خطا کی ہے تفسیر کے بہت اماموں نے تصریح کی ہے کہ مشرکوں نے غلطی کی اور خبط کیا کہ محبوبیت و شفاعت کو کہ خواص کے واسطے ثابت ہیں سبب ٹھیرایا الٰہ ہونے کا اور گمان کیا کہ اللہ تعالےٰ محبوب اور شفیع کو الٰہ و خدا کر دیتا ہے اور محبوب و شفیع کی عبادت واجب ہے اس واسطے کہ وہ الٰہ ہو گئے اللہ کی عبادت فائدہ نہیں کرتی کیونکہ وہ بلند ہے پس شرک شفیع کا الٰہ ٹھیرانا ہے اور اُسکی عبادت کرنا نہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد کیونکہ وہ ایمان سے ہے، بلکہ کافر کی شفاعت کا بھی اعتقاد باوجودیکہ باطل ہے یقیناً شرک نہیں ہے اور نہ اعتقاد شفاعت شفیع کا واسطے کافر کے۔

پس ہم نے جو ذکر کیا وہ مطلب ہے آیات کا نہ یہ کہ شفاعت خود عبادت اور اعتقاد شفاعت نبی کا شرک ہے جیسا کہ اس ملحد نجدی نے کہا۔

فائدہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے مشرکین کے حال میں۔

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فحملوا الالفاظ المستعملة المشتبهة علیٰ غیر

یعنی پیچھے آئے وہ کہ انہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور شہوتوں کی پیروی کی مشتبہ لفظوں کو جو استعمال میں تھے غیر

محملها کما حملوا المحبوبیة و الشفاعة التی اثبتها الله تعالیٰ فی قاطبة الشرائع لخواص البشر علیٰ غیر محملها۔ (اور بھی اُس کتاب میں لکھا ہے)

محمل پر حمل کیا جیسے حمل کیا محبوبیت اور شفاعت کو کہ ساری شریعتوں میں اللہ تعالےٰ نے اُنکو ثابت کیا ہے واسطے خاص بندوں کے غیر محمل پر۔

وقالوا لا یقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق فی غایة التعالی فلا تفید عبادته تقربا منه بل لا بد من عبادة هؤلاء لیقربونا الی الله زلفیٰ۔

اور کہا کہ عبادت اللہ کی قبول نہیں کی جاتی مگر ملی ہوئی اُن کی عبادت کے ساتھ بلکہ اللہ بہت بلند ہے اُسکی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا اُس سے بلکہ اُنکی عبادت ضرور ہے تاکہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں مرتبے میں۔

قال النجدی فقد ثبت بالنصوص القرآنیة ان من اعتقد النبی و غیره ولیه فهو وابو جهل فی الشرك سواء

کہا نجدی نے پس ثابت ہوا قرآن کی تصریحوں سے کہ جو اعتقاد کرے نبی وغیرہ کو اپنا ولی سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔

قالوا لم یثبت بها اصلا بل النصوص تبطل ما ادعاه کما بیناه

کہا علمائے اسلام نے کہ جو نجدی نے کہا قرآن سے ثابت نہیں ہوا، بلکہ قرآن شریف باطل کرتا ہے اس کے دعوے کو، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

قال النجدی فان ابا جهل واخوانه لم یکفروا الا بهذا الاعتقاد وما کانوا یعتقدون آلهتهم مالك الملك کما قال الله تعالیٰ قل من بیده ملکوت کل شیء وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون ۝ سیقولون لله قل فانی تسحرون۔

کہا نجدی نے ابوجہل وغیرہ کافر نہیں ہوئے مگر اس اعتقاد سے اور اپنے آلہہ یعنے معبودوں کو ملک کا مالک اعتقاد نہیں کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہہ کون ہے وہ شخص کہ اُس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچالیتا ہے اور اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم جانتے ہو سو کہہ دیں گے اللہ کہہ پھر کیوں جادو کئے جاتے ہو۔

قالوا العجب ان الحق يخرج من افواههم وهم مع ذالك لا يهتدون فقد اقرّوا بانهم كانوا يعتقدون غير الله الهة وان لم يعتقدوها مالك الملك وهو مدار شركهم وكفرهم فان من اعتقد غير الله الهًا فقد اشرك وكفر سواء اعتقد ذالك الغير شفيعًا اولا

کہا علمائے اسلام نے عجب ہے کہ اُن کے حق منہ سے نکلتا ہے اور اُس پر بھی ہدایت نہیں پاتے۔ آپ اقرار کیا اور لکھ دیا کہ ابوجہل وغیرہ غیر اللہ کو الٰہ اعتقاد کرتے تھے اور وہی اُن کے شرک کا مدار ہے اگرچہ وہ ان اللہ کو مالک الملک اعتقاد نہیں کرتے تھے پس جو کوئی غیر اللہ کو الٰہ اعتقاد کرے مشرک و کافر ہے اس غیر کو شفیع اعتقاد کرے یا نہ کرے۔

قال النجدی وقد نفى الله تعالىٰ الشفاعة فقال لا ينفعهم شفاعة الشافعين ۰ وقال مالهم فى الارض من ولى ولا نصير۔

اور نجدی نے کہا اور تحقیق نفی کی اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی اور کہا نہ نفع کریگی اُن کو شفاعت شفاعت کرنے والوں کی اور نہیں اُن کا زمین میں کوئی ولی و نصیر۔

قالوا قد اثبت اهل السنة قاطبةً شفاعته بهذه الأيات كما مرّ۔

کہا علمائے اسلام نے کہ اہلِ سنت نے نہیں آیتوں سے ثابت کیا ہے شفاعت کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قال النجدی وواحد يعبد الاوثان كما فى حديث الترمذى حيث يعظم قبر النبى ويقف عنده كما يقف فى الصلوٰة واضعًا يده اليمنىٰ على يده اليسرىٰ ويقول يا رسول الله اسئلك الشفاعة يا رسول الله ادع الله فى قضاء حاجتى وبندائه ويعتقد ندائه سببًا لحصول مراده

کہا نجدی نے اور کوئی عبادت کرتا ہے بتوں کی جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ تعظیم کرتا ہے نبی کی قبر کی اور کھڑا ہوتا ہے نبی کی قبر کے پاس جیسا کہ کھڑا ہوتا ہے نماز میں سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھ کر اور کہتا ہے اے رسول میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا رسول اللہ دعا کرو اللہ سے میری اس حاجت بر آنے کیلئے اور پکارتا ہے پیغمبر کو اور پکارنے کو سبب جانتا ہے مراد حاصل ہونے کا۔

ويعظم اٰثاره ومشاهده ومجالسه ودراه حتى اتخذ الاٰثار مسجدًا وكل ذالك من الاوثان من نبىّ كان او ولىّ من اللات او العزّىٰ من المسيح او العزير فان الصنم فى الشرع هو المصور والوثن غير المصور۔

اور تعظیم کرتا ہے پیغمبر کے آثار و مشاہد و مجالس و گھر کی یہاں تک کہ ٹھیرایا آثار کو مساجد اور یہ سب اوثان ہیں پیغمبر کے ہوں یا ولی کے لات کے یا عُزیٰ کے یا مسیح کے یا عزیر کے کیونکہ صنم شرع میں صورت والا بُت ہے اور وثن بغیر صورت کا بُت ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں ترمذی کی حدیث کے فائدہ میں جو لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ وثن میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلّہ اور لحد وغیرہ کہ لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔

قالوا قالوا العنة الله على اعداء الله كيف جعل الملعون النجدى قبر النبى صلى الله عليه وسلم وثنا وتعظيمه عبادةً وشركًا وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبرى وجبت له شفاعتى وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارنى بعد موتى فكانما زارنى فى حياتى وعن انس بن مالك انهٗ اتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه قال الراوى حتى ظننت انه افتتح الصلوٰة وصرح المكى والماوردى والذهبى والزين المالكى وغيرهم فى اٰداب الزيارة بان يقف كما يقف فى الصلوٰة ورفى

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی اللہ کے دشمنوں پر کس طرح ٹھیرایا ملعون نجدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو وثن اور اُسکی تعظیم شرک اور عبادت اور حال یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو زیارت کریگا میری قبر کی واجب ہوگی اُس کیلئے میری شفاعت اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زیارت کریگا میری بعد موت کے سو گویا میری زیارت کی حالتِ حیات میں۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پس کھڑے ہوتے پھر اُٹھائے اپنے دونوں ہاتھ روایت کرنیوالے نے جو دیکھا تھا کہا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ انس نے نماز شروع کی اور مکی اور ماوردی و زین مالکی وغیرہ نے آداب زیارت

ان من وقف عند قبر النبي صلى الله
عليه وسلم فتلا هذه الآية ان الله
وملائكته يصلون على النبي الآية ثم
قال صلى الله عليك يا محمد من يقولها
سبعين مرة ناداه ملك صلى الله
عليك يا فلان ولم تسقط له حاجة
ايها الجاهل وضع اليمنى على اليسرى
ليس ركنا من اركان الصلوة بل من
السنن المختلفة فيها بين الائمة اما
ترى المالكية لا يضعونه ولو كان
ركنا من الفرض كالقيام مثلاً فعلى هذا
ايضا المنع انما يثبت بالنهي وليس
النهي اليس في البخاري ان عمر رضي
الله عنه قال لرجلين من اهل الطائف
لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما
ضربا ترفعان اصواتكما في مسجد
رسول الله صلى الله عليه وسلم روى
عن ابي بكر الصديق قال لا ينبغي
رفع الصوت على نبي حيا ولا ميتا و
روى عن عائشة انها كانت تسمع
صوت وتد يوتد ومسمار يضرب
في بعض الدور المطبقة بمسجد
النبي صلى الله عليه وسلم فترسل اليهم

کیا گیا ہے کہ جو کھڑا ہوا رسول اللہ کی قبر شریف
کے پاس اور پڑھی یہ آیت ان اللہ وملائکتہ
یصلون الآیۃ اور یہ کہے صلی اللہ علیک
یا محمد ستر بار ایک فرشتہ اسکو پکاریگا
صلے اللہ علیک یا فلان اور اُس کی
کوئی حاجت رہ نہ جائے گی۔
اے جاہل سیدھا ہاتھ اُلٹے پر رکھنا نماز کا
رکن نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے سنت ہونے
میں اختلاف ہے۔ اماموں میں کیا مالکیہ
کو تو نہیں دیکھتا کہ وہ یہ نہیں کرتے۔ بلکہ
جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی کھلے چھوڑے
رکھتے ہیں اور اگر بالفرض رکن بھی ہوتا مثل
قیام کے۔ جب بھی منع جب ہوتا کہ نہی آتی
اور نہی نہیں تو منع بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں سے طائف کے
کہا کہ اگر تم شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں
تم کو خوب مارتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نہیں چاہیئے
آواز بلند کرنا کسی نبی پر نہ حیات میں نہ بعد
موت کے اور عائشہ صدیقہ سے روایت ہے
کہ سُنی آواز میخ کی کہ ٹھونکی جاتی تھی کسی گھر
میں کہ مسجد شریف سے ملا تھا کہلا بھیجا گھر

لا تؤذوا رسول الله صلى الله عليه وسلم
قالوا وما عمل على مصراعي بابه الا
بالمناصع توقيا لذلك وتادبا معه و
روى انه لما ناظر ابو جعفر مالكا في
مسجد النبي صلى الله عليه وسلم فقال
مالك يا امير المؤمنين لا ترفع صوتك
في هذا المسجد فان الله تعالى ادب
قوما فقال لا ترفعوا اصواتكم فوق
صوت النبي الآية ومدح قوما فقال
ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول
الله صلى الله عليه وسلم الآية وذم
قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء
الحجرات اكثرهم لا يعقلون ٥ وان
حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان
له ابو جعفر وقال يا ابا عبد الله استقبل
القبلة وادعو ام استقبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال لم تصرف
وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة
ابيك آدم الى يوم القيامة بل استقبل
واستشفع به فيشفعك الله قال
الله تعالى ولو انهم اذ ظلموا انفسهم
جاؤك الآية والاختلاف ان موضع

والوں کو کہ ایذا نہ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو۔ کہا راویوں نے کہ حضرت علی نے اپنے
دروازے کے کواڑ کپڑے کے بنوائے ہوئے تھے
اُسی آواز کی احتیاط کے واسطے اور واسطے
ادب کے۔ روایت ہے کہ جب مناظرہ کیا ابو
جعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی میں۔ امام
مالک نے کہا اے امیر المؤمنین اس مسجد میں آواز
بلند مت کر اللہ تعالیٰ نے ادب سکھلایا ایک
قوم کو اور کہا کہ آوازیں اپنی بلند مت کرو۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور مدح کی
ایک قوم کی وہ جو آوازوں کو دباتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور مذمت
کی ایک قوم کی اور فرمایا وہ لوگ جو پکارتے
ہیں تم کو حجروں کے پیچھے سے اکثر اُنکے بے عقل
ہیں اور تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد
موت کے بھی ویسی ہی ہے جیسے حالت حیات
میں تھی پس دب گیا ابو جعفر اور کہا قبلہ کی طرف
منہ کروں اور دعا مانگوں یا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ امام مالک نے کہا کس
واسطے پھیرتا ہے اپنے منہ کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ وہ وسیلہ تیرے ہیں اور تیرے
باپ آدم کے قیامت کے دن تک بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر اور اُن سے شفاعت چاہ اللہ قبول کریگا شفاعت فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اور اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے

قبرہ افضل من بقاع الارض حتی
موضع الکعبة وقال غیر واحد
بل من بقاع السمٰوات ایضا حتی
العرش مع خلاف فی التفضیل بین
البلدین المکرمین ما عدا القبر
المکرم وقد نص القاضی عیاض
وابن الجوزی والقسطلانی والعسقلانی
وکل من تکلم فی ھذا الشان بان
حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بعد موتہ وتعظیمہ وتوقیرہ
لازم کما کان حال حیاتہ وفی
الشفاء ومن اعظامہ واکرامہ
اعظام جمیع اسبابہ واکرام
مشاھدہ وامکنتہ من مکة و
المدینة ومعاھدہ وما لمسہ او
عرف بہ وروی عن صفیة بنت
نجدہ قالت کان لابی محذورة
قصة فی مقدم راسہ اذا قعد و
ارسلھا اصابت الارض فقیل لہ الا
تحلقھا فقال لم اکن بالذی احلقھا
وقد مسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُنکے واسطے رسول تو پاوینگے اللہ کو معاف کرنے
والا مہربان ، اور اس میں کسی کا خلاف نہیں . کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا مکان
سب روئے زمین کے مکانوں سے افضل ہے یہاں
تک کہ خانہ کعبہ سے ، اور بہت لوگوں نے
کہا ہے بلکہ آسمانوں کے مکانوں سے بھی یہاں
تک کہ عرش سے اور سوائے خاص مکان شریف
قبر مبارک کے باقی مدینہ منورہ کی زمین کو مکہ معظمہ
میں اختلاف ہے بعضے مدینہ کو افضل کہتے ہیں
مکہ سے . بعضے مکہ کو مدینہ سے : اور قاضی عیاض
وابن جوزی وقسطلانی وعسقلانی نے اور جس نے
کہ اس باب میں کلام کیا ہے صاف کہدیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور تعظیم
اور توقیر بعد فوت کے بھی لازم ہے جیسی کہ حالت
حیات میں بھی اور شفا میں ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم و اکرام سے ہے تعظیم کرنا آن
حضرت کے سب اسباب کی اور تکریم کرنا اُن
کے مشاہد کی اور مکانوں کی مکے اور مدینے سے
اور معاہد کی اور اُس چیز کی کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا اُنکے نام سے
مشہور ہو روایت کیا گیا صفیہ بنت نجدہ سے
کہ کہا ابو محذورہ کے سر میں آگے کی طرف ایک چوٹا تھا بالوں کا جب بیٹھ کر اُسکو کھول دیتے
تو زمین تک پہنچ جاتے اُن سے کہا گیا کہ بال منڈواتے کیوں نہیں . کہا کہ میں انکو نہیں منڈواتا

بیدہ وروی ابن عمر واضعا یدہ
علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من المنبر ثم وضعھا علی وجھہ
وروی القاضی آثارا اُخر وقال
القسطلانی ینبغی ان یقف عنہ
محاذاة اربع اذرع ویلازم الادب
والخشوع والتواضع غاض البصر فی
مقام الھیبة کما کان یفعل بین یدیہ
فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ
بین یدیہ وسماعہ سلامہ کما
ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین
موتہ وحیاتہ لمشاھدتہ الامة
ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم و
عزائمھم وخواطرھم وکل ذالک عند
جلی لا خفاء بہ قال المراغی ینبغی لکل
مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قربة للاحادیث
الواردة فی ذلک ولقولہ تعالیٰ ولو
انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الایة
لان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا ینقطع بموتہ وقد استدل کافة

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دست
مبارک سے چھوا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ دیکھے گئے کہ رکھا انہوں نے اپنا ہاتھ منبر
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ
پر پھر رکھ لیا اُس ہاتھ کو اپنے منہ پر . اور
قاضی نے بہت روایتیں کیں قسطلانی نے
کہا کہ سزاوار ہے کہ کھڑا ہو چار ہاتھ پر اور لازم
پکڑے ادب اور خشوع اور تواضع آنکھ بند
کئے ہوئے مقام ہیبت میں جیسا کرتا نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حالت حیات
میں اور سمجھے کہ میرے کھڑے ہونے کا حضور میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور میرا
سلام سنتے ہیں جیسے کہ حالتِ حیات میں تھے
کیونکہ کچھ فرق نہیں ہے آپکی موت حیات سے
آپکے دیکھنے میں امت کو اور آپکے جاننے میں
امت کے احوال کو اور نیتوں اور عزیمتوں اور
خطروں کو اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک ظاہر ہے کچھ چھپا نہیں ہے مراغی
نے کہا کہ ہر مسلمان کو چاہیئے اعتقاد رکھنا اس
کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
عبادت ہے کہ حدیثیں اس میں وارد ہیں اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں
اللہ سے اور مغفرت چاہے اُن کیلئے رسول . تو پاویں اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان کیونکہ تعظیم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت سے تمام نہیں ہو گئی اور بیشک کہ تمام .....

العلماء بهذه الآية على استواء حالته صلى الله عليه وسلم ويقرأ هذه الآية حين الحضور بموقفه والاستغفار والاستشفاع بجنابه الاقدس من زمن الصحابة الى هذا اليوم وذكره كل من صنف في مناسك وآداب الزيارة من المذاهب الاربعة و حكم كون مساجد الآثار وثنا مخالفة ظاهرة ومحادة واضحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم في صحيح مسلم عن ابن مالك قال اصابني في بصري بعض الشيء فبعثت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اني احب ان تاتيني وتصلي في منزلي فاتخذه مصلى وفي رواية منه تعالى فخط لي مسجدا - قال النووي في شرحه اي اعلم لي على موضع لاتخذه مسجدا اي موضعا اجعل صلوتي فيه متبركا بآثارك وفي هذا الحديث انواع من العلم تقدم كثير منها ففيها التبرك بآثار الصالحين انتهى وفضائل مساجد الآثار والصلوة فيها والتبرك بها

علماء نے اس آیت سے دلیلیں پکڑی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو حالتوں موت وحیات کے برابر ہونے پر اور یہ آیت پڑھی جاتی ہے حضور میں حاضر ہونے کے وقت اور مغفرت و شفاعت طلب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت سے لیکر اب تک اور جس نے مناسک و آداب زیارت میں کتاب تصنیف کی ہے چاروں مذہبوں میں سب نے اسکو ذکر کیا ہے اور جو نجدی نے مساجد آثار کو وثن ٹھیرایا سو کھلی ہوئی مخالفت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم میں ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری آنکھ میں کچھ خلل ہو گیا میں نے کہلا بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ آویں میرے گھر میں نماز پڑھیں۔ میں اس جگہ کو مصلی بناؤں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک خط کھینچ دیجئے مجھکو مسجد کا۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ ایک مکان پر نشان کر دیجئے کہ میں اس کو مسجد بناؤں یعنے مکان کہ نماز پڑھنے سے اس میں تبرک کروں آپکے آثار سے۔ اس حدیث میں کئی طرح کے علم ہیں بہت ان میں سے اوپر بیان ہوئے اور اس حدیث میں تبرک کرنا صالحین سے تمام ہوا کلام نووی کا۔ اور مساجد آثار کے فضائل اور ان میں نماز پڑھنا اور ان کو تبرک کرنا۔

مذكورة في الكتب المشهورة بين المسلمين وضيق الوقت لا يرخص التفصيل فظهر ان ما قال النجدي تشريع من نفسه مخالف لشرع سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم.

کتابوں میں مذکور ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے۔ وقت کی تنگی کے سبب تفصیل سے نہیں لکھا پس ظاہر ہو گیا کہ جو نجدی نے کہا ہے اپنے دل سے شریعت بنائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مخالف ہے۔

فائدہ ۔ تفسیر عزیزی میں صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "وبرکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در ہم صحبتان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان ایشان پے در پے ظاہر میگردد۔"

اور سورۂ قدر کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "بالجملہ از مضمون این سورۃ معلوم مے شود کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرکہ و حضور اجتماع صالحان در ایجاب ثواب و افزائش برکات و انوار قربت عظیم حاصل مے شود۔"

اور آیہ کریمہ واذ قلنا ادخلوا هذه القرية کی تفسیر میں لکھا ہے

"سوم آنکہ بعض مواضع متبرکہ مورد نعمت و رحمت الٰہی گشتہ اند یا بعض خانہائے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیتے پیدا می کند کہ در آنہا احداث توبہ نمودن و طاعات بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد از ہمیں جاست کہ ابن مردویہ از ابو سعید خدری حکایت کردہ کہ ما روزے ہمراہ آنجناب علیہ السلام ہنگام شب در غزوہ یا سفرے رفتیم چون آخر شب شد در پشتہ کوہے گذشتیم کہ آنرا ذات الحنظل میگفتند آنحضرت علیہ السلام فرمودند ما مثل هذه الثنية الا كمثل الباب الذي قال الله لبني اسرائيل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطاياكم اور بھی اسی تفسیر میں واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى کی تفسیر میں لکھا ہے۔

یعنی بگیرید جائے استادن ابراہیم علیہ السلام را کہ سنگے است معین و بران سنگ حضرت ابراہیم استادہ اذان حج در مردم داد و ہر قدم مبارک حضرت ابراہیم

دراں سنگ منقش گشت مصلی یعنی نماز گاہ کہ بعد از طواف خانۂ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطواف عقب ایں سنگ استادہ گزاردن مقرر است تا امامت حضرت ابراہیم تا قیامت جاری باشد و نیز چوں حضرت ابراہیم بر ہماں سنگ استادہ اذان حج دادہ بودند پس بعد رحلت حضرت ابراہیم نزد آں سنگ استادہ شدن و عبادت خدائے تعالیٰ بجا آوردن گویا نزد ایشاں حاضر شدن است و بحضور ایشاں عبادت خدا بجا آوردن است۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے تبرکات و آثار کی تعظیم و تبرک کے استفتا میں لکھا ہے۔
"تبرک بآثار صالحین شعائر دین است۔ قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت ثابت انکار آں و کلام دراں غیر از الحاد و زندقہ چہ تواں گفت"

اور تابوت سکینہ کا قصہ نقل کیا کہ اس میں ٹکڑے الواح کے اور عصائے موسٰی و عمامہ ہارون وغیرہا تھے۔ بنی اسرائیل اُس کے سبب سے دشمنوں پر لڑائی میں فتح پاتے تھے جب بنی اسرائیل نے عصیان کیا اللہ تعالیٰ نے اُن پر مسلط کیا عمالقہ کو کہ تابوت چھین لے گئے جب انہوں نے بے ادبی کی تابوت سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بلا مسلط کی جو تابوت کے پاس جا کر پیشاب کرتا۔ بواسیر میں مبتلا ہو جاتا۔ کافروں نے جانا کہ یہ بلا تابوت کی بے ادبی کے سبب سے ہے۔ بیلوں پر رکھ کر اپنے پاس سے روانہ کر دیا۔ فرشتوں نے طالوت کے گھر پہنچا دیا پھر بہت سی سندیں تعظیم و تبرک آثار و تبرکات کے ذکر کی اور لکھا کہ۔

"نزد فقیر ایں امر قابل استفتا نیست محبت با کسیکہ واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت و تعظیم آثار و منتسبات او می کند و تہاون و عدم اعتنا بآں دلیل است بر عدم محبت با میت و منشاء آثار"

شاہ ولی اللہ انتباہ میں امیر سید علی ہمدانی کے حال میں لکھتے ہیں۔
نقل است از آنحضرت کہ در منشئات خود نوشتہ اند کہ دراں وقت کہ بسر اندیپ بزیارت قدم گاہ آدم صفی اللہ علیہ السلام رفتم چوں نزدیک آں قدم گاہ رسیدم

سحر گاہ واقعۂ عظیم دیدہ شد الخ

شاہ عبدالرحیم نے شیخ فیض اللہ کو لکھا کہ اُن کے مکتوبات انفاس رحیمیہ نام میں ہے۔ حامداً و مصلیاً۔ اما بعد برادرم فیض اللہ منتظر فیض اللہ باشند اے برادر فیض اللہ ناگاہ رسد اما بر دل آگاہ رسد دانی کہ دل آگاہ کیست ولی کہ مؤدب بآداب باشد بر سہ قسم است۔ ادب خدا و ادب رسول خدا و ادب خلق خدا فمن حافظ الادب بلغ مبلغ الرجال امام مالک رہ کو چاہئے مدینہ گاہے سوار نہ شد زیرا چہ جائے کہ محبوب رب العالمین و سید المرسلین علیہ افضل التحیات و اکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشد آنجا سواری سوء ادب است و آں امام ہمام ہر جا کہ عمارت قدیم میدید بادب تمام بوسہ میداد بر امید آنکہ شاید کہ آں گل بوستان نبوت و آں شجرہ باغ رسالت بوے دستے رسانیدہ باشد الخ۔ دیکھو یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ آثار و تبرکات کی تعظیم کے واسطے ثبوت و صحت روایت شرط نہیں ہے۔ احتمال پر بھی تعظیم کرنا آیا ہے۔

قال النجدی فنحن نشاھد اقسام الشرک کلھا فی الناس و نری الناس رجعوا الی دین آبائھم کما اخبر النبی فی حدیث مسلم۔

کہا نجدی نے پس ہم دیکھتے ہیں سب قسمیں شرک کی آدمیوں میں اور دیکھتے ہیں آدمیوں کو پھر گئے اپنے باپ دادے کے دین کی طرف جیسا کہ پیغمبر نے خبر دی تھی مسلم کی حدیث میں جو اُوپر گذری۔

قالوا اظھر بما ذکرنا ان الذی سماہ شرکاً ھو دین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ الصحابۃ والتابعین و تبع التابعین واستحسنہ وعمل بہ جمھور المسلمین من الفقہاء والمحدثین۔

کہا علمائے اسلام نے ہم نے جو اُوپر ذکر کیا اُس سے ظاہر ہو گیا کہ نجدی نے جسے شرک نام رکھا وہ دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سنت صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اور سب فقہاء و محدثین نے اُسے اچھا سمجھا اور اُس پر عمل کیا۔

قال النجدی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ

يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالا بعيدا ﴿ فانكان الشرك شركاً اكبر فجزاءهٗ جهنم خالداً فيها وان كان اصغر فجزاءه ماهو عند الله دون الخلود وهو ايضاً غير مغفور وباقي المعاصي يمكن عفوه من الله ـ

نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جائے اور بخشتا ہے سوائے شرک سے جس کو چاہتا ہے اور جو شرک کرے اللہ کا پس تحقیق بہت گمراہ ہوا پس اگر بڑا شرک ہے تو اسکی سزا دوزخ ہے ہمیشہ کو اور اگر چھوٹا شرک ہے تو اسکی جزا اللہ کے نزدیک سزا ہے سوائے ہمیشگی دوزخ کے اور بخشا وہ بھی نہ جاویگا باقی گناہوں کا بخشنا اللہ سے ممکن ہے۔

فائدہ ـ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک بخشا نہ جاویگا جو اُس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پہلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی اُس سے کافر ہوتا ہے تو اُس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا نہ اُس سے کبھو باہر نکلے گا نہ اُس میں کبھو آرام پاویگا اور جو اُس سے ورلے درجے کے شرک ہیں اُنکی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پاویگا اور باقی جو گناہ ہیں اُن کی جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔

قالوا قد اظهر النجدي خروجه من اهل السنة صراحة وجهرا فان مذهب اهل السنة ان ما عدا الكفر كل المعاصي قابل للعفو والمغفرة ولو كبيرة ولو بلا توبة اما بمحض رحمة الله تعالىٰ اما بشفاعة الشافعين عند الخوارج والمعتزلة الكبيرة بلا توبة لا تقبل العفو ومرتكبها مخلد في النار والوعيد قطعي دائمي في حقه اما عند الخوارج فلكونه كافراً حقيقة واما عند المعتزلة فلكونه في حكم الكافر و

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے اپنا سُنی نہ ہونا کھل کر ظاہر کر دیا کیونکہ اہل سنت کے مذہب میں سوائے کفر کے سب گناہ بخشنے کے قابل ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ ہوں بے توبہ کے بھی یا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یا شفیعوں کی شفاعت سے اور خارجیوں اور معتزلہ کے نزدیک کبیرہ بے توبہ کے قابل مغفرت کے نہیں ہے اور مرتکب اس کا ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور وعید اُس کے حق میں یقینی اور دائمی ہے خارجیوں کے نزدیک کیونکہ وہ حقیقت میں کافر ہے معتزلہ کے نزدیک حکم کافر میں ہے

كونهٗ في المنزلة بينهما ويجرون عليه سائر احكام الكفر من عدم صلوة جنازة ودفنهٗ في مقابر المسلمين البشر المريسي ومن تابعه منهم قالوا الكبيرة لا تقبل العفو والمغفرة ولكنه غير مخلد في النار والوعيد في حقه قطعي لكنه غير دائمي فمال النجدي الى مذهب هؤلاء الضالين والاٰية الكريمة قد استدل بها ائمة اهل السنة علىٰ مذهبهم وردوا بها المذهب الباطل وردها النجدي لاثبات المذهب الباطل بالتصرف في معناها علىٰ خلاف التفسير الماثور برأيه الفاسد والتفصيل في كتب التفسير والعقائد وليس هٰذا اوان التشريح۔

واسطے نہ ہونے ایمان کے یعنی مرتکب کبیرہ کا اُن کے نزدیک نہ مومن نہ کافر بیچ میں ہے اور حکم کفر کے اس پر جاری ہیں اور بشر مریسی وغیرہ نے اُن میں سے کہا کبیرہ عفو و مغفرت کو قبول نہیں کرتا مگر مرتکب اُس کا ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا اور وعید اُس کے حق میں قطعی ہے لیکن دائمی نہیں ہے پس نجدی نے میل کیا ہے اُن گمراہوں کے مذہب کی طرف اور اہل سنت کے امام آیہ کریمہ کو اپنے مذہب پر دلیل لائے اُس سے رد کیا مذہب مخالفین کو سو اُسی آیہ کریمہ کو نجدی اپنے مذہب باطل کے اثبات میں لایا اس کے معنے میں اپنی عقل سے تصرف کرکر خلاف تفسیر ماثور کے اور تفصیل تفسیر عقائد کی کتابوں میں ہے اور یہ وقت تشریح کا نہیں ہے۔

فائدہ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو دادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت می کنند ومیگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافراں است وہمین است مذہب معتزلہ وخوارج الی آخر ما قال وبعضے از ایشان وعید قطعی منقطع را برائے او ثابت میکنند ومیگویند کہ او شایان عفو ندارد البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخرہا بہ بہشت خواہد رفت وہمین است مذہب بشر مریسی وخالدی و دیگر

جاہلان بیوقوف" اور بھی وہیں لکھا ہے۔

"مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آنرا مشروحاً بیان فرمودہ اند و اہل سنت و جماعت آنرا اختیار نمودہ آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگرچہ بے توبہ بمیرد و او مانند سائر مسلمین است در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و میراث و در حق او شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و رحمت الہی را امیدوار باید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالے برحمت بیغایت خود یا بشفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔

قال النجدی والشرك الاكبر هو الاشراك فيما خصصه الله تعالى لنفسه وهو كثير لكننا نذكر شيئاً منه ليقاس عليه غيره فنقول هو اربعة اقسام الاول الاشراك في العلم اعني اثبات مثل علم الله لغيره بكونه حاضراً او ناظراً في كل مكان ومطلعاً على كل شيئ وفي كل آن بعيداً كان او قريباً خفياً كان او جلياً فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبي فيطلع هو عليه صار مشركاً وهذا الاعتقاد شرك سواء كان مع نبي او ولي او ملك وجني او صنم ووثن وسواء كان يعتقد حصوله له بذاته او باعلام الله تعالى

کہا نجدی نے اعلیٰ شرک یا اکبر شریک کرنا ہے اُس چیز میں کہ اللہ تعالے نے اسکو اپنے واسطے خاص کیا ہے اور وہ بہت ہے لیکن ہم اُس میں سے کچھ تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں کہ اس پر قیاس کر لیا چاہیئے اسکے سوا کو پس کہتے ہیں ہم وہ چار قسم ہے۔ پہلا شرک کرنا علم میں یعنی ثابت کرنا اللہ کا سا علم اور کے لئے کہ ہر مکان میں حاضر و ناظر ہے اور ہر چیز پر اور ہر آن میں دُور یا نزدیک ہو چھپے ہو یا کھُلے مطلع ہے پس جو کسی نے اعتقاد کیا کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نبی و ولی کو خبر ہو جاتی ہے مشرک ہو گیا اور یہ اعتقاد شرک ہے نبی ولی سے ہو یا جن فرشتے سے یا بت تھان سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے معلوم کرا دینے سے

يا اي طريق كان يصير مشركاً الثاني الاشراك في التصرف اعني اثبات مثل تصرف الله لغيره سواء اعتقد ان قدرة التصرف له بذاته او باعطاء الله تعالى والثالث الاشراك في العبادة اي تعظيم غير الله كتعظيمه اعني الاعمال التي خصصها الله تعالى لتعظيمه مثل السجود والركوع والتمثل قائما يقف عند احد كما يقف في الصلوة له والصوم له وشد الرحل الى بيته والتشكل الخاص بالاحرام والطواف والدعاء من الله ههنا والتقبيل وايقاد السرج والمجاورة والتبرك بالماء والرجعة القهقرى وتعظيم حرمه وامثال ذالك فمن فعل بنبي او ولي او قبره او آثاره او مشاهده وما يتعلق به شيئاً من السجود والركوع وبذل المال له والصلوة له والصوم له والتمثل قائماً وقصد السفر اليه والتقبيل والرجعة القهقرى وقت التوديع وضرب الخباء وارخاء الستارة والستر بالثوب

جس طرح سے ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ دوسرا شریک کرنا تصرف میں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا خواہ یوں سمجھے کہ تصرف کی قدرت اُس کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے دینے سے ہے۔ تیسرا شریک کرنا عبادت میں یعنی اللہ کی سی تعظیم اور کی کرنا اور وہ کام اللہ تعالی نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا ہے جیسے سجدہ کرنا اور رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا کسی کے آگے جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مال خرچ کرنا اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کی طرف سفر کر کر جانا اور احرام کی خاص شکل بنانا اور طواف کرنا اور اللہ سے دعا مانگنا وہاں اور بوسہ دینا اور روشنی کرنی اور مجاور بن کر بیٹھنا اور وہاں کے پانی کا تبرک کرنا اور رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور حرم کی تعظیم کرنی اور مانند اسکے پس جو کوئی نبی یا ولی کی قبر یا آثار و مشاہد سے اور اُس چیز سے کہ نبی یا ولی سے علاقہ رکھتی ہو ان میں سے کوئی کام کرے سجدہ رکوع اُنکے واسطے مال خرچ کرنا یا نماز پڑھنا روزہ رکھنا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا سفر کا قصد کرنا بوسہ دینا رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں پھرنا خیمہ کھڑا کرنا پردہ لٹکانا کپڑے سے چھپانا۔

والله عاد من الله ههنا والمجاوزة و
التعظيم حواليه واعتقاد كون ذكر غير
الله عبادة وتذكاره في الشدائد ودعاؤه
بنحو يا محمد يا عبد القادر يا احمد يا
سمان فقد صار مشركا وكافرا بنفس
هذه الاعمال سواء اعتقد استحقاقه
لهذا التعظيم بذاته اولا والرابع
الاشراك في العادة اعني تعظيم الغير
في افعال عادية بما يجب لله تعالى مثل
الحلف باسم الله تعالى والتسمية
بعبد الله واخلاص النذر والصدقات
لله وامثال ذالك فمن حلف بغير الله
اوسمى ولده عبد الرسول او عبد النبي
اونذر لغير الله او تصدق لغير الله او
قال نذر الله ورسوله وصدقة الى
الله ورسوله فقد صار مشركا كافرا
وها انا اذكر الاقسام الاربعة واثبت
ماذكرت كلها بالآيات والاحاديث
في الفصول الآتية ۔

وہاں اللہ سے دعا مانگنا اُسکے پاس بیٹھ
رہنا آس پاس کی تعظیم کرنا اللہ کے سوا کسی کے
ذکر کو عبادت اور ثواب جاننا سختیوں میں
یاد کرنا یا محمد یا عبد القادر یا احمد یا سمان کہنا
سو صرف ان کاموں سے مشرک کافر ہو جاتا
ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ وہ بالذات اس تعظیم
کے مستحق ہیں یعنی آپ ہی اس تعظیم کے لائق
ہیں۔ خواہ یوں نہ سمجھے ہر طرح شرک ثابت
ہوتا ہے چوتھا شریک کرنا عادت میں یعنے
عادت کے کاموں میں غیر کی تعظیم کرنا جو اللہ
کے واسطے چاہیے جیسے قسم کھانا اللہ کے نام
کی اور عبد اللہ نام رکھنا اور نذر و نیاز کرنا
نرے اللہ کے واسطے اور مانند اسکے پس
جو قسم کھاوے غیر اللہ کی یا اپنے بیٹے کا نام
عبد الرسول عبد النبی رکھے یا اللہ کے سوا اور
کیلئے نذر کرے یا صدقہ دے غیر اللہ کے واسطے
یا کہے کہ یہ نذر اللہ و رسول کی ہے اور صدقہ
ہے اللہ و رسول کی طرف پس مشرک و کافر
ہو جاتا ہے سو اب ان چاروں طرح کے
شرک کو بیان کرتا ہوں اور جو میں نے ذکر کیا اُن سب باتوں کو آیات و احادیث سے
اگلی فصلوں میں ثابت کرتا ہوں۔

فائدہ ۸۔ تقویۃ الایمان میں بعینہٖ اسی مطلب کو لمبی چوڑی تقریر میں بڑی آب و تاب سے
بیان کیا ہے طول کے سبب نقل نہیں کیا گیا۔

قالوا هذا تشريع جديد مخالف لما
جاء به النبي صلى الله عليه واله وسلم
وفهمه الصحابة والتابعون وتبعهم
وصار مذهب اهل السنة فانهم صرحوا
في كتب العقائد ان الشرك هو اثبات
الشريك في الالوهية اما بمعنى وجوب
الوجود كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة
كعبدة الاصنام فمدار الشرك وركنه
هو اعتقاد تعدد الاله كما ان التوحيد
اعتقاد وحدة الاله قال الله تعالى
وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا
يُشْرِكُونَ ۝ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى أَإِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَقَالَ
أَمْ لَهُمْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُونَ ۝ وَكَانَ شِرْكُ الْعَرَبِ هُوَ
هٰذَا كَمَا حَكَى اللّٰهُ تَعَالَى بِلِسَانِهِمْ أَجَعَلَ
الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا نئی شریعت
نکالی ہے مخالف اُس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لائے اور صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین نے سمجھا اور اہل سنت کا مذہب
ہو گیا کہ انہوں نے عقائد کی کتابوں میں کھول
کر لکھ دیا ہے کہ شرک ثابت کرنا شریک کا
ہے اُلوہیت میں یعنی کئی اِلٰہ ماننا بمعنے
وجوب وجود کے یعنی کئی واجب الوجود ماننا جیسے
مجوسی کہ دو واجب الوجود کہتے ہیں ایک پیدا
کرنیوالا خیر کا ایک پیدا کرنیوالا شر کا یا استحقاق
عبادت میں یعنی کئی مستحق عبادت کے ہیں جیسا
بُت پرست کہتے ہیں پس مدار شرک کا اور رکن
یعنی وہ چیز کہ جس کے ہونے سے شرک ہوا اور نہ
ہونے سے نہ ہو اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ
کئی ہیں جیسے کہ توحید اللہ کا ایک اعتقاد کرنا
ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں حکم کئے گئے مگر کہ
عبادت کریں ایک اللہ کی نہیں ہے اللہ مگر
وہی پاک ہے اور بڑا ہے اس سے کہ شریک ٹھیراتے

ہیں شرک اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کیا کوئی الٰہ ہے ساتھ اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور فرمایا
* کیا اُنکے واسطے کوئی اِلٰہ ہے سوائے اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور عرب کے مشرکوں کا

۔ اللہ تعالیٰ نے کہ کیا کوئی الٰہ ہے ساتھ اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور فرمایا *

عُجَاب ٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلٰى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ٥ وقال قل لو كان فيهما الهة كما يقولون وروى ابن جرير لما نزلت بالمدينة والٰهكم اله احد وسمعها كفار مكة تعجبوا وقالوا كيف يسع الناس الله واحد وان محمدا يقول الٰهكم الله واحد۔

شرک یہی تھا کہ کئی الٰہ مانتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی زبان سے حکایت کی کہ مشرکوں نے کہا کہ کیا کر ڈالا محمد نے سب الٰہ کو ایک الٰہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے اور چلا گیا ایک گروہ اُن میں سے کہ چلو اور صبر کرو اپنے الٰہ پر بیشک یہ بات ارادہ کی گئی ہے یعنی اس میں کچھ غرض ہے اور فرمایا کہ اگر ہوتے زمین و آسمان میں کئی الٰہ جیسا کہ مشرک کہتے ہیں اور روایت کیا ابن جریر نے جب نازل ہوئی مدینہ میں یہ آیت کہ اللہ تمہارا ایک ہے اور مکہ کے کافروں نے سُنا تعجب کیا کہ سب آدمیوں کا ایک الٰہ کیونکر ہو سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الٰہ تمہارا ایک ہے۔

فائدہ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی صالح و ابو الشیخ روایت کردہ اند کہ چون این آیۃ در مدینہ نازل شد کافران مکہ این را شنیدہ خیلے تعجب کردند و گفتند کہ کیف یسع الناس الله واحد وان محمدا يقول الٰهكم الله واحد فليأتنا بآية ان كان من الصادقين۔

قال النجدي الفصل الثاني في رد الاشراك في العلم

کہا نجدی نے دوسری فصل اشراک فی العلم کے رد میں۔

قالوا علمه تعالى مثل سائر الصفات الذاتية ليس مدار الشرك شرعا وان كان حصوله لغيره باطلا فليس كل باطل شركا وفسره في الفصل الاول بانه اثبات مثل علم الله لغيره بكونه

کہا علمائے اسلام نے علم اللہ تعالیٰ کا مثل سب صفتوں کے مدار شرک کا شرع میں نہیں ہے اگرچہ حاصل ہونا اُس کا غیر کو باطل ہے کہ ہر باطل شرک نہیں ہے اور تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العلم کی پہلی فصل میں اس طرح کہ وہ ثابت کرنا اللہ کے سے علم کا ہے غیر کو ہر مکان میں

حاضراً وناظراً في كل مكان ومطلعاً على كل شيء ثم فرع عليه قوله فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبي او ولي فيطلع هو عليه صار مشركاً انتهى ولا يخفى ان هذا التفريع فاسد فان المفرع عليه الاطلاع على كل شيء والتفريع اطلاع النبي على ذكر ذاكره وهو ليس كالاطلاع على كل شيء۔

حاضر و ناظر ہونے میں اور ہر شے پر مطلع ہونے میں پھر اس پر کہا کہ جو اعتقاد کرے کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نام نبی یا ولی کا تو اُن کو خبر ہو جاتی ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے اور کُھلا ہوا ہے کہ نجدی نے جو اس پر یہ دعویٰ بنایا ہے فاسد ہے کیونکہ پہلے تو کہا ہر شے پر مطلع ہونا شرک ہے اور پھر اس بناء پر جو کہا کہ نبی ولی کا مطلع ہونا ذاکر کے ذکر پر شرک ہے نہیں بنتا کیونکہ ذکر ذاکر پر مطلع ہونا ہر شے پر مطلع ہونا نہیں ہے۔

قال النجدي قال الله تعالى وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو وقال الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون وقال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير وقال الله قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انکو مگر وہی اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ نہیں جانتا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتا کہ کب اُٹھائے جائیں گے اور کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ علیم خبیر ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کہ نہیں مالک ہوں اپنے نفس کے واسطے نفع اور ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب کو تو بہت لیتا میں بھلائی سے اور نہ پہنچتی مجھ کو بُرائی۔

ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون

نہیں ہوں میں مگر نذیر و بشیر واسطے قوم مؤمنین کے پس یہ آیتیں اور مانند اُن کے صریح ہیں اس میں کہ علم غیب خاص ہے اللہ کو دوسرے کو نہیں ہے۔

فہذہ الآیات وامثالہا صریحۃ فی اختصاص علم الغیب باللہ ونفیہ عن غیرہ۔

قالوا یظہر من ہذہ الآیات اختصاص علم الغیب باللہ تعالیٰ و نفیہ عن غیرہ لکونہ مدار الشرک والغیب الخاص بہ تعالیٰ ہو الغیب المطلق لا الغیب الاضافی وعلم تمام اللوح المحفوظ ایضاً غیب اضافی ثبت حصولہ لغیرہ باعلامہ ولیس غیباً مطلقاً کما ہو مصرح فی کتب الحدیث والتفسیر وقال اللہ تعالیٰ لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الا یرون کلمۃ الاستثناء فی کلام اللہ تعالیٰ وقال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔

کہا علمائے اسلام نے ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے علم غیب کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کو اور نہ ہونا غیر کو نہ یہ کہ علم غیب کا مدار شرک کا ہے اور غیب جو خاص ہے اللہ تعالیٰ کیلئے وہ غیب مطلق ہے نہ غیب اضافی اور تمام لوح محفوظ کا علم بھی غیب اضافی ہے کہ علم اُس کا اور کو سوائے خدا کے اُسی کے اعلام سے ثابت ہے اور غیب مطلق نہیں ہے جیسا کہ حدیث و تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں مطلع کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو پسند کرتا ہے پیغمبر سے کیا نہیں دیکھتا نجدی حرف الا کہ کلمہ استثنا کا ہے اللہ تعالےٰ کے کلام میں یعنی جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے اُسکو اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے

اور فرمایا کہ اللہ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا و لیکن اللہ اپنے پیغمبروں سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔

فائدہ۔ شاہ عبدالعزیز نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "غیب نام چیز نیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر نا بمشاہدہ و وجدان دریافت

شود [illegible] آں [illegible] در تعقل و فکر دینیایہ تا بیداہت و استدلال دریافت شود و این غیب [illegible] می باشد پیش کور مادر زاد عالم الوان غیب است و عالم اصوات و نغمات در حق اں شہادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش فرشتگان الم گرسنگی و تشنگی غیب است دوزخ و بہشت شہادت ولہذا این قسم را غیب اضافی گویند و آنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل آمدن قیامت و احکام کونیہ و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و مثل [illegible] و صفات او تعالےٰ علی سبیل التفصیل و این قسم غیب را غیب [illegible] او تعالےٰ شانہ نامند فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ و خطا بکلی دراں اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع او ان کذا ئی ست کہ او را اظہار شخص بر غیب تواں گفت۔ الی آخرہ قال صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیۃ نوشتہ و فی ہذہ ابطال الکرامات لان الذین تضاف الیہم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل لیکن باوجود ادعائے دانشمندی این حرف از و بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ این آیتہ نفی اطلاع بر غیب بوجہیکہ رفع تلبیس و اشتباہ بکلی دراں حاصل باشد از پیر رسولاں میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جائے آنکہ کرامات دیگر را ابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخص بر غیب چیزے دیگر و اظہار غیب بر شخص چیزے دیگر از نفی آں نفی این لازم نمی آید و اولیاء را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جائز و واقع است" اور بھی وہاں لکھا ہے۔

"و بعضے از ایشان گفتہ اند کہ حصر بملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع بر غیب خاصۂ پیغمبران است و اولیاء را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود" اور بھی لکھا ہے۔

"و بعضے از قدماء مفسرین اہل سنت گفتہ اند کہ مراد از غیب لوح محفوظ

است واطلاع برلوح محفوظ هیچکس را سوائے پیغمبران حاصل نمی شود ولیکن درین کلام خلل است زیرا کہ اولاً اطلاع برلوح محفوظ بمعنی مطالعۂ آن لوح ونقوش بطریق صحیح مروی نیست کہ پیغمبرے را بوجہ باشد بلکہ از اخبار صحیحہ اختصاص این امر بحضرت اسرافیل است واو شان رسول نیستند دوم اینکہ مراد از اطلاع برلوح محفوظ اطلاع بر موجودات نفس الامریہ است کہ قبل از ظہور موجودات در خارج حاصل شود گو بمطالعہ نقوش لوح باشد یا بے مطالعہ زیرا کہ مراد از اطلاع برکتاب اطلاع بر مضامین مرقومہ دران کتاب می شود نہ دیدن نقوش واین معنی اولیاء اللہ را نیز حاصل میگردد پس دیدن ونہ دیدن برابر شد سوم آنکہ اطلاع برلوح محفوظ بمطالعہ ودیدن نقوش ہم از بعضے اولیاء اللہ بتواتر منقول است پس اختصاص وحصر صحیح نخواہد شد۔

قال النجدی فمن اثبت لغیر اللہ علماً بالغیب کان او نبیاً او ملکاً او جنیاً او ولیاً او صنماً فقد اشرک باللہ۔

کہا نجدی نے پس جو ثابت کرے غیب کا علم اللہ کے غیر کو نبی ہو یا ولی صنم ہو یا وثن فرشتہ ہو یا جن پس مشرک ہو گیا۔

قالوا ھذا کان موقوفاً علی کون علم الغیب مداراً للشرک ولم یثبت

کہا علمائے اسلام نے یہ حکم جو نجدی نے کیا موقوف تھا اس پر کہ علم غیب مدار شرک کا ہو شرع میں اور یہ بات ثابت نہیں ہوئی۔

قال النجدی فمن قال یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ یا محمد ادع اللہ فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل اللہ بک واتوجہ الی اللہ بک وکل من ناداہ فقد اشرک شرکاً اکبر۔

کہا نجدی نے پس جو کہے یا رسول اللہ میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا محمد اللہ سے دعا کرو میری حاجت بر آنے میں یا محمد میں سوال کرتا ہوں اللہ سے تمہارے وسیلہ سے اور متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی طرف تمہارے واسطے سے اور جو پکارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس مشرک ہو گیا بڑے شرک کا۔

قالوا افتراء واجتراء فی الدین فانہ جائز الم یسمع کیف علم النبی ضریراً

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا ہے افترا ہے اور جرأت کرنا دین میں ہے کہ جائز کو کفر وشرک کہہ دیا کیا نجدی نے نہیں سنا کہ کس طرح تعلیم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ثم علم عثمان بن حنیف بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی خلافۃ عثمان [illegible] حاجۃ صلوۃ الحاجۃ وفیہ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی قضاء حاجتی ھذہ لتقضی لی وھو مذکور فی کتب الحدیث وعمل علیہ السلف من الصحابۃ والتابعین وصلحاء کل عصر۔

ایک اندھے کو پھر تعلیم کی عثمان بن حنیف نے کہ بڑے صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان کی خلافت میں حاجتمند کو نماز حاجت اور اُس میں ہے کہ یا محمد بیشک میں متوجہ ہوا تمہارے واسطے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بر آنے میں تاکہ وہ حاجت بر لائی جائے میرے واسطے اور یہ مذکور ہے حدیث کی کتابوں میں اور اس پر عمل ہے سلف اور صحابہ اور تابعین اور ہر عصر کے صالحوں کا۔

فائدہ۔ مولوی محمد موسیٰ صاحب مرحوم خلف الصدق مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم نے رسالہ حجۃ العمل میں لکھا ہے حضرت جناب خاتمۃ العلماء حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز در رسالہ بیان در باب شرک بودن استعانت از غیر خدا نوشتہ اند

اعلم ان الاستعانۃ بغیر اللہ انما تکون علی وجہین احدھما ان یکون فی زعمہ الاستقلال فی التاثیر والایجاد ولا شبہۃ انہ شرک وثانیھما ان یکون علی وجہ الاعانۃ والارشاد بوجہ التدبیر والشفاعۃ او لدفع الشر ولا شبہۃ انہ لیس بشرک اذ ورد فی الاحادیث یا عباد اللہ اعینونی ویا محمد انی اتوجہ بک الی ربی وورد فی عد الحسنات اعانۃ الملھوف وکذا ابتغاء الرزق عند غیر اللہ علی وجہ

جاننا چاہیے کہ غیر خدا سے مدد چاہنا اور دعا کرنا دو طور پر ہے ایک یہ کہ ایجاد و تاثیر میں غیر کو مستقل سمجھے یہ بے شبہ شرک ہے دوسرا اعانت و ارشاد کے یا واسطے دفع شر کے اور یہ بیشک شرک نہیں ہے کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے اے بندو اللہ کے مدد کرو میری اے محمد بے شک میں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے واسطے سے اللہ کی طرف اور مضطر کی مدد کرنا حدیث میں حسنات کے شمار میں ہے اور ایسے ہی چاہنا رزق کا اللہ کے غیر کے پاس بطریق

المواسات والمراعات ليس من الشرك في شيئي وانما هو بسبب عادي مشروع والحال ان اعتقاد التاثير القدسي لا يوجب الشرك بخلاف التاثير الخلقي والفرق بينهما في العرف ظاهر ويقال رزق الامير فلاناً ويراد اعطاء المال او فرض الراتب وكذا يقال شفى الطبيب المريض۔

مواسات ومراعات میں شرک نہیں ہے بسبب عادت مشروعہ کے ہے اور حال یہ ہے کہ تاثیر قدسی کا اعتقاد موجب شرک نہیں ہے، بخلاف تاثیر خلقی کے اور فرق دونوں میں ظاہر ہے عرف میں اور کہا جاتا ہے رزق دیا امیر نے فلانے کو اور ارادہ کیا جاتا ہے مال کا دینا یا کچھ مقرر کر دینا اور ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ شفا دی طبیب نے مریض کو۔

مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ اسرار المحبۃ میں لکھا ہے۔

المحبة مع الاحياء الحاضرين نافعة عاجلاً واجلاً واما مع الاموات فنافعة في الاجل البتة بشرط الاهلية والايمان واما في العاجل فبشرط دوام التوجه وتخلية القلب معه في الخلوات ومداومة ذكره وكثرة النداء له والبر معه بارسال الثواب اليه والاحسان الى اهله فذلك كثيرا ما يفتح باب الاويسية ويعطي منفعة الصحبة

محبت زندوں سے نافع ہے دُنیا و آخرت میں اور مُردوں سے پس آخرت میں نفع کرنے والی ہے یقیناً بشرط اہلیت و ایمان کے یعنی وہ شفیع ہونگے لیکن دنیا میں پس نفع محبت مردوں کا اس شرط سے ہے کہ ہمیشہ اُس مردے کی طرف متوجہ رہے اور اپنے دل کو خلوتوں میں اُس کے ساتھ اکیلا رکھے اور ہمیشہ اُس کا ذکر کرتا رہے اور اُس کو بہت پکارا کرے اور اُسکے ساتھ نیکی کیا کرے اُسکو ثواب پہنچانے سے اور اُسکے لوگوں کے ساتھ احسان کرنے سے پس یہ بات اکثر سے کھول دیتی ہے دروازہ اویسیت کا اور عطا کرتی ہے صحبت کی منفعت۔

شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے۔

اخبرني الشيخ ابوطاهر عن القشاشي انه كتب[1] الى النبي صلى الله عليه وسلم

خبر دی مجھ کو میرے اُستاد شیخ ابو طاہر نے استاد قشاشی سے کہا کہا انہوں نے لکھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو

[1] لعل الصحیح انکتبی ۱۲

كتابا في بعض حاجاته صورته يا رسول الله صلى الله عليك انت اقرب الي مني ام هذا فبحق تربك مني وان بعدت الا ما اشفع لي في قضاء حاجتي كلها الدنيوية والاخروية

عرضی اپنی کسی حاجت میں عبارت اس کی یہ ہے یا رسول اللہ تم پر درود بھیجے اللہ تعالےٰ تم نزدیک تر ہو میری طرف مجھ سے یا یہ پس ساتھ حق قرب اپنے کے مجھ سے اگرچہ بعید ہوں شفاعت کیجئے میرے لئے اور میری سب حاجتیں دنیا و آخرت کی بر آنے کے لئے۔

اور اُسی کتاب میں لکھا ہے " بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور مے کنند اول دو رکعت نفل بعد ازان یکصد و یازدہ بار درود بعد ازان یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی۔"

اور اس کتاب کو بنایا ہے واسطے جمع کرنے کلمات اور حالات اولیاء اللہ کے اور اپنی نسبت اُن سے ثابت کرنے کے لئے اور اسے نقل کر کے رد و ابطال نہیں کیا پس اس کا مسلم ہونا مصنف کے نزدیک ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں شیخ محمد اپنے جدِ امّ کے باب میں لکھتے ہیں۔

" محمد وارث ذکر کرد کہ مرا سفرے پیش آمد بر جناب ایشان رجوع کردم بشارت عاقبت دادند اتفاقاً دران سفر شبے قطاع الطریق ہجوم کردند و خوف ہلاک مستولی شد بجناب ایشان متوجہ شدم دران حالت مرا نوم گرفت ایشان را در منام دیدم کہ میفرمایند فلانے ترا کہ منع کردہ است۔ مترس برخیز و برو و دو عدد کدو کہ نہشتہ است از حلاوت مرا عنایت فرمودند چون بیدار شدم ہر دو عدد البعینہ یافتم برخاستم و سوار شدم و راہِ خود گرفتم ہمہ قطاع الطریق از من غافل ماندند ہیچ کس متعرض نہ شد و آن کدو مدتہا با من ماند۔"

قال النجدي فانه اعتقد ان محمدا يعلم ويطلع على دعائه ونداائه۔

کہا نجدی نے کیونکہ اُس نے اعتقاد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم و اطلاع ہے اُس کی دعا و ندا سے۔

قالوا اسمع ايها الجاهل ان اعتقاد اطلاع احد في البرزخ على تمام العالم الترابي ايضا ليس غيبا مطلقا وخاصا به سبحانه بل هو غيب اضافي الم تسمع قوله صلى الله عليه وسلم صلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم انظر الى ما قال العلماء في شرحه

کہا علمائے اسلام نے سُن اے جاہل کہ اعتقاد کسی کے مطلع ہونے کا برزخ میں تمام عالم زمین پر بھی غیب مطلق جو خاص ہے واسطے خدا کے نہیں ہے بلکہ غیب اضافی ہے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ درود بھیجو مجھ پر کہ درود تمہارا مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں ہو تو دیکھ کیا کہا ہے علماء نے اسکی شرح میں۔

قال النجدي من بعيد كما عن قريب وهل هذا الا اشراك۔

دور سے جیسے ہے ایسا ہی ہے نزدیک سے اور یہ شرک ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں آیۃ کریمہ ومن اضل ممن يدعو الخ کے بیان میں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک نہیں ثابت ہوا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا۔

قولوا يعني ان الاطلاع من بعيد كما ... کہا علمائے اسلام نے مقصد نجدی کا یہ ہے

ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے قال القاضي وذالك ان النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملاء الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفيه سر يطلع عليه من تيسر له ذالك

یعنی قاضی نے کہا ہے اس طرح ہے کہ نفس پاک جب بدنی علاقہ سے خالی ہوتے ہیں عروج کرتے ہیں اور ملاء اعلیٰ میں مل جاتے ہیں اور ان کو کچھ حجاب باقی نہیں رہتا سو کل کو دیکھتے ہیں مانند مشاہدہ کے آپ یا فرشتے کی خبر دینے سے اور اس میں سر ہے جس کو حاصل ہے وہ جانتا ہے ١٢۔

عن قريب مختص بالله تعالى فاثباته لغيره شرك ولا يدري هذا الجاهل ان القرب والبعد لا يتصور في حضرة الله تعالى فان نسبته الى جميع الامكنة على السواء والمراد بالقرب الواقع قرب المنزلة فالنجدي اختار مذهب المجسمة المثبتين له تعالى شانه مكانا وجهة واتصالا مكانيا وقربا جسمانيا للعبد منه سبحانه عما يقول الظالمون وكل ذالك مردود عند اهل السنة والتفصيل في كتب العقائد۔

کہ اطلاع دور سے جیسے کہ قریب خاص ہے اللہ کے ساتھ پس اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور یہ نجدی جاہل نہیں جانتا کہ قرب بعد اللہ کی بارگاہ میں ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نسبت اسکی سب مکانوں سے برابر ہے اور قرب کہ اسکے کلام میں واقع ہے اس سے مراد قرب منزلت ہے پس نجدی نے اختیار کیا مذہب مجسمہ کا کہ ثابت کرتے ہیں واسطے اللہ پاک کے مکان اور جہت اور اتصال مکانی اور قرب جسمانی بندے کو اللہ پاک کے ساتھ اور یہ بات مردود ہے اہل سنت کے مذہب میں اور تفصیل عقائد کی کتابوں میں ہے۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت و جماعت عقیدہ بست و یکم بندہ را اتصال مکانی و قرب جسمانی با حضرت حق تعالیٰ متصور نیست قربیکہ در انجا متصور است بدرجہ و بمنزلت و خوشنودی است و بس ہمین است مذہب اہل سنت۔

قال النجدي وقد نص الله على هذا بقوله ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم عن دعائهم غافلون۔

کہا نجدی نے اور تحقیق نص کی اللہ نے اوپر اس کے اپنے قول کو اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے کہ پکارتا ہے سوا اللہ سے اس کو کہ نہ قبول کریگا اس کیلئے قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وبقوله ام لهم ايد يبطشون بها

اور اپنے قول کو کیا ان کے ہاتھ ہیں کہ بطش کرتے

ام لهم ارجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

ہیں اُن سے کیا اُن کے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں اُن سے کیا اُن کے کان ہیں کہ سنتے ہیں اُن سے کیا اُنکی آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں اُن سے۔

قالوا هٰذه الآيات في حق الاصنام فجعلها انصافي حق من يعرض عليه اعمال امته كل يوم غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم ويستغفر لهم ويرد سلام كل من سلم عليه ولو كانوا في كل لمحة اكثر من الف الف ويبلغه صلوة المصلين حيث كانوا في مشارق الارض ومغاربها كفر صريح والحاد قبيح۔

کہا علماء نے یہ آیتیں بتوں کے حق میں ہیں پس ان آیتوں کا اُس ذات پاک کے حق میں کہ عرض کئے جاتے ہیں اُس پر عمل ساری اُمت کے ہر صبح وشام پس پہچانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کو اُنکی صورت اور عملوں سے اور استغفار فرماتے ہیں اُمت کے واسطے اور جواب دیتے ہیں سلام کا سب سلام کہنے والوں کے اگرچہ ہر لمحہ میں زائد لاکھوں سے ہوں اور پہنچتا ہے اُنکو درود بھیجنے والوں کا جہاں سے کہ ہو زمین کے مشرقوں اور مغربوں سے کفر صریح اور الحاد قبیح ہے۔

فائدہ۔ شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جہاں بیان کئے طریقے مناظرہ قرآن کے مشرکین کے ساتھ لکھا ہے۔ "اما بیان شفاعت وعبادت اصنام وسقوط احجار از مراتب کمالات انسانیہ است فکیف مراتب الوہیۃ واین جواب سوق است برائے کسانیکہ اصنام را معبود ذاتی انگارند" اور بھی اسی کتاب میں ہے۔

"صورتہا از سنگ وصفر وروئیں ومثل آں تراشیدہ قبلہ توجہ بآں ارواح ساختند وجاہلاں رفتہ رفتہ آں سنگہارا بذاتہا خود معبود انگاشتند وخلط عظیم راہ یافت" اور حجۃ البالغہ میں لکھا ہے۔

والمشركون وافقوا المسلمين في تدبير الامور العظام وفيما ابرم وجزم ولم يترك لغيره خيرة ولم يوافقوهم في

مشرک موافق تھے مسلموں کے بڑے کاموں کی تدبیر میں اور اُس میں کہ خدا کو ضرور کرتا ہے اور کسی کو اختیار نہ دیا ہے اور باقی باتوں

سائر الامور وذهبوا الى ان الصالحين من قبلهم عبدوا الله وتقربوا اليه فاعطاهم الله الالوهية فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله۔ پھر کہا۔

میں موافق نہیں ہوئے اور کہا کہ اگلے اچھے بندوں نے اللہ کی بندگی کی اور اُسکی طرف نزدیک ہوئے پس اللہ نے اُنکو الوہیت کا خلعت دیدیا پھر مستحق ہو گئے عبادت کے ساری خلق سے

وقالوا لا تقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق في غاية التعالي فلا يفيد عبادته تقربا بل لابد من عبادة هٰؤلاء ليقربوا الى الله زلفى وقالوا هٰؤلاء يسمعون ويبصرون ويشفعون لعبادهم ويدبرون امورهم وينصرونهم فنصبوا على اسمائهم احجارا وجعلوها قبلة عند توجههم الى هٰؤلاء فخلف من بعدهم خلف فلم ياتوا الفرق بين الاصنام وبين من هو له صورته فخلطوا فظنوها معبودات باعيانها ولذلك رد الله تعالى عليهم تارة بالتنبيه على ان الحكم والملك له خاصة وتارة ببيان انها جمادات ألهم ايد يبطشون بها ام لهم ارجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

اور کہا مشرکوں نے کہ اللہ کی عبادت مقبول ہی نہیں ہوتی بے ملانے اُنکی عبادت کے بلکہ اللہ بہت بلند ہے اُسکی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا بلکہ عبادت اُنہیں کی چاہیئے کہ اللہ کی طرف نزدیک کر دیں اور وہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور شفاعت کرتے ہیں اپنے عبادت کرنیوالوں کی اور اُن کے کاموں کی تدبیر کرنے میں اور مدد کرتے ہیں پس کھڑے کئے اُنکے نام پر پتھر اور قبلہ بنایا اُنکی طرف توجہ کا پھر پیچھے آئے وہ کہ بُت میں اور اُس میں کہ جس کی صورت ہے فرق نہ سمجھے اور اُن پتھروں ہی کو بالذات معبود سمجھے اسی واسطے اللہ نے اُن پر رد کیا کبھی اس طرح کہ وہ جماد ہیں کیا اُنکے ہاتھ ہیں کیا پاؤں ہیں یا کان آنکھ ہیں۔

فائدہ۔ یہاں سے معلوم ہو گیا کہ موافق لکھنے شاہ ولی اللہ کے جو آیتیں کہ پتھر پتیل وغیرہ[1]

---

[1] حضرت غوث زمان پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "الحاصل اصنام اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے۔ اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات اصنام کے حق میں وارد ہیں انکو انبیاء و اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بڑی تحریف ہے جیسا کہ صاحب تقویۃ الایمان اسکا مرتکب ہوا ہے (اعلاء کلمۃ اللہ باب چہارم ص ۱۷۱) شرف قادری

جمادات کے حق میں ہیں۔ مولوی اسمٰعیل وغیرہ کے دین والوں نے اُن آیتوں کو کاملوں کی ارواح کے حق میں ٹھیرا دیا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ارواح کا شاہ ولی اللہ وغیرہ کے کلام سے نقل کر دیا جائے۔ سنو کہ شاہ ولی اللہ کتاب حجۃ بالغہ میں لکھتے ہیں

فاذا مات انقطعت السلافات ورجع الی مزاجه فیلتحق بالملائکة وصار منهم وأُلهِمَ کالهامهم ویسعیٰ فیما یسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء کلمة الله ونصر حزب الله وربما کان لهم لمة خیر بابن آدم وربما اشتهیٰ بعضهم الی صورة جیدة اشتیاقاً شدیداً ناشئاً من اصل جبلة فتفرع ذالک بابا من المثال واختلطت به قوة منه بالنسیمة الهوائیة وصار کالجسد النورانی وربما اشتاق بعضهم الی مطعوم ـ نحوه فامد فیما اشتهیٰ قضاء لشوقها۔

جب مرتا ہے علاقے ٹوٹ جاتے ہیں اور رجوع کرتا ہے اپنے مزاج کی طرف اور مل جاتا ہے فرشتوں سے اور ہو جاتا ہے انہیں میں سے اور الہام کرتا ہے جیسے فرشتے کرتے ہیں اور جس کام میں سعی کرتے ہیں آپ سعی کرتا ہے اور مشغول ہوتے ہیں یہ لوگ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں اور اللہ کے گروہ کی مدد کرنے میں اور خبر پہنچانے میں آدمیوں کو اور کوئی چاہتا ہے جسم میں صورت پکڑنے کو وہ جسم نورانی ہو جاتا ہے اور کوئی مشتاق ہو جاتا ہے کھانے کا ـ سو اس کو دیا جاتا ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے۔

واذا مات الانسان کان للنسمة نشاة اخری فینشئ فیض الروح الالهی فیها قوة فیما بقی من الحس المشترک تکفی کفایة السمع والبصر والکلام بمدد من عالم المثال

جب مرتا ہے آدمی ہوتی ہے روح کو ایک اور پیدایش کہ پیدا کرتا ہے اللہ کا فیض اسکے حس مشترک میں کہ باقی رہتی ہے ایک اور قوت کہ اس قوت سے ہوتی ہے سمع و بصر و کلام ساتھ مدد کے عالم مثال سے۔

شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "در روایات آمده که هر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع میسازند که فلانے امروز چنیں میکنند و فلانی چنان تا روز قیامت ادائے شهادت تواند کرد" تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔

حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکل و بدون کار میکنند و

مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند۔

قال النجدی وعن عائشة قالت من اخبرک ان محمداً یعلم الخمس التی قال الله تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة الآیة فقد اعظم الفریة۔

کہا نجدی نے۔ کہا عائشہ نے جو کہے تجھ سے کہ محمد جانتے تھے، اُن پانچ باتوں کو کہ اللہ تعالےٰ نے مذکور کی ہیں۔ پس اُس نے بڑا افتراء کیا۔

ـه ابن حجر نے فتوح مکیہ شرح منظومہ ہمزیہ فی قولہ ذات العلوم من عالم الغیب میں لکھا ہے من فیض عالم الغیب مصدر وصف به للمبالغة او بمعنی اسم الفاعل ای الغائب لکن بالنسبة الینا وانما بالنسبة الیه فالکل من عالم الشهادة لا بمعنی المفعول ای المغیب خلافاً لمن زعمه لان غاب لازم وخص بالذکر علی حد قوله تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الآیة لان العلم به اجم واظهر ولان اکثر علوم نبینا تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث المشهور ولانه تعالیٰ اختص به لکن من حیث الاحاطة والشمول لمنه بالکلیات والجزئیات فلا ینافی ذالک اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه علے کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن خمس لا یعلمهن الا الله لانها جزئیات فانکار المعتزلة لکن الک مکابرة لقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذالک ما لا یمکن عده سیما ما وقع لنبینا۔ ترجمہ فیض عالم غیب سے غیب مصدر ہے وصف کیا گیا واسطے مبالغہ کے یا بمعنی اسم فاعل کے یعنی غائب لیکن یہ نسبت ہمارے لیکن اللہ کی نسبت پس سب حاضر ہے نہ بمعنی اسم مفعول کے لئے مغیب کے برخلاف اُس شخص کے کہ زعم کرتا ہے کیونکہ غاب لازم ہے اور خاص کیا غیب کو ساتھ ذکر کے موافق قول اللہ برتر کے عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الآیة۔ یعنے نہیں غالب کرتا ہے اللہ اپنے غیب پر مگر جس کو کہ برگزیدہ کرتا ہے رسول سے کیونکہ جاننا غیب کا بڑا ہے تعظیم میں اور ظاہر تر اسلئے کہ اکثر علم ہمارے پیغمبر کے متعلق تھے غیب کے ساتھ بدلیل حدیث مشہور علمت علم الخ کے یعنے سکھایا گیا علم اگلوں اور پچھلوں کا اور اسلئے کہ غیب خاص ہے اللہ تعالیٰ کو بروجہ احاطہ و شمول کے واسطے جاننے اللہ کے کلیات و جزئیات کے پس یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ اطلاع کر دے اللہ اپنے بعض خواص کو اکثر مغیبات پر یہاں تک کہ اُن پانچ میں سے کہ فرمایا انکے حق میں پیغمبر نے پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے انکو کوئی سوا اللہ کے کیونکہ وہ جزئیات ہیں پس انکار معتزلہ کا اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ واقع ہوا انبیاء اور اولیاء کو یہ اُس قدر کہ نہیں ہے ممکن شمار اُس کا خاص کر ہمارے پیغمبر کو اور شرح وسع العالمین علماً الخ میں لکھا ہے علماً تمییز ای وسع علمه العالمین

قالوا ایها الجاهل اتم تمام الحدیث وهو هكذا قالت من اخبرك ان محمداً رأى ربه او كتم شيئاً مما امر به او يعلم الخمس التي قال الله تعالى فيها ان الله عنده علم الساعة الآية فقد اعظم الفرية فقولها اعظم الفرية تشير ان المخبر مفتر او كاذب فاين فيه انه مشرك وهل الافتراء والكذب عندك شرك مع ان اصل مسئلة الباب هو رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه ليلة المعراج وهي خلافية والجمهور على اثباتها وهو الراجح المختار عند اكثر العلماء الكبار واجابوا عن قول عائشة بانها ليست اعلم ممن اثبتها وقالت ما قالت استنباطاً واجتهاداً من قوله تعالى لا تدركه الابصار واجابوا ان الادراك هو الاحاطة فليس فيها نفي مطلق الرؤية وكذالك حالة اطلاعه صلى الله عليه وسلم على الخمسة خلافية قيل قبض النبي صلى الله عليه وآله

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تمام حدیث پڑھ اور وہ یوں ہے کہ کہا عائشہ نے کہ جو کہے کہ محمد نے دیکھا اپنے رب کو یا چھپایا کچھ حکم میں سے یا جانتے تھے ان پانچ چیزوں کو کہ اللہ نے مذکور کی ہیں وہ بڑا مفتری ہے مقصود حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ خبر دینے والا مفتری اور جھوٹا ہے اس میں شرک کا ذکر نہیں ہے کیا افترا کرنا اور جھوٹ بولنا اے نجدی تیرے نزدیک شرک ہے۔ باوجودیکہ اصل مسئلہ باب کا وہ دیکھنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اپنے رب کو معراج میں۔ اور یہ مسئلہ خلافی ہے اور جمہور نے اُسے ثابت کیا ہے۔ سو اکثر کے نزدیک وہی مختار ہے اور عائشہ کے قول سے اُنہوں نے جواب دیا کہ جن صحابہ نے ثابت کیا ہے حضرت عائشہ کو اُن سے زائد علم نہیں ہے اور حضرت عائشہ نے آیۂ کریمہ لا تدرکہ الابصار سے یہ بات نکالی اپنے اجتہاد سے اور جواب دیا اس طرح کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے پس دیکھنے کی نفی نہیں ہے۔ اسی طرح

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) من الانس والجن والملائكة لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين والآخرين ما كان منه وما يكون كما مرّ ترجمہ علماً تمیز ہے یعنے گھیر لیا نبی کے علم نے سب عالم کو آدمی فرشتے جن اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا عالم پر پس بتلا دیا علم اگلوں اور پچھلوں کا جو ہو چکا اور جو ہوگا جیسے گذرا۔

وسلم ولم يعلمها وقيل بل علمه الله واطلعه عليها ولم يأمره ان يطلع عليها امته كذالك مسئلة الروح۔

مسئلہ علم خمسہ اور روح کا بھی خلافی ہے

قال النجدي وعن النبي في الصحيح والله لا ادري وانا رسول الله ما يفعل بي ولا بكم فهذا الحديث صريح في انه كان لا يعلم امر خاتمته في حال حياته فكيف يعلم حال تلك المشركين بعد مماته

کہا نجدی نے نبی سے صحیح میں روایت ہے کہ کہا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا حالانکہ اللہ کا رسول ہوں کہ کیا کیا جاویگا مجھ سے اور تم سے پس یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ نبی نہیں جانتے تھے اپنے خاتمہ کا حال زندگی میں پس کیونکر جانے حال اُن مشرکین کا بعد مرنے کے۔

قالوا ايها الجاهل كيف تقول انه صلى الله عليه وآله وسلم كان لا يعلم امر خاتمته وقد قال الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر وعسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً ولسوف يعطيك ربك فترضى انا اعطيناك الكوثر واحاديث الشفاعة لامته وشفاعة امته اكثر من ان يحصى وكيف قلت فكيف يعلم حال امته بعد مماته الم تسمع انه صلى الله عليه وآله وسلم قال حياتي خير لكم تحدثون ويحدث لكم فاذا انا مت كان وفاتي خير لكم تعرض علي اعمالكم فان رأيتُ

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تو کیونکر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہ تھا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا بخش دیگا واسطے تیرے اللہ اگلے اور پچھلے گناہ اور پہنچا دیگا اللہ تجھ کو مقام محمود میں اور عطا کرے گا تجھ کو تیرا رب یہانتک کہ تو راضی ہوگا دیا ہم نے تجھ کو کوثر اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی اُمت کیلئے اور حدیثیں اُمت کی شفاعت کی شمار سے زائد ہیں اور کیونکر کہا تو نے اے نجدی جاہل کہ کیونکر جانے پیغمبر حال اُمت کا بعد مرنے کے کیا تُو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حیات میری بہتر ہے تمہارے لئے باتیں کرتے ہو باتیں کئے جاتے ہو اور جب میں مرونگا میری وفات بہتر ہوگی تمہارے واسطے عرض کئے جاویں گے مجھ پر تمہارے اعمال اگر اچھے دیکھونگا

خیراً حمدت الله وان رأیت شرا استغفرت لکم وقد ثبت عرض اعمال الاحیاء علی غیره صلی الله علیه وسلم ایضاً فی الاموات

قال النجدی وفی کتاب التوحید لنا الکبیر وفی فصول التوحید زیادة تحقیق وما یتفوه به عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایة التفصیلیة المستقلة ولاندعیه لانفی العلم باعلام الله الذی ندعیه اوانه کان فی اول الامر ثم القی الله علیه علم الاولین والآخرین وجعله مطلعا علی مایکون الی قیام القیمة وامثال ذلك الهفوات فهو ابتداع فی الدین۔

قالوا ماقال النجدی فی المعنے المراد ونقله فهو حق وهدایة من السلف والسواد الاعظم ویجب القبول به دفعا للتعارض ولکن لما کان مقنعا الامر دله ولم یهتد لتسلیم الحق عبر عنه بهفوة عقلاء مشرکی زمانه لعنة الله علیه یسمی ما صح عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم هفوة وابتداعا فی الدین الم یسمع انه صلے الله علیه واله وسلم علم علم الاولین

شکر کرونگا اور اگر برے دیکھونگا اللہ سے بخشش چاہوں گا تمہارے واسطے۔ اور بیشک ثابت ہوا عرض اعمال زندوں کا اور مُردوں کے بھی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

کہا نجدی نے اور ہماری بڑی کتاب التوحید میں اور فصول التوحید میں زیادہ تحقیق ہے اور وہ جو کہتے ہیں ہمارے زمانے کے عقلمند مشرک کہ مراد نفی علم و درایت تفصیلی مستقل کی ہے اور ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے نہ نفی علم کی اللہ کے علم دینے سے کہ ہم اس کا دعوے کرتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ پہلے کا حال ہے پھیر اللہ نے دیا اُن کو علم اولین و آخرین کا اور مطلع کردیا اُس پر کہ قیامت تک ہونیوالا ہے اور مانند اسکے پس یہ نئی بدعت نکالنا ہے دین میں۔

کہا علمائے اسلام نے وہ جو نجدی نے معنی مراد نقل کئے حق ہیں اور ہدایت ہے سلف اور سواد اعظم سے اُس کا ماننا واجب ہے تاکہ تعارض دُور ہو مگر جو کہ یہ جواب شافی تھا کہ رَد نہیں ہو سکتا اور نجدی نے ماننے کی ہدایت نہ پائی کہہ دیا کہ اس زمانہ کے عقلمند مشرک یوں کہتے ہیں لعنت اللہ کی اُس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے اس کو لغو اور بدعت نام رکھتا ہے کیا اُس نے نہیں سُنا

والآخرین قال الخفاجی واما ماوردانه صلے الله علیه واله وسلم علم علم الاولین والآخرین فلعله کان آخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل له الم تسمع مافی حدیث ابن اخطب وابن حذیفة فی الصحیح انه صلے الله علیه واله وسلم اخبر بما هو کائن الی یوم القیمة وفی الشفا وبحسب عقله کانت معارفه صلی الله علیه واله وسلم الی سائر ما علمه الله واطلعه علیه من علم مایکون وما کان وعجائب قدرته وعظیم ملکوته قال الله تعالے علمك مالم تکن تعلم وکان فضل الله علیك عظیما ه حارت العقول فی تقدیر فضله علیه وخرست الانس دون وصف یحیط بذالك اوینتهی الیه۔

قال النجدی ومخالف لتصریح السلف

قالوا ایها الملعون ما قالوا ثابت فی الصحاح من رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فکیف تغیرهم بمخالفة السلف سلف اهل السنة کلهم علیه

قال النجدی وکفاك قدوة فی ذالك شیخنا تقی الدین ابن تیمیة والموافقون من اتباعه رضوان الله علیهم اجمعین

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا۔ خفاجی نے کہا کہ وہ جو وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا پس شاید کہ یہ پچھلا حال تھا بعد عرض کر چکنے جبریل کے کیا نہیں سُنا تو نے وہ جو حدیث ابن اخطب اور حذیفہ میں ہے صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ جو ہونے والا ہے قیامت تک اور شفاء میں ہے کہ جیسی آپ کی عقل تھی ایسی ہی معلومات کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دیا علم مایکون و ماکان کا اور اپنے عجائب قدرت اور عظیم ملکوت کا حیران ہیں عقلیں اللہ کے فضل کی تقدیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور زبانیں گونگی ہیں اُسکے بیان میں۔

کہا نجدی نے اور مخالف ہے تصریح سلف کے

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون وہ جو جماعت نے کہا ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے صحاح میں پس کیونکر تو عیب لگاتا ہے اُن کو مخالفت سلف کا۔ اہل سنت کے سلف سب اسی پر ہیں

کہا نجدی نے اور کافی ہے پیشوا اس میں ہمارے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور اُس کے پیرو لوگ۔

قالوا كفاك لعنة اقتدائك بالشقي ابن تيمية اجمع علماء عصره على ضلاله و حبسه ونودي من كان على عقيدة ابن تيمية حل ماله ودمه۔

کہا علمائے اسلام نے کافی ہے تیرے ملعون ہونے کو پیروی کرنا تیرا شقی ابن تیمیہ کی وہ کہ اجماع کیا اُس کے عصر کے عالموں نے اُس کی گمراہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئی اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا اُس کا مال اور خون مباح ہے۔

قالوا دلله در الماوردي قد اماط الاذى عن طريق المؤمنين حيث قال لما كثر اخباره بالمغيبات وظهر اعجازه وقام حجة على المنكرين ازداد غيظهم وغمضوه صلى الله عليه واله وسلم بانه ادعى الرسالة اولاً ثم يريد ان نتخذه الهاً اخذوا في التهكم والاستهزاء بالسؤال عن كل شيئ متى يكون وكيف يكون فامره الله تعالى ان يقول ماكنت بدعا من الرسل وما ادري مايفعل بي ولا بكم يعني الله تعالى يظهر على رسله المغيبات ويخبرون بها وذالك من الاعجاز الذي يخصهم الله به ويعجز به المنكرين و كل ذالك باعلام الله واطلاعه فليس ما اقول امراً مبدعاً بل سنة الله الذي علّم آدم الاسماء كلها واري ابراهيم ملكوت السموات والارض وقال ابن مريم انبئكم بما تاكلون وتدخرون في بيوتكم

کہا علمائے اسلام نے ماوردی علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ مومنین کی راہ سے ایذا کو دُور کیا۔ اس بیان سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں بہت دیں اور معجزہ ظاہر ہوا اور منکروں پر حجت قائم ہوئی اور انکی دشمنی زائد ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرنے لگے کہ پہلے دعوی کیا پیغمبری کا۔ اب اللہ بنا چاہتا ہے اور ٹھٹھا کرنا شروع کیا۔ ہر ایک بات پوچھنے سے کہ کب ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ کہہ دو کہ مَیں نیا پیغمبر نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ہوگا مجھ سے اور تجھ سے یعنی اللہ اپنے پیغمبروں پر غیب ظاہر کرتا ہے اور وہ خبر دیتے ہیں اور یہ اُنکا معجزہ ہے اور اللہ کے دینے سے جانتے ہیں سو مَیں جو کہتا ہوں نئی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کا دستور یونہی جاری ہے۔ آدم کو سب اسماء تعلیم کئے ابراہیم کو ملکوت آسمان وزمین کا دکھلا دیا۔ عیسےٰ نے کہا جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں

وقال يعقوب اعلم من الله مالا تعلمون وما انا بدون اعلام الله فما ادري مايفعل بي ولا بكم والكفار لما سمعوا ذلك حملوا على غير محمله فقالوا هو لا يعرف مآله وامر خاتمته وسروا بذالك وتقاولوا فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر واخبر بمآل المؤمنين في الآية الاخرى بعدها وفي القرآن آيات كثيرة تدل على علمه صلى الله عليه وآله وسلم مآله ومآل اصحابه واهل بيته وعامة امته جزماً لا يحومه شبهة باعلام الله تعالى ووعده الصادق الغير المكذوب وكذالك جعلناكم امةً وسطاً لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً وقال عز وجل ليكون الرسول شهيداً عليكم وتكونوا شهداء على الناس وقال فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بك على هؤلاء شهيداً ۝ وقال عز و

ذخیرہ کرتے ہو سب کی تمکو خبر دیتا ہوں۔ یعقوب نے کہا مَیں جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے اور لیکن بغیر اللہ کے بتلانے کے سو مَیں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کیجاویگا اور تم سے کیا۔ کافروں نے جب سُنا اُسے حمل کیا غیر محمل پر اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مآل وخاتمہ کو نہیں جانتے اور خوش ہوئے اس بات سے اور اس کا چرچا کرنے لگے سو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اور خبر دی مومنین کے مآل کی اگلی آیت میں اور قرآن میں بہت آیتیں ہیں کہ اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اپنے مآل اور اپنے اصحاب واہلبیت اور تمام امت کا یقینی ثابت ہے۔ اب کہ شبہہ کو گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کے اعلام سے اور ایسے ہی گردانا ہم نے تمکو امت وسط کہ تم گواہ ہو آدمیوں پر اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ

ف۱ ۔ شفاء قاضی عیاض میں آیۂ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے بیان میں لکھا ہے قال المكي مخاطبة النبي صلى الله عليه وسلم ههنا هي مخاطبة لامته وقيل ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما امر ان يقول وما ادري ما يفعل بي ولا بكم سر بذالك الكفار فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر الآية و بمآل المؤمنين في الآية الاخرى بعدها قاله ابن عباس۔ (باقی صفحہ ۱۴۶ پر)

جل وللاٰخرۃ خیر لك من الاُولیٰ وقال ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ۔ روی انہ لما نزلت ھذہ الاٰیۃ قال علیہ السلام لا ارضیٰ حتیٰ ادخل کل امتی الجنۃ و قال عز وجل انا اعطیناك الکوثر وقال عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداہ عن ابن عمر فی حدیث الشفاعۃ فیمشی حتیٰ یاخذ بحلقۃ الجنۃ فیومئذ یبعثہ اللہ المقام المحمود الذی وعدہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اریت ما تلقیٰ امتی من بعدی وسفك بعضھم دماء بعض وسبق لھم من اللہ ماسبق للامم قبلھم فسألت اللہ ان یؤتینی الشفاعۃ یوم القیٰمۃ فیھم ففعل وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خیرت بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ لانھا اعم اترونھا للمتقین و لکنھا للمذنبین الخاطئین وعنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی احادیث الباب انا اول الناس خروجاً اذا بعثوا وانا خطیبھم اذا وفدوا وانا مبشرھم اذا یئسوا وانا شفیعھم اذا حبسوا لواء الحمد بیدی

"بیشک بہتر ہے آخرت تیرے واسطے اُولیٰ سے اور فرمایا عطا کریگا تجھکو تیرا رب اتنا کہ تو راضی ہو روایت ہے کہ اس آیت کو سُنکر فرمایا کہ میں راضی نہ ہوں گا جبتک ساری امت کو بہشت میں داخل نہ کرونگا۔ اور فرمایا کہ تجھ کو کوثر دیا اور مقام محمود دوں گا۔

حدیث شفاعت میں ہے کہ مقام محمود میں پہنچا دے گا جس کا وعدہ کیا تھا اللہ نے میں نے شفاعت مانگی سو اللہ نے دی اللہ نے مجھے مختار کیا شفاعت لُوں یا آدھی امت کو بہشت ملے میں نے شفاعت لی کہ سب کیلئے ہے

کیا تم متقیوں کے لئے جانتے ہو لیکن گناہگار خطا واروں کے لئے ہے۔ میں سب سے پہلے مبعوث ہوں گا اور سب کا شفیع ہونگا

وانا اکرم ولد اٰدم علیٰ ربی ولا فخر وانا سید ولد اٰدم یوم القیٰمۃ وما من نبی اٰدم ومن سواہ الا تحت لوائی وانا اول شافع واول مشفع اما ترضون ان یکون ابراھیم وموسیٰ فیکم یوم القیٰمۃ انھما فی امتی یوم القیٰمۃ وروی حدیث الحوض خمسۃ وعشرون من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علیٰ ما بلغنا وکل ما ذکرناہ من الاٰیات والاحادیث فی ھذا الباب قطرۃ من بحار فضائلہ الموجودۃ فی الکتاب والسنۃ وانما اطلنا بما ذکرنا لان شرذمۃ من کفرۃ الخوارج مع ادعاء الایمان یقعون فی سوء ادبہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ویجترون بما لا یمکن من المؤمنین باللہ ورسولہ ویحقرون شانہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فما للانبیاء والاولیاء وھذہ الاٰیۃ الکریمۃ من اقوی الاٰیات فسادھم بسبب افسادھم فی حملھا علیٰ محملھا واتباعھم کفرۃ عھدہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی ذلك وسرورھم کسرورھم وانکارھم بالاٰیات المتکاثرۃ والاحادیث المتواترۃ اعاذنا اللہ من شرورھم۔

اور سب پیغمبر میرے لواء کے نیچے ہونگے حدیث حوض کو پچیس صحابیوں نے روایت کیا ہے، اور یہ آیتیں اور حدیثیں جو میں نے ذکر کیں ایک قطرہ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کے دریاؤں میں سے جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں اور میں نے جو طول کیا سو اس لئے کہ ایک گروہ کفرۃ خوارج کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرتے ہیں کہ مسلمان کا کام نہیں

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تحقیر کی تو پھر اور انبیاء اور اولیاء کا کیا مذکور ہے

اور اس آیت کے معنے اگلے کافروں کی طرح بے محل کہہ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور بے شمار آیتوں اور صاف و صریح حدیثوں کو نہیں مانتے۔ اللہ اُن کی شر سے پناہ میں رکھے۔

قال النجدی - الفصل الثالث فی رد الاشراك فی التصرف -

کہا نجدی نے تیسری فصل شرک فی التصرف کے رد میں ہے۔

قالوا فسره فی الفصل الاول باثبات مثل تصرف الله لغيره وهذا التشريع جديد من نفسه ولم يوجد هذا اللفظ فی الايات والاحاديث التی ذكرها -

کہا علمائے اسلام نے کہ تفسیر کیا نجدی نے شرک فی التصرف کو پہلی فصل میں کہ وہ ثابت کرنا اللہ کا سا تصرف ہے دوسرے کو اور یہ نئی شریعت بنائی ہے اپنے دل سے اور آیات و احادیث جو ذکر کیں اُن میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔

قال النجدی قال الله تعالی قل من بيده

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کون ہے جسکے ہاتھ

(بقیہ صـ ۱۴۵) فائدہ - شرح الصدور میں لکھا ہے۔

حدثنا ابو امامة عن صالح بن حبان حدثنا عبد الله بن بريدة قال لقد قبض النبی صلی الله عليه واله وسلم وما يعلم الروح و قالت طائفة بل علمها واطلعه عليها و لم يامره ان يطلع عليها امته وهو نظير الخلاف فی الساعة -

کہا عبد اللہ بن بریدہ نے کہ وفات پائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ نہ جانتے تھے روح کو اور کہا ایک جماعت نے کہ بتلا دیا اللہ نے اور خبردار کر دیا اُس پر مگر حکم نہ کیا امت کو بتلانے کا اور یہ مانند خلاف کے ہے بیچ قیامت کے یعنی بعض کہتے ہیں کہ علم قیامت کا حضرت کو معلوم نہ تھا اور بعض ثابت کرتے ہیں علم قیامت کا ۱۲۔

شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے۔ قال الله تعالی ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتيتم من العلم الا قليلا قرا الاعمش عن رواية ابن مسعود وما اوتوا من العلم الا قليلا يعلم من هنالك ان الخطاب لليهود السائلين عن الروح وليست الاية نصا فی انه لا يعلم احد من الامة المرحومة حقيقة الروح كما يظن وليس كل ما سكت عنه الشرع لا يمكن معرفته البتة بل كثيرا ما يسكت عنه لاجل ان معرفته دقيقة لا يصلح لتعاطيها جمهور الامة وان امكن لبعضهم ۱۲-

ملكوت كل شيئ وهو يجير ولا يجار عليه ان كنتم تعلمون سيقولون لله قل فانی تسحرون ه هذه الاية دلت علی ان المتصرف فی الكل المجير غير المجار عليه ليس الا الله فمن لم يقل فی حاجته يا الله وقال يا محمد وان اعتقده عبدا غير متصرف فی الكل صار مشركا فان مشركی زمن النبی ايضا لا يعتقدون الهتهم كذالك بل انما يسئلون الالهة علی اعتقاد الشفاعة فمن اعتقد لتصرف فی العالم لمخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا وان اعتقده ادون من الله و مخلوقا له -

میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دیا جاتا اس پر اگر تم جانتے ہو۔ قریب ہے کہ کہیں گے اللہ کہہ کہ پھر کہاں مسحور ہوئے جاتے ہو۔ اس آیت نے دلالت کی اس پر کہ تصرف کرنے والا سب میں مجیر غیر مجار علیہ اللہ ہی ہے پس جس نے اپنی حاجت میں یا اللہ نہ کہا اور کہا یا محمد اگرچہ بندہ غیر متصرف کل میں اعتقاد کیا مشرک ہو گیا کیونکہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے آلہوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ اُن سے شفاعت ہی کے اعتقاد پر مانگتے تھے پس جو کوئی اعتقاد کرے کسی مخلوق کا عالم میں تصرف یا اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہو جائیگا اگرچہ اللہ سے کم اور اُسی کا مخلوق جانے۔

قالوا ايها الغوی مالك تتكلم من غير روية مثل تكلم المجانين والسكاری فان الاية صريحة فی ان المشركين لم يعتقدوا غير الله متصرفا فی الكل مجيرا غير مجار عليه وكانوا مشركين فثبت ان اعتقاد كون الغير متصرفا مجيرا غير مجار عليه ليس مدارا لشركهم والا فكيف يكون من لا يعتقده مشركا فالاية لا تفيد ما ادعيت بل تبطله وقلت انت ان الاية دلت علی ان المتصرف فی الكل

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ کیا ہوا ہے تجھ کو کہ کلام کرتا ہے بے سمجھے جیسے دیوانہ نشے میں آیت سے ظاہر ہے کہ مشرک غیر خدا کو کل کا تصرف کرنے والا مجیر غیر مجار علیہ نہیں جانتے تھے اور مشرک تھے پس ثابت ہوا کہ اعتقاد غیر کے تصرف کا مدار شرک ان کے کا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو اس کا معتقد نہ ہو مشرک کیونکر ہو پس جو نجدی نے دعویٰ کیا آیت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے آپ ہی تو کہتا ہے کہ آیت نے دلالت کی اس پر کہ متصرف کل میں . . . .

المجير غير المجار عليه ليس الا الله ثم فرعت عليه قولك من قال يا محمد وان اعتقده عبدا غير متصرف في الكل صار مشركا كيف يصح تفريعه وكيف يتم التقريب نعم لو قلت فمن اعتقد محمدا متصرفا في الكل مجيرا غير مجار عليه واثبت له التصرف مثل تصرف الله صار مشركا تم التقريب وان كان باطلا من جهة عدم كون التصرف مدارا للشرك ثم قلت فان مشركي زمن النبي ايضا لايعتقدون آلهتهم كذلك فهذا القول ينفي الشرك عنهم على ما قررت في معنى الشرك في التصرف ودلالة الآية ثم قلت فمن اثبت التصرف في العالم لمخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا على اي شيئ فرعته فان قلت على الآية فليس فيه ذكر الشفيع او على ما يلي الفاء فنفيت فيه اعتقاد التصرف عن المشركين۔

مجیر غیر مجار علیہ نہیں ہے مگر اللہ اور پھر اس پر بنا کیا اس بات کو کہ یا محمد جو کہے اگرچہ اعتقاد کرے بندۂ غیر متصرف کل ہیں مشرک ہوجاوے گا اے گمراہ ذرا تو سوچ کہ کیسی بے ربط بات ہے۔ اگر تو کہتا کہ جو اعتقاد کرے محمد کو متصرف کل ہیں مجیر غیر مجار علیہ اور اللہ کا سا تصرف ثابت کرے تو مشرک ہوجاوے گا۔ تو بات بن جاتی اگرچہ اس سبب سے کہ تصرف شرک کا مدار نہیں ہے۔ باطل ہوتی۔ پھر تو نے کہا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے۔ اس تیرے قول سے موافق اس کے کہ تو نے معنی شرک فی التصرف کے بیان کئے اور آیت کی دلالت اُن معنوں پر بیان کی لازم ہوتا ہے کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک مشرک نہ تھے پھر جو تو نے کہا کہ جو عالم میں کسی مخلوق کا تصرف ثابت کرے یا اسکو اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہوجاویگا اس کلام کو کس بات پر تفریع کیا اگر تو کہے کہ آیت پر سو آیت میں تو شفیع کا ذکر نہیں ہے یا تفریع کیا اُس پر جو ملا ہوا ہے اس کلام سے سو اُس میں مشرکوں سے تو نے تصرف کے اعتقاد کا انکار کیا۔

قال النجدي وقد نص الله على هذا بقوله ويعبدون من دون الله ما لا يملك لهم رزقا من السموات والارض شيئا

کہا نجدی نے اور صاف بیان کر دیا اللہ نے اس بات کو اپنے اس کلام سے اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اُسکی کہ نہیں مالک اُنکے رزق کا کچھ آسمانوں اور زمین سے

ولا يستطيعون وقال الله تعالى ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين وقال الله تعالى قل لا املك لكم ضرا ولا رشدا قل اني لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا ۰ انظروا انه امر الله تعالى محمدا باظهار عدم ملكه لامته ضرا ولا رشدا

اور طاقت نہیں رکھتے اور کہا اللہ تعالے نے اور مت عبادت کر سوائے اللہ کے اُسکی کہ نہ نفع دے تجھکو نہ ضرر پھر اگر کیا تو ظالموں سے ہے اور کہا اللہ تعالی نے کہہ کہ میں مالک نہیں تمہاری ضرر اور بھلائی کا کہہ کہ نہیں پناہ میں لے سکتا مجھکو اللہ سے کوئی اور مجھ کو سوائے اللہ کے جائے پناہ نہیں دیکھو کہ اللہ نے حکم کیا محمد کو اس بات کے ظاہر کر دینے کا کہ اپنی امت کے بھلے برے کا مالک نہیں ہے۔

قالوا الى اي شيئ اشرت بلفظ هذا الى التصرف فقد نفيته عنهم او الى الشفاعة فليس فيها اشارة ايضا فضلا عن النص وليس حاصلها الا عدم كون معبودي المشركين غير الله مالكا لرزقهم وقد نفيت انت هذا الاعتقاد عنهم فما الفائدة في الآية والآيات بعدها۔

کہا علمائے اسلام نے ہذا کے لفظ سے کس بات کی طرف اشارہ کیا اگر تصرف کی طرف ہے تو تو آپ مشرکوں سے اس اعتقاد کا انکار کر چکا ہے یا شفاعت کی طرف سو ان آیتوں میں اس طرف اشارہ بھی نہیں نص کا کیا ذکر ہے ان آیتوں کا حاصل یہی ہے کہ مشرکوں کے معبود اور کوئی سوائے اللہ کے مالک رزق و بھلائی برائی کا نہیں ہے اور تو اب کہہ چکا کہ مشرکوں کا یہ اعتقاد نہ تھا پھر پہلی آیت اور اُسکے بعد کی آیتوں کے لانے سے کیا فائدہ۔

قال النجدي فمن قال يا محمد فقد خالف الله ورسوله وكفر فانه جعله انه يملك له ضرا ورشدا

کہا نجدی نے پس جو کہے یا محمد سو اس نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اور کافر ہوگیا کیونکہ اُس نے محمد کو مالک ٹھیرایا ضرر اور بھلائی کا۔

قالوا انت قلت آنفا من قال يا محمد وان اعتقده غير متصرف صار مشركا فان مشركي زمن النبي ايضا لايعتقدون آلهتهم

کہا علماء اسلام نے تو نے ابھی کہا کہ جو کہے یا محمد اگرچہ اُنکو غیر متصرف اعتقاد کرے مشرک ہو جاویگا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں

كذلك بل انما يسألون الآلهة على اعتقاد الشفاعة فبعد عدة سطور تغير المفهوم مع انه لم يتغير الفصل وكيف انحصر قول يا محمد فى جعله مالكا لضره ورشده

کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ شفاعت کے اعتقاد سے سوال کرتے تھے اب کئی سطر کے بعد کہ فصل بھی نہیں بدلی مطلب کیونکر بدل گیا۔ اور یا محمد کہنے کو کیونکر لازم ہوگیا کہ اُن کو مالک ضرر اور بھلائی کا سمجھا۔

قال النجدى قال الله تعالى قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة فى السموات ولا فى الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له بهذه الآية قد قطع الله عروق الشرك بشعبها فان من يشد عنه الحاجات وينادى فى الشدائد اما ان يكون مالكا واما ان يكون شريكا له واما ان يكون ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون شفيعا عنده وكل منها منفى فتم الزام الله على المشركين الذين يسألون المخلوقين وينادونهم مع زعمهم انهم ادون من الله

کہا نجدی نے فرمایا اللہ تعالی نے کہہ دعوت کرو اُن کی کہ گمان کیا تم نے اللہ کے سوائے نہیں مالک ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ اُن کو شرکت ہے نہ اللہ کے مددگار ہیں اور نہیں نفع کرتی شفاعت اللہ کے آگے مگر جس کو کہ حکم ہے اس آیت سے اللہ نے جڑ شرک کی رگ و ریشہ سمیت کاٹ ڈالی۔ کیونکہ جس سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں اور سختیوں میں پکارا جاتا ہے یا مالک ہو یا شریک مالک کا یا مالک کا مددگار یا اُس کے آگے شفیع ہو اور اِن میں سے کوئی بات نہیں ہوسکتی پس اللہ کا الزام تمام ہوا ان مشرکوں پر کہ مخلوق سے سوال کرتے ہیں اور اُن کو پکارتے ہیں اگرچہ اللہ سے کم جانتے ہیں۔

اما السابقون فاللات والعزى والسواع واما اللاحقون فمحمدا وعليا وعبد القادر والكل سواء فان الله تعالى لا يقبل العذر فى الشرك ولو كان مع نبى ومن غاية ضلال المشركين اللاحقين اغترارهم

اگلے لات و عزی۔ سواع کو اور پچھلے محمد علی، عبد القادر کو اور اگلے پچھلے سب برابر ہیں کہ اللہ تعالے شرک میں کوئی عذر نہیں سنتا اگرچہ نبی سے ہو اور نہایت گمراہی پچھلے مشرکوں کی ہے دھوکا کھانا۔

بالشفاعة وكان هذا مرض المشركين السابقين كما قال الله تعالى ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله ولا يفقهون ان الله شنع عليهم بهذا الاعتقاد وصيره شركا وكفرا.

شفاعت سے اور یہی بیماری تھی اگلے مشرکوں کی جیسا کہ اللہ تعالے نے کہا کہ مشرک کہتے ہیں اپنے الٰہ کو کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے آگے اور پچھلے مشرک نہیں سمجھتے کہ اللہ نے اُن پر اس اعتقاد سے تشنیع کی اور اس اعتقاد کو کفر ٹھیرایا۔

قالوا ايها الجاهل اسمع ان الله تعالى اطلق فى هذه الآية نفى كون غير الله مالكا وشريكا وظهيرا له ولم يطلق الشفاعة بل قيد نفى نفعها بقوله الا لمن اذن له يعنى المسلم فتنفعه الشفاعة من الكبائر ولو بلا توبة والصغائر عند اهل السنة ومن الصغائر مطلقا والكبائر بتوبة عند المعتزلة فعند اهل السنة لا تنفع الكافر خاصة وعند المعتزلة لا تنفع الكافر واهل الكبيرة بلا توبة فنفى نفع الشفاعة كما قال هذا الملحد الحاد فى الدين ومخالف لكلام رب العالمين وسنة سيد المرسلين واجماع المسلمين والاحاديث فى هذا الباب قد بلغت حد التواتر وكلها مذكور فى الحديث والعقائد.

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل سُن کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں غیر اللہ کے مالک اور شریک اور مددگار ہونے کو بالکل منع کیا ہے اور جیسی ان باتوں کی مطلق نفی کی ویسی مطلقاً شفاعت کی نفی نہیں کی بلکہ شفاعت کے نفع نہ کرنے میں سے نکال لیا۔ اس کو کہ جس کے واسطے حکم ہے یعنے مسلمان کہ شفاعت اس کو نفع کرتی ہے کبیرہ گناہوں سے بھی۔ اگرچہ بے توبہ کے مرے اور صغیرہ گناہوں سے اہل سنت کے مذہب میں اور صغیرہ گناہوں سے ہر حال میں اور کبیرہ میں توبہ کے ساتھ معتزلہ کے مذہب میں پس شفاعت کے نفع کو جیسا کہ اس ملحد نے انکار کیا۔ دین محمد میں الحاد ہے اور خلاف ہے اللہ و رسول کے کلام کے اور مسلمانوں کے اجماع کے اور حدیثیں اس باب میں تواتر کو پہنچی ہیں اور سب مذکور ہے حدیث و عقائد کی کتابوں میں۔

قال النجدى ومن كمال جهلهم وغيهم

کہا نجدی نے اور کمال جہل و گمراہی سے

تمسکهم بقوله تعالیٰ الالمن اذن لهٗ فان الثابت بنص القرآن نفی نفع الشفاعة وكلمة الا يؤكد لا ويقررها۔

ہے اُن کا دلیل پکڑنا اللہ کے کلام سے الا لمن اذن لہٗ کیونکہ ثابت نص قرآن سے شفاعت کا نفع نہ کرنا ہے اور کلمہ الّا کا اُسکی تاکید اور اُس کو ثابت کرتا ہے۔

قالوا انظروا كيف يحرف المعنى الا يعرف ان كلمة الّا ليس للتاكيد۔

کہا علمائے نے دیکھو کیسی تحریف کرتا ہے معنیٰ کو کیا نہیں جانتا کہ الّا کا حرف تاکید کے واسطے نہیں ہے۔

قال النجدی فان الشفاعة لما كانت مقيدة بالاذن كانت كلا شفاعة۔

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت جب مقید ہوتی اذن کے ساتھ تو ہونا نہ ہونا اُسکا ایک سا ہوگیا۔

قالوا قد عرفت معنى الاذن على ما قالت الامة وكون المسلم ماذونا فيه مذهب اهل السنة۔

کہا علمائے اسلام نے تو نے جانے معنیٰ اذن کے جو امت نے کہے اور اہل سنت کے نزدیک مسلم ماذون فیہ ہے۔

قال النجدی والانبياء اذا يامرهم الله بشيء يخافون ولا يستطيعون التفتيش فی حكم والسؤال عنه ثانيا

کہا نجدی نے اور پیغمبر جب اللہ اُن کو حکم کرتا ہے کسی چیز کا ڈرتے ہیں اور پوچھ نہیں سکتے دوسری بار۔

قالوا الم تسمع ان الله تعالیٰ امر رسوله بخمسين صلوة ثم كيف بقيت خمسة وامثالها كثيرة

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا پھر کیونکر پانچ رہ گئیں، اور اس طرح کی باتیں بہت ہیں۔

قال النجدی فكيف يسألونه اولا۔

کہا نجدی نے پھر کیونکر سوال کریں اللہ سے پہلے۔

قالوا هذا عجيب جدا مخالف للعقل والنقل فان كان السؤال موقوفا على الاذن بخصوصية فكانما ينسد باب السؤال۔

کہا علمائے اسلام نے یہ بڑی تعجب کی بات ہے مخالف عقل ونقل کے اگر سوال موقوف ہو اذن خاص پر تو گویا دروازہ سوال کا بند ہو جاتا ہے۔

قال النجدی والحق ان شفاعة شفيع عند الله غير ممكنة۔

کہا نجدی نے اور حق یہ ہے کہ شفاعت کسی شفیع کی اللہ کے یہاں ممکن نہیں ہے

قالوا انظروا يسمى ما يخالف الكتاب والسنة المتواترة واجماع المسلمين حقا۔

کہا علمائے اسلام نے دیکھو جو خلاف ہے قرآن وحدیث واجماع مسلمین کے اس کو حق کہتا ہے۔

قال النجدی فانها لا تكون الا بان يكون الشفيع وجيها فيخاف المشفوع اليه من عدم قبول شفاعته فوات مطالب مهمة يرجوها من الشفيع لكونه ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون الشفيع محبوبا فيتألم من عدم رضاه وهذان يستحيلان فی شانه تعالیٰ عما يصفون۔

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت یا اس طرح ہوتی ہے کہ شفاعت کرنے والا وجاہت رکھتا ہو پس مشفوع الیہ یعنی جس کے آگے شفاعت کی جائے شفیع کی شفاعت نہ ماننے سے ڈرتا ہے کہ بڑے بڑے مطالب کہ جن کی اس شفیع سے امید ہے فوت ہو جاویں گے اس سبب سے کہ وہ شفیع اُس کا مددگار اور معین ہے اور یا یہ کہ شفیع اس کا محبوب ہے اور اُس کے ناخوش ہو جانے سے الم ہوگا یہ دونوں شفاعتیں اللہ تعالیٰ کے آگے محال ہیں۔

قالوا ايها الخبيث الم تسمع قوله تعالیٰ وجيها فی الدنيا والآخرة ومن المقربين فكيف تدعی استحالته لا شك انك كافر بالقرآن وقلت يخاف من الشفيع لكونه ظهيرا ومعاونا له ايها الملعون الاعمى اما ترى فی الآية نفى الله تعالیٰ كون الغير ظهيرا مطلقا على حدة ونفى بعدها نفع الشفاعة

کہا علمائے اسلام نے اے خبیث کیا تو نے نہیں سنا اللہ کا کلام وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو کہ وجیہ ہیں دُنیا وآخرت میں اور مقربین سے پس تو کیونکر کہتا ہے کہ وجیہ ہونا محال ہے بے شک تو قرآن سے کافر ہے اور جو تو نے کہا کہ شفیع سے ڈرے اس واسطے کہ مددگار ومعاون ہے اے ملعون اندھے تو دیکھتا نہیں کہ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نفی کیا ظہیر ہونے کو جُدا اور اس کے بعد نفی کیا شفاعت کے نفع کو

لمن لم یاذن له فکیف تدخل احدهما فی الآخر مع اقرارك فی کلامك بتخایرهما وقولك اما ان یکون ظهیراً ومعاوناً له واما ان یکون شفیعاً عندہ وکیف تدعی استحالة کون احد محبوباً عندہ ومن این فرعت التألم علی المحبوبیة الم تؤمن کلا واللّٰہ لم تؤمن بقوله تعالیٰ اتبعونی یحببکم اللّٰہ۔

غیر ماذون سے پس ایک کو تو دوسرے میں کیوں داخل کرتا ہے حالانکہ خود اقرار کرتا ہے اپنے کلام میں دونوں کے جُدا ہونے کا اور کہتا ہے۔ اما ان یکون ظهیراً ومعاوناً له واما ان یکون شفیعاً عندہ آیتہ کے پاس یہ فقرہ لکھا اور پھر ظہیر ہونے کو قسم شفاعت کا کہہ دیا اور کیونکر تو دعوٰی کرتا ہے کہ کسی کا محبوب ہونا اللہ کا محال ہے کیا تو ایمان نہیں لایا بلکہ یقیناً تو ایمان نہیں لایا اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر کہ فرماتا ہے کہہ اے محمد میری متابعت کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

قال النجدی واما الشفاعة بالاذن التی کالشفاعة وهو المذکور فی القرآن والحدیث فحالها انها لاتکون لاهل الکبائر الذین ماتوا بلا توبة ولا للمصرین۔

کہا نجدی نے لیکن شفاعت بالاذن کہ ہونا نہ ہونا ایک ہے اس کا اور وہی مذکور ہے قرآن و حدیث میں سو اس کا حال یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنیوالے جو بے توبہ مر گئے اُن کو یہ شفاعت بھی نہ ہو گی اور نہ اُن کو کہ اصرار کرتے ہیں۔

قالوا قد صرح باعتزاله وخروجه عن دائرة اهل السنة والجماعة جهرا لعنة اللّٰہ علیه فان شفاعة المغفرة عند اهل السنة عامة للمسلم ولو کان ذا کبیرة ولو مصراً بلا توبة

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے کھل کر کہہ دیا اپنا معتزلی ہونا اور نکلنا دائرہ اہل سنت وجماعت سے لعنت خدا کی اُس پر کیونکہ شفاعت مغفرت اہلسنت کے نزدیک عام ہے مسلمان کو اگرچہ گناہ کبیرہ والا ہو اور اگرچہ مصر بغیر توبہ مرے۔

قال النجدی وکیفیة الشفاعة ان الحکیم العدل لما یری من عبدہ توبة وندامة وانابة الیه لا الی غیرہ یرحم علیه ولکن حکمه وفعله کله

کہا نجدی نے کیفیت شفاعت کی یہ ہے کہ اللہ جب بندے کی توبہ اور شرمندگی اور اُسی کی طرف متوجہ ہونا نہ غیر کی طرف دیکھے گا اللہ کو اُس پر رحم آوے گا لیکن اللہ کا حکم اور کام سب

عدل لا یشوبه جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سبب ان عفا عنه وغفر له بلا سبب اختل قاعدة العدل وانتقص شان حکمه فی اعین الناظرین ویحاجونه فیاذن لمن یشاء ان یشفع له فیشفع فیعفو فی الحقیقة برحمته وفی الظاهر باسم شفاعة الشفیع حفظاً للقاعدة

عدل ہے ظلم کا لگاؤ نہیں اس جہت سے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ اگر بے سبب درگذر کرے اور بخش دے تو عدل کے آئین بگڑ جائیں اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اُسکی قدر گھٹ جاوے اور اللہ کو قایل کریں پس اللہ جس کو چاہے گا اذن دیدیگا کہ شفاعت کرے پس شفاعت کریگا شفیع پس اللہ بخش دے گا حقیقت میں اپنی رحمت سے اور ظاہر میں شفیع کی شفاعت کا نام کر کر اپنے آئین کی محافظت کیلئے۔

فائدہ ۔تقویۃ الایمان میں یہ مطلب اس عبارت میں ادا کیا ہے۔

تیسری صورت یہ کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اُس نے اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اُس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں قصوروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اُس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا ہے اور رات دن اُسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماتے سو اُس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اُس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ لوگوں کے دل میں اُس آئین کی قدر گھٹ جاوے سو کوئی امیر وزیر اُس کی مرضی پاکر اُس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اُس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اُس کی سفارش کا نام کر کے اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔ اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے یہی معنی ہیں سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنا دے گا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کی عبارت کا۔

قالوا خلط بين الاعتزال وخبط المقال بتجويز التلبيس عليه تعالى شانه عما يقول الظالمون لخوف اختلال قاعدته والتجائه الى المخلوق حفظاً القاعدته وكون الاذن معللا لغرضه اى غرض خوف انتقاص شان حكمه فى اعين الناظرين وصيرورته محجوباً ومغلوباً منهم ان لم يشفع الشفيع وعدم استطاعة العفو بلا سبب وكونه مجبوراً لاحول ولاقوة الا بالله۔

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے ملایا معتزلہ کے مذہب کو خبط کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا فریب دینا اس ڈر سے کہ آئین نہ بگڑ جائے اور مخلوق کی طرف التجا کرنا اپنے آئین کی حفاظت کیلئے اور اذن دینا اللہ تعالیٰ کا اپنی غرض کے واسطے کونسی غرض یہ غرض کہ اس کے آئین کی قدر لوگوں کے نزدیک نہ گھٹ جائے اور یہ کہ اگر شفیع شفاعت نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے قائل ہو جائے اور یہ کہ اللہ بے سبب عفو کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ کہ اللہ مجبور ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

قال النجدى عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوماً فقال لى يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده مقابلاً واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله اعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشئ لم ينفعوك الا بشئ قد كتبه الله لك ولو اجتمعت على ان يضروك بشئ لم يضروك الا بشئ قد كتبه الله لك رفعت الاقلام وجفت الصحف رواه الترمذى انظروا كيف علم النبى كيفية السؤال والاستعانة

کہا نجدی نے ابن عباس سے روایت ہے کہ میں تھا پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مجھ سے کہا کہ اے لڑکے یاد رکھ اللہ کی یاد رکھیگا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو پاویگا تو اُسکو اپنے روبرو اور جب تو مانگے کچھ چیز تو مانگ اللہ سے اور جو مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ سے جان کہ اگر سب امت اکٹھی ہو جاوے تاکہ کچھ فائدہ پہنچاوے تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچاویں گے تجھ کو مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ ضرر پہنچاویں تجھ کو تو کچھ ضرر نہ پہنچاویں گے مگر وہی کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر اُٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ روایت کیا اسکو ترمذی نے دیکھو کیسی تعلیم کی نبی نے کیفیت سوال و استعانت کی

فمن قال يا محمد اسألك الشفاعة الى الله يا عبد القادر اسئلك الدعاء من الله فكيف لا يكون مشركاً۔

پس جو کہے یا محمد میں تم سے شفاعت اللہ کی طرف مانگتا ہوں یا عبد القادر میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دعا کرو اللہ سے سو کیونکر مشرک نہ ہوگا۔

قالوا هذا تعليم اعلى مراتب التوكل اى قطع النظر عن الاسباب والوسائط وكفاك ههنا ذكر المحدثين هذه الاحاديث فى باب التوكل ولم يكن بهذا من الحال يجوز له رعاية الاسباب من غير نكير وبلا كراهة فكيف المحرمة فكيف الشرك كما صرح به الجمهور فى الشروح فما فرع عليه النجدى بقوله فمن قال يا محمد لايخلو عن الجهل والضلال۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو حدیث شریف میں ہے سو توکل کے بڑے مرتبے کی تعلیم ہے یعنے اسباب و واسطوں سے قطع نظر کرنا اور یہ بات صاف معلوم ہو جاتی ہے اور تیرے سمجھانے کو کفایت کرتی ہے اس جگہ یہ کہ یہ حدیثیں توکل کے باب میں حدیث کی کتابوں میں ذکر کی جاتی ہیں اور جس شخص کا یہ حال و مرتبہ نہ ہوا اُس کو اسباب کی رعایت جائز ہے کچھ بُرا نہیں اور نہ مکروہ و حرام ہے۔ اور شرک کا کچھ مذکور نہیں ہے جیسا کہ سب محدثین نے شرحوں میں لکھا ہے۔ پھر وہ جو نجدی نے کہا ہے کہ جو کہے یا محمد یا عبد القادر مشرک ہو جاتا ہے حدیث شریف سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور جہل وگمراہی کی بات ہے۔

قال النجدى ايها الجاهلون لم لا تقولون يا الله وهو معكم فاى حاجة الى المجئ الى محمد والرجوع اليه۔

کہا نجدی نے اے مجنون کیوں نہیں کہتے ہو یا اللہ اور وہ تمہارے ساتھ ہے پھر کیا حاجت محمد کی طرف آنے کی اور اُس کی طرف رجوع کرنے کی۔

قالوا هذا اعتراض على الله عز وجل حيث قال ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيما۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ جس وقت ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تمہارے پاس اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول اُن کیلئے بخشش چاہے تو پاویں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

قال النجدی عن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان لقلب ابن آدم بکل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب کلها لم یبال الله بای واد اهلکه ومن توکل علی الله کفاه الشعب رواه ابن ماجة فمحمد وعلی وعبد القادر وکل من یتوجه الیه قلوب المشرکین شعب لهلاک والشرک

کہا نجدی نے عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آدمی کے دل کو ہر جنگل میں راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں میں تو اللہ کو پرواہ نہیں کہ کس جنگل میں اُسے ہلاک کرے اور جو توکل کرے اللہ پر اللہ اُس کو کفایت کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے پس محمد اور علی اور عبد القادر اور جس کی طرف مشرکوں کے دل متوجہ ہوتے ہیں ہلاک وشرک کی راہیں ہیں۔

قالوا هذا اشد من الاول فان فی نفس الحدیث لفظ التوکل موجود فعرف الشرک مقابلا للتوکل۔

کہا علمائے اسلام نے یہ پہلے سے بھی بہت سخت تاکید ہے کیونکہ حدیث کی عبارت میں لفظ توکل کا موجود ہے اے نجدی کیا تو جانتا ہے کہ جو توکل نہ کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

قال النجدی وعن ابی هریرة لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعا النبی قرابته فعم وخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من الله شیئا وقال فانی لا اغنی عنکم من الله شیئا الی ان قال یا فاطمة انقذی نفسک من النار سلینی من مالی ما شئت فانی لا اغنی عنک من الله شیئا انظروا قنط النبی قرابته

کہا نجدی نے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جب آیۂ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈراؤ اپنے ناتے والوں کو اُتری پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو پکارا اکھٹا کر کر اور جدا جدا بھی کر کر اور کہا اے کعب کی اولاد بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں اللہ سے مالک نہیں کسی چیز کا یا کہا کہ میں بے پروا نہیں کر سکتا تمکو اللہ سے کچھ یہانتک کہ کہا اے فاطمہ بچا اپنی جان کو دوزخ سے میرے مال سے جو چاہے مانگ لے کہ میں اللہ سے بے پرواہ نہیں کر سکتا تجھکو کچھ۔ نجدی نے کہا کہ دیکھو پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو

حتی ابنته من نفعه لهم عند الله فما بال هؤلاء المجانین یرجون شفاعته لهم عند الله

یہانتک کہ اپنی بیٹی کو نا امید کر دیا اس سے کہ پیغمبر سے ان کو کچھ نفع ہو اللہ کے یہاں پس ان دیوانوں کو کیا ہوا ہے کہ پیغمبر کی شفاعت کی امید کرتے ہیں اپنے لئے اللہ کے یہاں

قالوا انظروا کیف عبر من انذار بلا اغنی عنک من الله شیئا بالتقنیط من نفعه لهم وشتان بینهما ونفعه لهم بل نفعه ونفعهم لنا ثابت قطعا والاحادیث فی هذا الباب متواترة بل نقول قد اخرج الشیخان فی حق ابی طالب عن العباس قال قلت هل اغنیت عن عمک فانه کان یحفظک ویغضب لک قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وقال العلماء شفاعة الموقف عامة للمسلمین والکافرین الاولین والآخرین وشفاعة المغفرة عامة للمسلمین وشفاعة التخفیف لبعض الکفار قال القاضی المعنی انقذوا انفسکم بالایمان بالله من عقوبة الخلود فی النار علی الکفر فانی لا املک لکم ولا اغنی عنکم من الله شیئا ان لم تؤمنوا بالله وکذالک عدم انقطاع النسب

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کہ نجدی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ڈرانے کو کہ میں اللہ سے تم کو نہیں بچا سکتا کس طرح پر ڈھالا اور اُس کے معنی ٹھیرائے کہ پیغمبر نے اپنے نافع ہونے سے اُن کے واسطے نا امید کر دیا حالانکہ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافع ہونا اپنے ناتے والوں کو اور ان دونوں کا نافع ہونا ہمارے واسطے ثابت ہے یقیناً اور حدیثیں اس باب میں متواتر ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ عباس نے کہا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ابو طالب سے بھی کچھ تم نے دفع کیا کہ وہ تمہاری نگہبانی کرتا تھا اور تمہارے واسطے رنج اُٹھاتا تھا فرمایا ہاں وہ ایک ہلکے درجہ میں ہے آگ سے اور جو میں نہ ہوتا تو وہ بدتر درجہ میں ہوتا دوزخ سے اور علمائے اسلام نے کہا ہے کہ شفاعت موقف کی عام ہے سارے مومن کافر اگلوں پچھلوں کو اور شفاعت مغفرت کی عام ہے مسلمانوں کو اور شفاعت تخفیف واسطے بعض کافروں کے قاضی نے کہا معنی حدیث کے یہ ہیں کہ بچاؤ اپنی جانوں کو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے عذاب سے کفر پر کہ میں نہیں مالک تمہارے لئے اور نہ بے پروا کر سکتا ہوں تم کو اللہ سے کچھ اگر ایمان نہ

لاؤگے اللہ پر اور ایسی ہی جو وہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب۔

والصھر والنفع بھما انما ھو لغیر الکافرین قال اللہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین و لو کانوا اولی قربی والآیات والاحادیث فی باب نفع بعض لبعض یوم القیمۃ جاءت علی ثلثۃ اوجہ احدھا سلب النفع مطلقا کقولہ تعالیٰ یوم لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا وقولہ تعالیٰ یوم لا ینفع مال ولا بنون وقولہ تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ وقولہ تعالیٰ لا یسئل حمیم حمیما والوجہ الثانی اثباتہ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلبہ عن غیرہ وذالک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نسب وصھر ینقطع یوم القیمۃ الانسبی وصھری الوجہ الثالث اثباتہ لکل متبق منہ قولہ تعالیٰ والذین امنوا و اتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وقولہ تعالیٰ جنات عدن یدخلونھا ومن صلح من اباءھم و ازواجھم وذریاتھم ای صلح لدخول الجنۃ وجاء فی الحدیث ان اھل القرآن یشفعون لعشرۃ من اھلیھم کلھم قد استوجب النار

اور ناتہ ٹوٹ نہیں جانے کا وہ بھی واسطے غیر کافروں کے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں ہے واسطے پیغمبر اور ایمان والوں کے کہ مشرکوں کے واسطے استغفار کریں اگرچہ رشتہ دار ہوں اور قیامت کے دن ایک کو دوسرے کے نفع دینے میں آیتیں اور حدیثیں تین طرح آتی ہیں ایک تو مطلق نفع نہ کرنے کی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسدن نہ باپ بیٹے کے کام آئیگا نہ بیٹا باپ کے اور فرمایا کہ اسدن مال نفع کریگا نہ اولاد اور فرمایا کہ جب صور پھونکیں گے ناتے نہ رہیں گے اور فرمایا کہ کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفع میں اور آنکے غیر کے نفع نہ کرنے میں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مالک ہونگے شفاعت کے مگر جس نے لے لیا ہے اللہ سے عہد اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو رشتہ ناتا ہے قیامت کے دن ٹوٹ جائیگا مگر میرا تیسرے نفع کا ہونا ہر متقی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایمان لائے اور پیچھے آئے ان کی اولاد ایمان دار ہو کر انکی اولاد کو انکے ساتھ ہم نے ملا دیا اور فرمایا داخل ہونگے جنات عدن میں اور جو بہشت میں داخل ہونے کے لائق ہوگا ان کے باپ بی بیاں واولاد سے اور حدیث میں آیا ہے کہ قرآن والے اپنے دس قریبوں کی

وان الشھداء یشفعون لسبعین والعلماء علی مراتبھم والمتوکلون لسبعین الفا وعثمان لاکثر من شعر الغنم والصالحون یکافئون من احسن الیھم فی الدنیا بجرعۃ ماء وخدمۃ قلیلۃ ووجہ التوفیق فی جمیع ذالک ان ھذا باختلاف المواطن والاوقات فالاول عند اول النفخ وعند الفزع والثانی حین المطالبۃ بالحقوق والحساب والوزن فھنالک یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ خشیۃ ان یطالبوہ بحق ویستعینوا ببذل حقہ والنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھنالک مأمون یحیی من شاء علی ما شاء فھنالک ینقطع الوسائل الا وسیلتہ و الثالث اذا فتح النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب الشفاعۃ فھنالک ینفع الناس بعضھم بعضا واما ان ایات الوجہ الاول عام مخصص بایات الوجھین الاخرین وعدم ملکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یلزم ان لا یملکہ اللہ تعالیٰ کما وعدہ واخبر ھو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شفاعت کریں گے کہ سب دوزخ میں جلنے کے مستحق ہونگے اور شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرینگے اور عالم اپنے مرتبوں کے موافق اور متوکل ستر ہزار کی اور حضرت عثمان اتنے آدمیوں کی کہ بھیڑ کے بال سے زائد ہونگے اور دنیا میں جس نے صالحوں کے ساتھ ایک گھونٹ پانی اور تھوڑی سی خدمت سے احسان کیا ہوگا اس کا بدلہ کرینگے اور سب کے ملانے کے دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ تفاوت مکانوں اور وقتوں کا ہے پہلا حال صور پھکنے کے وقت کا ہے اور دوسرا حال حساب اور وزن اعمال کے وقت کا ہے کہ وہاں بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور جورو اولاد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان میں ہونگے جس کی چاہیں گے مدد کریں گے اور اور جس طرح چاہیں گے وہاں سب وسیلے تو منقطع ہونگے مگر وسیلہ آنحضرت کا اور تیسرا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھول دیں گے دروازہ شفاعت کا وہاں ایک دوسرے کو نفع پہنچا دیگا دوسرا طریق یہ ہے کہ پہلی آیتیں یعنی کسی کو کسی کا نفع نہ کرنا عام ہیں کہ خاص کیا گیا اس سے نفع پہنچانا ان کا کہ پچھلی آیتوں حدیثوں میں ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک نہ ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مالک نہ کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ کیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔

ف۔ ابن حجر نے فتح مکیہ شرح منظومہ بلیننہ سید تم الناس الخ میں لکھا ہے ودلیل الاول اعنی

السیادة من حیث النسب الذی هو اشرف الانساب۔ آیة المباهلة قال بعض محققی المفسرین فیها لا دلیل اقوی من هذا علی فضل علی وفاطمة وابنیها ای لانها لما نزلت دعاهم فاحتضن الحسین واخذ بید الحسن ومشت فاطمة خلفه وعلی خلفها فعلم انهم المراد من الآیة وان اولاد فاطمة وذریتهم یسمون ابنائه وینسبون الیه نسبة حقیقیة نافعة فی الدنیا والآخرة ویدل علی ذالك ما صح انه خطب فقال ما بال اقوام یقولون ان رحم رسول الله صلی الله علیه وسلم لا ینفع قومه یوم القیمة بلی والله ان رحمی موصولة فی الدنیا والآخرة الحدیث۔

ترجمہ۔ اور دلیل پہلی کی یعنی سیادت من حیث نسب کی کہ وہ اشرف انساب ہے آیۃ مباہلہ ہے کہا بعض محققین مفسرین نے اس آیت میں کہ نہیں ہے کوئی دلیل قوی تر اس سے اوپر بڑائی فاطمہ اور علی اور اُنکے دونوں بیٹوں کی یعنی جب اُتری یہ آیت بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو پس بغل میں لیا حسین کو اور ہاتھ پکڑا حسن کا، اور چلیں فاطمہ پیچھے حضرت کے اور علی پیچھے فاطمہ کے پس معلوم ہوا کہ یہی لوگ ہیں مراد آیۃ کی اور یہ کہ اولاد فاطمہ کی اور اُنکی اولاد نام رکھی جاتی ہیں نبی کی اولاد اور نسبت کی جاتی ہیں طرف اُس کے نسبت حقیقی نافع دنیا و آخرت میں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ جو صحیح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس فرمایا کیا حال ہے اُن قوموں کا کہ کہتے ہیں یہ کہ رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع نہ دیگا اُنکی قوم کو دن قیامت کے ہاں قسم اللہ کی بہ تحقیق رحم میرا ملا ہوا ہے دُنیا و آخرت میں اور بعد چند سطروں کے لکھا ہے ودلیل الثانی اعنی النظر الی السیادة بالتقوی ما صح انه لما نزل قوله تعالی وانذر عشیرتك الاقربین دعا جمیع بطون قریش فعم وخص وقال الکل لا اغنی عنکم من الله شیئا غیر ان لکم رحما ای سابلها ببلالها ومعنی ذالك انه لا یملك لاحد نفعا ولا ضرا لکن الله یملك نفع اقاربه بل امته بالشفاعة الخاصة والعامة ترجمہ اور دلیل دوسری یعنی سیادت من حیث التقوی کی وہ روایت صحیح ہے کہ جب اُتری آیۃ وانذر الخ یعنی ڈراؤ اپنے قبیلوں کو بُلایا حضرت نے سب قبائل قریش کو پس عام کیا پھر خاص کیا اور فرمایا سب سے نہیں بے پروا کرتا ہوں تمکو اللہ سے کچھ سوا اسکے کہ واسطے تمہارے رحم ہے پہنچاؤنگا اسکو بسبب قرابت کے اور معنی من اللہ الخ کے یہ ہیں کہ نہیں مالک ہوتا خود پیغمبر اُنکے نفع کا یا نقصان کا مگر اللہ مالک کر دیتا ہے نفع اقربا بلکہ ساری امت کا ساتھ شفاعت خاصہ اور عامہ کے ۱۲۔

قال النجدی الفصل الرابع فی رد الاشراك فی العبادة۔

کہا نجدی نے چوتھی فصل شرک فی العبادۃ کے بیان میں ہے۔

قالوا فسرته فی الفصل الاول بالاعمال التی خصصها الله تعالی لتعظیمه وهو تشریع جدید کما مر هناك وذکر اشیاء کثیرة منها محرمة ومکروهة کراهة تحریم او تنزیه ومباحة ومستحبة ومسنونة او مختلفة فیها جعل النجدی کلها شرکا من غایة الضلال ثم قال فمن فعل لنبی او ولی شیئا منها صار مشرکا و کافرا بنفس هذه الاعمال ولا یخفی ان هذا القول من النجدی تصریح بالاعتزال والخروج فان مذهب اهل السنة ان رکن الایمان هو التصدیق والاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا ولا دخل للاعمال فی حقیقة الایمان والخلاف فی هذا مع المعتزلة والخوارج مشهور والدلائل مذکورة فی کتب العقائد

کہا علمائے اسلام نے تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العبادۃ کو پہلی فصل میں ساتھ اُن کاموں کے کہ خاص کیا اللہ تعالےٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے اور نجدی نے یہ نئی شریعت بنائی جیسا ہم نے وہاں بیان کیا اور ذکر کیں بہت سی چیزیں کہ بعضے اُن میں سے حرام بعضے مکروہ تحریمی یا تنزیہی بعضے مسنون و مستحب بعضے مختلف فیہ نجدی نے نہایت گمراہی سے سب کو شرک لکھدیا پھر کہا کہ جو کوئی نبی ولی سے اُن میں کا کوئی کام کرے مشرک و کافر ہو جاویگا صرف ان کاموں کے کرنے سے اور ظاہر ہے کہ نجدی کا یہ لکھنا کھُل کر کہدینا ہے کہ وہ معتزلی و خارجی ہے کیونکہ اہلسنت و جماعت کے مذہب میں رکن ایمان کا تصدیق ہے اور اقرار شرط ہے دُنیا میں حکم جاری ہونے کا اور اعمال کو ایمان کی حقیقت میں کچھ دخل نہیں اور اس مسئلہ میں خلاف معتزلہ و خوارج کے ساتھ مشہور ہے اور دلیلیں عقائد کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

قال النجدی قال الله تعالی ولقد

ارسلنا نوحا الی قومه انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم وقال الله تعالی

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ میں تمکو ڈرانے والا مبین ہوں یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کی کہ میں ڈرتا ہوں تمہارے اوپر سخت عذاب سے اور کہا اللہ تعالےٰ نے

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاہ تعبدون فالسجدۃ ای وضع الجبهة علی الارض لغیر الله شرك مطلقًا

مت سجدہ کرو سورج چاند کو اور سجدہ کرو اُس اللہ کو جس نے اُن کو پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو پس سجدہ یعنی ماتھے کا رکھنا زمین پر غیر اللہ کے واسطے شرک و کفر ہے مطلقًا۔

قالوا هذا مخالف لتصریح جمهور اهل السنة فان الکفر سجدۃ العبادۃ ای علی اعتقاد معبودیة المسجود والوهیته و سجدۃ التحیة کانت جائزۃ فی الشرائع السابقة وصارت محرمة فی شریعتنا علی الصحیح المختار۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا مخالف ہے اُس کے کہ اہلِ سنت نے کھُل کر کہہ دیا ہے کہ سجدۂ عبادت کفر ہے یعنی جس کو سجدہ کرے اُسے معبود و الٰہ اعتقاد کرے اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہے مذہب صحیح مختار پر۔

فائدہ۔ شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "پیشانی را بزمین رسانیدن بدو طرق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد وایں قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچ گاہ جائز نشدہ زیرا کہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بہ تبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ ایں نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایت تذلل برائے کسے سزاوار است کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آن است کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوقی یافتہ نمی شود۔ دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سر خم کردن وایں معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدل ازمنہ و اوقات مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف و اخوان شان واقع شدہ کہ خروا لہ سجدًا و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ درین باب وارد شدہ و سجود فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام ہمیں طریق بود زیرا کہ بسبب تعلیم اسما حضرت آدم علیہ السلام را احسانے و تفوقے بر فرشتگان حاصل شدہ بود و از فرشتگان قبل از پیدائش

ایشان نسبت بایشان سوء ادبی وقوع یافتہ بود برائے مکافات آن احسان و کفارۂ آن بے ادبی ملائکہ را مامور باین نوع تعظیم و تکریم ساختند۔"

اور مائۃ المسائل میں مولوی اسحاق نے بھی سجدۂ عبادت کو کفر اور سجدۂ تحیت کو حرام لکھا ہے۔

قال النجدی ولا یغتر بسجدۃ الملائکة لآدم ویعقوب لیوسف کما یقوله الجاهل فانهٗ صار منسوخًا کالنکاح مع الاخت۔

کہا نجدی نے اور نہ دھوکا کھایا جاوے فرشتوں کے سجدہ سے آدم کو اور یعقوب کے سجدے سے یوسف کو، جیسا کہ جاہل کہتے ہیں، کیونکہ وہ منسوخ ہو گیا جیسے نکاح بہن سے۔

قالوا ایها الغوی الغبی اما تعرف ان النسخ لا یجری الا فی احکام الحلال والحرام ولا یجری فی الکفر والشرك فانهٗ من الخباثت العقلیة وهی لا تتبدل بتبدل الادیان فلو کان مطلق السجدۃ کفرًا وشرکًا لم یمکن جوازہ فی ملة من الملل فلا بد من القول بان تلك السجدات لم تکن سجدۃ عبادۃ والقیاس علی النکاح مع الاخت من الجهل الصریح۔

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ بیوقوف کیا تو نہیں جانتا کہ نسخ حلال اور حرام ہی کے حکموں کو ہوتا کفر و شرک میں نہیں ہوتا کہ وہ اصل خباثت سے ہیں اور اصلی خباثتیں دینوں کے بدلنے سے نہیں بدل جاتے سو اگر مطلق سجدہ کفر و شرک ہوتا تو کسی ملت میں جائز نہ ہو سکتا تو ضرور ہوا یہ کہنا کہ وہ سجدے سجدۂ عبادت نہ تھے اور بہن کے ساتھ نکاح پر قیاس کرنا کھُلی بے وقوفی ہے۔

قال النجدی قال الله تعالٰی وان المسٰجد لله فلا تدعوا مع الله احدًا وانهٗ لما قام عبد الله یدعوہ کادوا یکونون علیه لبدًا قل انما ادعوا ربی ولا اشرك احدًا اثبت بهذہ الایة ان القیام ادبًا شرك ولکن اندٰی احد وکذا فدد اسم احد

نجدی نے کہا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی اور یہ کہ جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا کہ عبادت کرے اُسکی قریب ہے کہ ہو جاویں اُس پر اکٹھے، کہہ کہ میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں کرتا نجدی نے کہا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا شرک ہے اور ایسے ہی

فان الله تعالیٰ خصص هذه التعاظیم لنفسه ـــــــ

کسی کا پکارنا اور کسی کے نام کا ورد کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تعظیموں کو اپنی ذات کے لئے خاص کیا ہے۔

قالوا ایها الملعون کیف تفتری علی الله لیس فی الآیة ذکر القیام الاحکایة عن عبد الله فاین انه خصصه الله تعالیٰ لتعظیمه فکیف یکون شرکا علیٰ اصطلاحك ایضا اما تعرف الفرق بین ذکر الله تعالیٰ حکایة وتخصیصه له والدعاء بمعنی العبادة علی التفسیر الصحیح المرفوع من رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وکافة المفسرین فکیف ثبت کون الندا شرکا ولو فرض بمعنی الندا فبای لفظ ثبت کون ورد اسم احد شرکا وما قلت فان الله تعالیٰ خصص هذه التعاظیم لنفسه فهو مجرد الدعوی ولا تعلق للآیة بما ادعاه کانه ذکره فی السکر۔

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیا افترا کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر آیت میں تو ذکر قیام کا عبد اللہ کی حکایت کی طرح پر ہے یہ آیت میں کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا پس تیری اصطلاح پر بھی شرک نہیں ہو سکتا کیا تو فرق نہیں سمجھتا ان میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات کو حکایت کیا اور اس میں کہ اُس کو خاص کیا اپنے واسطے اور دعا کے معنی عبادت ہیں صحیح تفسیر میں رسول اللہ سے مروی اور جمہور مفسرین سے پس ندا کا شرک ہونا کہاں سے ثابت ہوا اور اگر مان لیا جائے کہ دعا ندا کے معنی میں ہے تو کسی کے نام کے ورد کا شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا اور وہ جو تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ان تعظیموں کو اپنی ذات کے واسطے سو یہ نرا دعوی ہے آیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا نشے والوں کا سا کلام ہے۔

قال النجدی قال الله تعالیٰ واذن فی الناس بالحج یاتوك رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهیمة الانعام فکلوا

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اذان دے آدمیوں میں حج کے لئے آویں گے تیرے پاس پیادے اور سوار دبلے دبلے اونٹوں پر دُور کی راہ سے کہ آ پہنچیں فائدوں کے مکانوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام مقرر دنوں میں اس پر کہ دئیے اللہ نے ان کو جانور چوپایوں میں سے۔ سو کھاؤ

منها واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق فثبت بهذه الآیة ان السفر الی قبر محمد ومشاهده ومساجده وآثاره وقبر نبی وولی وسائر الاوثان وکذا طوافه وتعظیم حرمه وترك الصید والتحرز عن قطع الشجر وغیرها شرك اکبر فان الله تعالیٰ خصص هذه الامور لذاته وانزل هذه الآیة لبیانه۔

اس سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیئے کہ دُور کریں میل اور پوری کریں منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا نجدی نے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف اور کسی نبی ولی کی قبر اور باقی اوثان کی طرف اور ایسے ہی اُس کا طواف اور حرم کی تعظیم اور شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا اور اس طرح کے کام شرک ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے اور اس آیت کو اُس کے بیان کے واسطے نازل کیا۔

قالوا ایها الشقی الغوی لیس فی الآیة الاذکر انهم یاتوك رجالا وعلی ضامر والامر بالطواف اتعرف کل ذکر وامر تخصیصا وکیف جعلت السفر الی قبر النبی صلی الله علیه واله وسلم الذی ثبت بالاحادیث الصحیحة کونه قربة وسببا للفوز الی درجات العلی وعمل الصحابة والتابعین وسائر صلحاء الامة شرکا ومثل السفر الی الاوثان لعنة الله علیك ما یحرض علیه النبی صلی الله علیه وسلم ویرغب فیه ویبین الاجر بل اعظم الاجور علیه وفعله من تیسر له من

کہا علماء اسلام نے اے شقی گمراہ آیت میں تو یہی ذکر ہے کہ وہ آویں گے پیادے اور اونٹنی پر اور حکم ہے طواف کا کیا تو ہر ذکر و حکم کو تخصیص جانتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف سفر کو کہ صحیح حدیثوں سے اُس کا ثواب اور سبب پہنچنے کا بڑے درجوں پر ثابت ہے اور عمل ہے صحابہ اور تابعین اور باقی صلحائے امت کا تو نے کیونکر شرک ٹھیرایا اور مثل سفر کے اوثان کی طرف لعنت خدا کی تجھ پر نبی علیہ السلام جس چیز پر تاکید فرما دیں اور اُس پر رغبت دلا دیں اور اجر بیان کریں بلکہ سب اجروں سے بڑا اجر اور

زمن الصحابة الی هذا الوقت وتحسهن لم یفعله تجعله شرکا وتعده مع الاوثان وکیف جعلت الطواف المختلف فی تحریمه وکراهته واباحته شرکا وکیف جعلت تعظیم حرمه الذی صح فیه الاحادیث و اتفق علیه الامة وان اختلفوا فی اجرأ حکم الجزا شرکا وافتریت علی الله تعالٰی بانه ثبت بهذه الآیة وخصصه الله تعالٰی لنفسه مع عدم ذکره ایضا فی الآیة فضلاً عن تخصیص الله تعالٰی لنفسه۔

صحابہ سے لیکر اس وقت تک جس کو نصیب ہوا۔ اس نے کیا اور جس کے نصیب نہ ہوا وہ افسوس میں رہا۔ تو اے نجدی اسکو شرک کہتا ہے اور اوثان کے ساتھ گنتا ہے اور طواف کو کہ اس کے حرام اور مکروہ ومباح ہونے میں اختلاف ہے تو کیونکر شرک کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی تعظیم کو کہ اس میں حدیث صحیح موجود اور تمام امت کا اتفاق اگرچہ جزا کا حکم جاری کرنے میں اختلاف ہے تو کیونکر شرک کہتا ہے اور اللہ پر تو نے افترا کیا کہ کیا اس آیت سے ثابت ہوا اور اللہ تعالٰی نے اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے باوجودیکہ آیت میں اس کا ذکر بھی نہیں خاص کرنے کا تو کیا خیال ہے۔

فائدہ۔ شاہ ولی اللہ نے انتباہ میں لکھا ہے کہ ”ذکر برائے کشف قبور اول چون بمقبرہ در آید دوگانہ را بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۃ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۃ اخلاص پنج بار بخواند۔ بعدہٗ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی وبعض سورتہا بخواند وختم کند وتکبیر گوید بعدہٗ ہفت کرت طواف کند۔ ودران تکبیر بخواند وآغاز از راست کند بعدہٗ پایان رخسارہ نہد وبباید نزدیک روئے میت بنشیند وبگوید یارب بست ویکبار بعدہٗ اول طرف شمال بگوید یاروح ودر دل ضرب کند یاروح الروح مادامیکہ انشراح یابد این بکند انشاءاللہ تعالٰی کشف قبور وکشف ارواح حاصل آید۔

قال النجدی قال الله تعالٰی اوفسقًا اهل به لغیر الله المراد ما قیل فی حقه انه لنبی او ولی یصیر حراما ونجسا مثل

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالٰی نے یا فسق کہ حلال کیا گیا اس کو واسطے غیر اللہ کے مراد وہ ہے کہ جس جانور کے حق میں کہا گیا کہ واسطے نبی یا ولی کے ہے وہ جانور حرام اور ناپاک

الخنزیر لا ما ذکر اسم غیر الله عند ذبحه فان هذا المعنی تحریف للقرآن مخالف لجمهور المفسرین

ہو جاتا ہے جیسے سور نہ یہ کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاوے کہ یہ معنی قرآن کی تحریف ہے اور مخالف سب مفسرین کے ہے۔

قالوا هذا المفتری کذاب صرح جمهور المفسرین بما قدره تحریفا فی کلامه تحریفان من شاء فلیرجع الی ای تفسیر من تفاسیر اهل السنة صرح به الامام علی الواحدی قال ابن عباس ما ذبح للاصنام وذکر علیه اسم غیر الله وهذا قول جمیع المفسرین۔

کہا علمائے اسلام نے یہ مفتری جھوٹا ہے جمہور مفسروں نے تصریح کی اسکی کہ جس کو یہ مفتری تحریف ٹھیراتا ہے اس کے کلام میں دو تحریفیں ہیں جو چاہے جونسی تفسیر کو اہل سنت کی تفسیروں میں سے دیکھ لے بلکہ امام علی واحدی نے صاف لکھدیا ہے کہ کہا ابن عباس نے معنی یہ کہ ذبح کیا گیا واسطے بتوں کے اور ذکر کیا گیا اس پر نام غیر اللہ کا اور یہ قول تمام مفسرین کا ہے۔

قال النجدی عن معاویة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار رواه الترمذی ثبت بهذا الحدیث ان القیام متمثلا بین یدی احد شرك۔

کہا نجدی نے معاویہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو خوش آوے یہ کہ اس کیلئے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے رہیں سو چاہیئے کہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا دے روایت کیا اس کو ترمذی نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھڑا ہونا کسی کے آگے ہاتھ باندھکر شرک ہے۔

قالوا الوعید لمن سره تمثل الرجال له قیاما فاین فیه ان القیام شرك اما تعرف الفرق فی القیام والسرور علی ان کلمة فلیتبوأ مقعده من النار جاء فی الوعید علی المعاصی غیر الکفر فی احادیث کثیرة

کہا علمائے اسلام نے کہ وعید اس کو ہے کہ کھڑا ہونا آدمیوں کا اس کیلئے اُسے خوش آوے حدیث میں یہ کہاں ہے کہ کھڑا ہونا شرک ہے کیا تو نہیں جانتا فرق کھڑے ہونے اور خوش ہونے میں اور یہ کلمہ وعید کا گناہوں پر بغیر کفر کے بہت حدیثوں میں آیا ہے۔

قال النجدی: عن ابی الطفیل ان علیاً اخرج الصحیفة فیها لعن الله من ذبح لغیر الله معناه ان تعیین الحیوان علیٰ اسم احد غیر الله شرك اکبر ویدخل فیه ما یذبحون عند قدوم القادم ولو ذکر اسم الله

کہا نجدی نے ابی الطفیل سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکالا ایک صحیفہ اُس میں تھا لعنت کی اللہ نے اس پر کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے کہ معنی اُس کے یہ ہیں کہ تعین کرنا جانور کا کسی کے نام پر سوائے خدا کے بڑا شرک ہے اور داخل ہے اس میں وہ جو ذبح کرتے ہیں آنے والے کے آنے پر اگرچہ اللہ کے نام پر ہو۔

قالوا القول بان التعیین معنی الذبح جهل عظیم ومخالفة للسواد الاعظم وما قال یدخل فیه ما یذبح عند القدوم فمحادة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم سمی ما صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم شرکا فی صحیح البخاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما قدم المدینة نحر جزورا او بقرة وفیه لما قدم ضرارا امر ببقرة فذبحت فاکلوا منها۔

کہا علمائے اسلام نے یہ کہنا کہ تعیین ذبح کے معنی ہیں بڑا جہل ہے اور خلاف کرتا ہے سواد اعظم سے اور وہ جو کہا کہ داخل ہے اس میں ذبیحہ وقت قدوم کے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے اسکو تو شرک نام رکھا صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئے مدینہ میں ذبح کی اُونٹنی یا گائے اور اُسی بخاری میں ہے کہ جب آئے ضرار میں حکم کیا یہ کہ گائے ذبح کی گئی پس سب نے کھایا اُسے۔

قالوا ثم الفصل الرابع انظروا کیف عد اشیا کثیرة من الشرك فی العبادة وقال فی الفصل الاول اثبت ما ذکرت کلها بالأیات والاحادیث فی الفصول الأتیة ثم انظروا کم منها ذکرها ولو بلا ثبوت وکم لم یذکرها علی اللسان فضلا عن الاثبات

کہا علمائے اسلام نے تمام ہوئی چوتھی فصل دیکھو کہ فصل اول میں کتنی چیزوں کو شمار کیا شرک فی العبادت میں اور کہا کہ اگلی فصلوں میں جو میں نے لکھا ہے سب کو ثابت کرونگا آیات واحادیث سے اب دیکھو کہ اُن میں سے کتنی ذکر کئے اگرچہ بے ثبوت کے کئے اور کا ذکر بھی زبان پر نہ آیا فضیلت رکھتے ہوئے ثبات قدمی سے

فلیات بایة دالة ولو بدلالة بعیدة وحدیثا ولو ضعیفا یکون فیه ذکر ضرب الخباء له والرجعة القهقری له وامثال ذالك فضلا عن تخصیص الله تعالیٰ لها لنفسه ولیس هٰذا اوان التفصیل فان الفتنة قد قربت وعرصة الفرصة ضاقت۔

چاہیئے کہ لاوے کوئی آیت کہ جس سے ثابت ہو اگرچہ دلالت بعیدہ سے اور حدیث اگرچہ ضعیف ہو کہ اس میں ذکر ہو اس کا کہ اللہ کے واسطے خیمہ کھڑا کرنا چاہیئے اور اللہ کے واسطے اُلٹے پاؤں چلنا چاہیئے اور مانند اسکے اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ خیمہ میرے ہی لئے کھڑا کرو اور کے لئے مت کھڑا کرو۔ اُلٹے پاؤں میرے ہی لئے چلو اور کیلئے مت چلو۔ اس کا کیا مذکور ہے یہ وقت تفصیل سے بیان کرنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ فتنہ نزدیک آ پہنچا ہے اور میدان فرصت کا تنگ ہو گیا ہے۔

قال النجدی الفصل الخامس فے رد الاشراك فی العادة

کہا نجدی نے پانچویں فصل شرک فی العادت کے رد میں ہے۔

قالوا تشریع جدید ما سمعنا قبل ذالك۔

کہا علمائے اسلام نے کہ یہ نئی شریعت بنائی ہے پہلے سے ہم نے نہیں سُنا۔

قال النجدی قال الله تعالیٰ ان یدعون من دونه الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مرید لعنه الله وقال لاتخذن من عبادك نصیبا مفروضا ولاضلنهم ولامنینهم ولأمرنهم فلیبتکن اذان الانعام فلیغیرن خلق الله ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون الله خسر خسرانا مبینا۔ یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا اولئك ماٰویهم جهنم ولا یجدون عنها محیصا۔

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے نہیں پکارتے سوائے اللہ تعالیٰ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُس پر اللہ نے اور کہا اُس نے کہ بتحقیق لونگا میں تیرے بندوں سے حصہ اور گمراہ کرونگا اُن کو اور خیالوں میں ڈالوں گا اُن کے سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بیشک میں سکھادونگا اُنکو سو بدل ڈالیں گے اللہ کی خلقت اور جو پکڑیگا شیطان کو ولی سوائے اللہ کے وہ صاف ٹوٹے میں پڑا وعدہ دیتا ہے انکو شیطان اور خیالات میں ڈالتا ہے اور جو وعدہ دیتا ہے سو محض دغا ہے انکا ٹھکانا دوزخ میں ہے اور نہ پاویں گے اُس سے کہیں بچاؤ۔

بين الله تعالى بهذه الآية حال مشركي زماننا حيث يقول واحد ياستي خديجة وواحد ياستي فاطمة وواحد ياستي رابعة وواحد ياستي رقية وغير ذالك وندائهن كنداء الشيطان فانه تخذ منهم نصيبا مفروضا واضلهم فليبتكن الاذان اي يجعلونها لهن ويقولون هذه لفلانة وثبت ان جعل الحيوان وجعل ذبحه وكذا جعل اي شيئ كان نذرا او صدقة لغير الله وكذا التشريك لغير الله كان يقول نذرا لله ورسوله او صدقة الى الله والى رسوله شرك من اضلال الشيطان والشئ المجعول لغير الله حرام نجس۔

نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اس آیت سے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا حال کہ کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ خدیجہ اور کوئی کہتا ہے اے میری سیدہ فاطمہ کوئی یا رابعہ یا رقیہ اور اور سوائے اسکے اور ان عورتوں کا پکارنا شیطان کا پکارنا ہے کہ اُس نے لیا ہے اُن میں سے حصہ اور گمراہ کیا ہے اُنکو اور مقرر کرتے ہیں جانوروں کو اُنکے واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ واسطے فلانے کے ہے اور ثابت ہوا کہ مقرر کر دینا جانور کا اور مقرر کر دینا اسکے ذبح اور ایسی ہی کسی چیز کا کہ ہو نذر یا صدقہ واسطے غیر اللہ کے اور ایسے ہی شریک کرنا غیر اللہ کو اس طرح کہ کہے یہ چیز نذر اللہ اور رسول کی ہے یا صدقہ ہے طرف اللہ اور طرف رسول کے شرک ہے شیطان کے گمراہ کرنے سے اور جو چیز کہ مقرر کر دی گئی واسطے غیر خدا کے حرام و نجس ہے۔

قالوا انظروا كيف فسر القرآن برأيه فان التفسير الصحيح المأثور من الصحابة الى هذا الوقت مايعبدون من دون الله الا الهة فانهم يسمون الهتهم التي كانوا يعبدونها اناثا يقولون انثى بني فلان فكيف يكون الآية بيانا لحال من قال ياستي خديجة ولم يعتقدها الها ولا يعبدها وان كان مجرد نداء

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کس طرح تفسیر کیا نجدی نے قرآن کو اپنی رائے سے تفسیر صحابہ کے وقت سے اب تک یوں مروی ہے کہ نہیں عبادت کرتے سوائے اللہ کے مگر انہوں کی کہ مشرکین اپنے الٰہوں کو جنکی عبادت کرتے تھے اُنثیٰ یعنی مادہ نام رکھتے تھے کہتے تھے انثی فلانی قوم کا یعنی الٰہ فلانی قوم کا پس آیہ کریمہ کیونکر ہو سکتا ہے بیان حال اس شخص کا کہ کہا اُس نے اے میری سردار خدیجہ کہ نہ اعتقاد کیا اُس شخص

الانثى مراد الآية وكان شركا من غير دخل اعتقاد الوهيتها وعبادتها فاذا ناديت امك واختك تكون مشركا لان الشرك اذا ثبت يعم الحي والميت وما قال نذرا وصدقة نجرة عظيمة نعم النذر لغير الله حرام حيوانا كان المنذور ام لا واما الصدقة لغير الله فالكلام فيه سهو وجهل وسفه الم تسمع من اهل السنة ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره واستدلوا بما روي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقر بوحدانية الله وشهد له بالبلاغ جعل تضحية احدى الشاتين لامته وعلي ضحى بكبشين وقال احدهما عن علي والآخر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال امرني بذالك او اوصاني فلا ادعه الم تسمع ان سعد بن عبادة قال قلت يا رسول الله ان امي ماتت فاي الصدقة افضل قال الماء فحفر بيرا وقال هذه لام سعد الم تسمع ان كعب بن مالك

نے خدیجہ کو الٰہ نہ اسکی عبادت کرتا ہے اور اگر مطلق پکارنا عورت کا شرک ہوا اور مراد ہو آیۃ کی اور اُس کے اعتقاد الوہیۃ اور اسکی عبادت کو دخل نہ ہو تو جب اپنی ماں بہن کو پکار لے چاہیئے کہ مشرک ہو جاوے کیونکہ شرک جب ثابت ہوا زندے مُردے سب میں ہوگا اور وہ جو نجدی نے کہا کہ کسی چیز کا نذر یا صدقہ کرنا غیر خدا کے واسطے شرک ہے سو بڑی ہٹ دھرمی ہے ہاں نذر کرنا غیر اللہ کیلئے حرام ہے لیکن صدقہ میں کلام کرنا بڑی بیوقوفی ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا اہلِ سنت کا مذہب ہے کہ آدمی کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو مقرر کر دے اور دلیل لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے ابلق ذبح کئے ایک اپنی طرف سے دوسرا امت کی طرف سے جو اقرار کرے اللہ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کا ایک بکری کا قربانی کرنا اپنی امت کے واسطے مقرر کر دیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ دو بکری قربانی کی ایک اپنی طرف سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ہے یا وصیت کی ہے میں اُسے نہ چھوڑونگا کیا تو نے اے نجدی نہیں سُنا کہ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مر گئی سو کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا سعد نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا کہ کعب بن مالک

قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ والی رسولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسک بعض مالک شف ایھا النجدی کیف سمیت ھذا شرکا وتدعی الایمان وتحقیق النذر علی ما فی الفقہ ان النذر الشرعی ای ایجاب مالیس بواجب علی نفسہ بان یقول للہ علی کذا او یقول ان قضی اللہ حاجتی فعلی کذا مختص باللہ تعالی حرام لغیرہ بان یقول یا فلان ان قضیت حاجتی فعلی لک کذا فان المؤثر بالحقیقة والمتصرف فی العالم بالاستقلال لیس الا اللہ والشیٔ المنذور الحلال الطاہر فی ھذا النذر باق علی حلہ وطہارتہ لایصیر حراما ونجسا وان کان النذر حراما فان ھذا النذر باطل لم ینعقد ولیس لقول الناذر المبطل فیہ تاثیر وکما یخرج المنذور فی النذر الصحیح من ملک المالک لایخرج فی النذر الباطل بل باق علی ملکہ ویجوز لہ التصرف فیہ بای وجہ شاء اکل او انفق وھو کسائر مملوکاتہ ویجوز اخذہ بطریق الصدقة المبتداة و

نے کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ میری توبہ سے یہ ہے کہ الگ ہو جاؤں اپنے مال سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف صدقہ دیکر سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مال اپنا اپنے پاس بھی رکھ لے دیکھ نجدی اس کو تو نے شرک کہا اور دعویٰ کرتا ہے ایمان کا نذر کی تحقیق موافق کتب فقہ کے یوں ہے کہ نذر شرعی یعنی واجب کر لینا اپنے اُوپر اس چیز کا جو واجب نہیں ہے اس طرح کہ کہے اللہ کے واسطے میرے اوپر یہ واجب ہے یا کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری حاجت برلائے تو میرے اُوپر یہ واجب یہ نذر خاص ہے اللہ کو دوسرے کیلئے حرام۔ اس طرح کہ کہے یا نبی یا ولی اگر میری حاجت تو برلاوے گا تو میرے اوپر تیرے واسطے یہ ہے کیونکہ مؤثر حقیقی اور عالم میں مستقل تصرف کرنیوالا اللہ ہی ہے۔ دوسرا نہیں اور کھانا وغیرہ نذر کی گئی چیز جو حلال پاک ہے اس نذر سے حلال اور پاک رہتی ہے حرام اور ناپاک نہیں ہو جاتی اگرچہ نذر حرام ہو اس واسطے کہ یہ نذر باطل ہے نذر ہے ہی نہیں اور نذر کرنیوالے مبطل کے کہنے سے کچھ تاثیر نہیں ہوتی اور جیسے نذر کی گئی چیز نذر صحیح میں مالک کے ملک سے نکل جاتی ہے نذر باطل میں نہیں نکلتی بلکہ اُسی کی ملک رہتی ہے اور اُسکو ہر طرح کا

تصرف کھانے کھلانے کا جائز ہے اور سب مملوک چیزوں کے برابر ہے اور اسے صدقہ اور

والھدیة المنفصلة وان کان النذر للہ وذکر النبی والولی لبیان المصرف او بطریق التوسل بان یقول یا اللہ ان قضیت حاجتی اتصدق علی خدام قبر فلان النبی او الولی او اطعم الفقراء علی بابہ او یقول یا اللہ ان قضیت حاجتی ببرکة فلان لہ کذا ای اھدی ثوابہ لہ او یقول یا نبی اللہ یا ولی اللہ ادع فی قضاء حاجتی من اللہ ان قضی حاجتی اھدی لک ثواب صدقة کذا فالنذر فی ھذہ الصور کلھا جائز واما مایقولون ھذا نذر النبی ھذا نذر الولی فلیس بنذر شرعی ولا داخلا فی النھی ولیس فیہ معنی النذر الشرعی مایھدی للاکابر یقال لہ فی العرف نذر فھذا الجاھل لایعرف معانی الالفاظ ولا یمیز بین المعانی اللغویة والشرعیة والعرفیة ویجترء فی الدین ویخترع۔

جدید ہدیہ کے طور پر اور وصل کو لینا جائز ہے اور اگر نذر ہو اللہ کی اور نبی ولی کا ذکر واسطے بیان مصرف کے ہے یا بطریق توسل کے ہے اس طرح کہ کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لاویگا تو میں فلانے نبی یا ولی کے مزار کے خادموں کو یہ دونگا یا کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لاوے گا فلانے کی برکت سے تو میں فلانی چیز کا ثواب اُس بزرگ کو پہنچاؤنگا۔ یا کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ اللہ سے میری حاجت بر آنے کی دعا کرو۔ اگر میری حاجت بر لایا تو تم کو فلانی چیز کا ثواب پہنچاؤں گا۔ سو ان تینوں صورتوں میں نذر جائز ہے اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیز نذر ہے پیغمبر کی یا کسی ولی کی سو یہ نذر شرعی نہیں ہے اور نہ حرام ہونے میں داخل ہے اس میں نذر شرعی کے جو غیر خدا کو حرام ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جو چھوٹے آدمی بڑے آدمیوں کو دیتے ہیں عرف میں اسکو نذر کہتے ہیں۔ یہ نجدی جاہل لفظوں کے معنی نہیں جانتا اور معنی لغوی اور شرعی اور عرفی میں فرق نہیں کرسکتا اور دین میں جرأت کرتا ہے اور نیا دین نکالتا ہے۔

فائدہ ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالہ نذر میں لکھا ہے کہ۔

"لفظ نذر کہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمی ازاں گاہے می باشد و حکم آں نذر این است کہ اگر بہ تحقیق محض برائے اولیا ست حرام است کہ وارد شدہ لانذر لغیر اللہ

ونیز قضائے حاجت باستقلال از کسی خواستن و اورا مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن نوعے از شرک است و اگر بصورت است نہ و واقع بریکے از سہ وجہ مباح است وجہ اول آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است و ایشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی این مراد من اگر حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم دوم آنکہ ایشان را شفیع سازد گویا می گوید یا حضرت درجناب الٰہی برائے این مشکل دعا کنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو درجناب الٰہی برائے این مشکل این قدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب آن عائد بشما شود و این معنی جواز دارد چرا کہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ را وصیت فرمودند کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باش و سعد بن عبادہ را فرمودہ چاہے بنا کن و بگو ہٰذہ لام سعد سوم آنکہ آن بزرگ را درجناب الٰہی وسیلہ سازد گویا میگوید الٰہی برکت فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود کہ برائے تو عمر خود در بندگی و رضا جوئی تو گزرانیدہ اگر مشکل من آسان کنی این قدر مال برائے تو بدہم و ثواب آن نخنہ روح آن بزرگ سازم تا از بر و احسان بآن بزرگ خوشنود شوی و این ہم ہست لہ مذہب حنفیہ است للانسان ان یجعل ثواب نافلۃ لمن شاء۔"

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین نام کتاب میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھا ہے۔

"حضرت ایشان می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد کہ بار خدایا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ بحضرت ایشان ہدیہ دہم آن مشکل مندفع شد و آن از خاطر او رفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب این امر مشرف شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادم کہ این بیماری بسبب عدم وفائے نذر است۔ اگر اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ در فلان محل التزام نمودہ بفرست وے نادم شد و آن نذر فرستاد ہمان ساعت اسپ او شفا یافت۔"

اور بھی اسی کتاب میں ہے —— "این فقیر از یاران کہ حاضر واقعہ بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشان در قصبہ "ڈاسنہ" بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیا رفتہ بودند و شب ہنگام بود دران محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند و میگویند کہ چیزے خوردہ

روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاران غالب آمد آن گاہ زنے بہ آمد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید بہمان ساعت این طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم درین وقت آمد ایفائے نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔"

اور بھی اسی کتاب میں حضرت میر ابو العلاء کے ذکر میں کہ ان کے پیروں میں سے تھے لکھا ہے کہ —— "مزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ متوجہ می بودند و از ان جناب دلربائیہا یافتند و فیضہا گرفتند استماع افتاد کہ خانگیان ایشان بسبب کسلے کہ عارض میر ابو العلا شدہ بود بآن مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز فرستادہ بودند حضرت امیر را اطلاع نبود روزے بآن مزار متوجہ بودند کہ از درون ندا آمد کہ این قدر از خانہ شما نیاز آمدہ است و برائے صحت فرزند شما و خواہش فرزند و دیگر التماس کردہ اند و آن ملتمس مبذول است۔"

شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ "معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقیماندہ و یکے مرد دیگرے را وصی آن می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و منبعیت فیض ولایت بود و لہذا التزام این امر کافہ خلائق از ائمہ اطہار برائے ہر مردے مروی نہ شدہ بلکہ یاران چیدہ و مصاحبان برگزیدہ خود را بآن فیض خاص مشرف می ساختند و ہر یکے را بقدر استعداد باین دولت می نواختند۔"

اور بعد تھوڑے سے کلام کے لکھا ہے۔ "ونیز ازین سبب کہ حضرت امیر و ذریۃ طاہرہٗ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است و نام شیخین را درین مقدمات کسے بر زبان نمی آرد در فاتحہ و درود و منت و نذر و عرس و مجلس کسے شریک نمی کنند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان نمی دانند گو معتقد کمال و فضیلت ایشان باشد بر مثال انبیاء مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زیرا کہ کمال ایشان مثل کمال انبیاء مبنی بر کثرت تفضیل است وکمالات اولیاء ہمہ ناشی از وحدت وجمع غیبت اند پس اولیاء را مرأت ملاحظہ فعل الہی بلکہ صفات او تعالی میتوانند کرد وانبیاء ووارثان کمالات ایشان را غیر از علاقہ عبدیت و رسالت و خادمیت علاقہ دیگر در فہم مردم حاصل نیست ولہذا آنہا را مرأت ملاحظہ او تعالے نمی توانند کرد۔

قال النجدی قال الله تعالی وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ساء ما يحكمون هكذا يفعل مشركو زماننا عربا وعجما فانهم يجعلون شيئا منها لله وشيئا للنبی والولی والامام والشريف يكونون مشركين بهذه الشنيعة۔

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالے نے اور ٹھیرایا مشرکوں نے اس سے کہ پیدا کیا کھیتی اور چوپایوں سے حصہ پھر کہا کہ یہ اللہ کے واسطے ہے اپنے گمان میں اور یہ ہمارے شریکوں کے واسطے پس جو انکے شریکوں کا ہے نہیں پہنچتا اللہ کو اور جو اللہ کا ہے انکے شریکوں کو پہنچتا ہے برا حکم کرتے ہیں۔ نجدی نے کہا ایسے ہی کرتے ہیں ہمارے زمانے کے مشرک عرب و عجم میں کہ وہ مقرر کرتے ہیں کچھ اس سے واسطے اللہ کے اور کچھ واسطے نبی ولی و امام شریف کے اور اس برے کام سے مشرک ہو جاتے ہیں۔

قالوا ايها الجاهل ختم الله على قلبك لا تشعر بما يخرج من لسانك فان المشركين قالوا هذا لشركائنا والمسلمون يقولون لنبی وولی هل القول بالنبی والولی ام القول بالشركاء يستلزم الشرك الم تسمع قول سعد وقول النبی له هذه لام سعد وقول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان من البر ان تصلی لهما مع

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل اللہ نے تیرے دل پر مہر کر دی ہے جو تیری زبان سے نکلتا ہے اسکو بھی تو نہیں سمجھتا مشرکوں نے کہا یہ ہمارے شرکا کیلئے ہے اور مسلمان کہتے ہیں نبی ولی کے لئے ہے کیا نبی ولی کہنا اللہ کے شریک کہنا ہے اسواسطے سے شرک لازم ہوتا ہے کیا تو نے نہیں سنا سعد صحابی کا کہنا یا فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سعد سے کہ یہ کنواں سعد کی ماں کیواسطے ہے اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نیکی سے ہے ماں باپ کے

صلوتك وان تصوم لهما مع صومك

واسطے انکے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھے تو واسطے اُن کے اپنے روزے کے ساتھ ہے۔

قال النجدی قال الله تعالى قالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورها وانعام لا يذكرون اسم الله عليه افتراء عليه سيجزيهم بما كانوا يفترون هذا بيان ما عليه الناس فی زماننا فانهم يخصصون الأكلين فی نذورهم وصدقاتهم ويحجبون بعضا كما لا يطعمون طعام الصدقة للحداد لغير من هو فی سلسلة ارادته ويخصصونه لمريديه وما يجعلونه للعيدروس يخصصونه لاولاده ويجعلون بعض الانعام لغير الله ويقولون هذه لمحمد وهذه لعلی ولا يذكرون اسم الله عليها ولا يقولون هو لله

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالی نے کہا مشرکوں نے کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے نہ کھائے اسکو مگر وہ کہ جس کو ہم چاہیں اپنے گمان میں اور چوپائے ہیں کہ سواری ان پر حرام ہے اور چوپائے ہیں کہ اللہ کا ١٤ افترا ہے جزا دے گا اُن کو افترا کی نجدی نے کہا یہ بیان ہے اُس کا کہ ہمارے زمانے کے آدمیوں میں ہے کہ خاص کرتے ہیں کھانے والوں کو اپنی نذر و صدقہ میں اور بعضوں کو نہیں دیتے جیسے کہ حداد کی نیاز کا کھانا سوائے اُن کے مریدوں کے کسی کو نہیں دیتے اور عیدروس کی نیاز سوائے اُنکی اولاد کے اور بعضے چوپائے ٹھیرا دیتے ہیں غیر اللہ کو اور کہتے ہیں یہ محمد کے واسطے ہے یہ علی کے واسطے اور اللہ کا نام اُس پر نہیں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے واسطے ہو۔

قالوا يا ايها الجاهل معنى الاية ان المشركين قالوا هذه اشارة الى ما جعلوه لآلهتهم انعام وحرث حجر اى حرام لا يطعمها الا من نشاء يعنی خدام الاوثان والرجال دون النساء وانعام حرمت ظهورها يعنی البحائر وامثالها لا يذكرون اسم الله عليها فی الذبح وانما يذكرون اسماء آلهتهم افتراء عليه بان الله امرهم۔

کہا علمائے اسلام نے معنی آیت کے یہ ہیں کہ مشرکوں نے کہا اُس چیز کو کہ ٹھیرایا انہوں نے اپنے الٰہوں کیلئے یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے بتوں کے خادم اور مرد کھاویں عورتیں نہ کھاویں اور بحیرہ وغیرہ کی پیٹھ حرام ہے اُن پر ذبح میں اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنے آلہہ کا نام لیتے ہیں اللہ پر افترا کرتے ہیں کہ اس نے اُنکو یہ حکم کیا ہے

بذالك سيجزيهم بما كانوا يفترون فكيف يكون بيانا لحال من لم يعتقد الانبياء والاولياء آلهة ولم يجعل الانعام والحرث لآلهتهم ولم يقولوا ان الله حرمها ويذكرون اسم الله عليها فى الذبح اما تخصيص الآكلين فى النذور وفى الصدقات فباختيار الناذر والمتصدق والصدقة للميت تبلغه وتنفعه و يسربه فاكل محبه ومنتسبه يكون سببا لمزيد سروره فالتخصيص لهذا السبب اولغيره من غيران يقال انه حكم الله تعالى لا يدخل فى حكم الآية الم تسمع ما قالت عائشة ما غرت على احد من نساء النبى صلى الله عليه وآله وسلم ما غرت على خديجة وما رأيتها قط ولكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح شاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها فى صدائق خديجة اخرجه الشيخان۔

اللہ انکے افترا کی جزا دیگا پھر یہ آیۃ کیونکر بیان ہو انکے حال کا کہ انبیاء اولیاء کو خدا نہیں جانتے اور چوپایوں اور کھیتی کو واسطے اپنے الہوں کے نہیں ٹھیراتے اور نہیں کہتے کہ اللہ نے انکو حرام کیا ہے اور ذبح میں اللہ کا نام لیتے ہیں اور یہ جو کھانے والوں کی تخصیص کرتے ہیں۔ سو وہ تخصیص نذروں اور صدقوں میں نذر کرنے والے کے اور صدقہ کرنے والے کے اختیار میں ہے اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع کرتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے سو اس کے دوستوں کا اور علاقہ داروں کا کھانا اسکی زیادہ خوشی کا سبب ہوتا ہے اس سبب سے یا کسی اور سبب سے تخصیص کرنا ہے اس کے کہ کہیں کہ اللہ نے حکم کیا ہے آیۃ کریمہ کے حکم میں داخل نہیں ہے کیا تو نے نہیں سنا جو کہا عائشہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں میں سے کسی پر مجھے ایسا رشک نہیں آیا جیسا خدیجہ پر میں نے انکو دیکھا نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اکثر تھا کہ ذبح کرتے بکری اور اسکے بند بند جدا کرتے اور اور خدیجہ کے صدائق میں بھیج دیتے بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

فائدہ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالہ نذور مزارات اولیا میں لکھا ہے۔

"قسم دیگر آنکہ حاکم یا زمیندار برائے صلہ وبرای روح میت وبہ خوشنودی ورضائے او بیکے علی التعین بدہد ویا بطریق سالانہ وفصلانہ بنام آن مقرر سازد این قسم نیز جائز است

بنابر حمل بر آنکہ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از طعام ولحم نزد صدائق حضرت خدیجہ می فرستادند"

اور بھی مولوی رفیع الدین سے استفتا اس باب میں ہے۔

سوال۔ تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا در فاتحہ امام حسین و توشہ در فاتحہ شیخ عبد الحق وغیر ذالک وہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم دارد

جواب۔ فاتحہ وطعام کر بے شبہ از مستحسنات است وتخصیص کہ فعل مخصص است باختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد واین تخصیصات از قسم عرف وعادت اند کہ بمصالح خاصہ ومناسبتے خفیہ ابتداءً بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ ورحق کھچڑا صاحب درمختار وصاحب قنیہ ودیگر فقہا تصریح نمودہ اند وتخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح جانور وتقسیم گوشت آن را بصدائق خدیجہ کہ بطریق صحیح ثابت است واللہ اعلم بالصواب۔

قال النجدی عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من حلف بغير الله فقد اشرك انظروا كيف صرح النبى بشرك من حلف بغير الله فكيف نقول بايمان من يقول بابى وامى وابيه وبالنبى والولى فالحالف لهم مشرك كالحالف باللات والعزى۔

کہا نجدی نے ابن عمر سے روایت ہے کہ کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے جو قسم کھاوے غیر اللہ کی سو مشرک ہو گیا نجدی نے کہا دیکھو کیسے کھل کر کہہ دیا نبی نے کہ قسم کھانے والا غیر اللہ کی مشرک ہے پھر ہم کیونکر کہیں مومن اس کو کہ قسم کھاتا ہے اپنے ماں باپ کی یا دوسرے کے باپ کی اور نبی ولی کی سو انکی قسم کھانے والا مشرک ہے جیسے قسم کھانے والا لات وعزی کی۔

قالوا ايها الملعون كيف لا تقول وقد قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم لفظ وابيه ومعنى الحديث من حلف لغير الله على اعتقاده الغير الها وفى

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون تو کیونکر باپ کی قسم کھانے والے کو مومن نہ کہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں باپ کی قسم موجود ہے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھاوے غیر اللہ کی اس غیر کو الہ اعتقاد کر کر

المسئلة تفصيل ان حلف لغير الله على الاعتقاد يكفر وعلى المودة ليس يكفر ولكن لا يخلوا عن المعصية وعلى العادة لا كفر ولا معصية وقد خرج من بعض الصحابة بحضرته صلى الله عليه وآله وسلم ولم ينكر عليه۔

اور مسئلہ میں تفصیل ہے اگر قسم کھاوے غیر کی اللہ اعتقاد کر کر وہ کفر ہے اور دوستی کی راہ سے غیر کی قسم کھاوے سو کفر نہیں لیکن گناہ سے خالی نہیں ہے اور بطریق عادت کے نہ کفر ہے نہ گناہ ہے اور بعضے یاروں کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو قسم غیر کی نکلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں کیا۔

قال النجدی

عن جبير بن مطعم قال اتى رسول الله اعرابي فقال جهدت الانفس وجاع العيال وهلكت الاموال فاستسق الله لنا فانا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك فقال النبي سبحان الله سبحان الله حتى عرف ذلك في وجوه اصحابه فقال ويحك انه لا يستشفع بالله على احد شان الله اعظم من ذالك ويحك اتدري ما الله ان عرشه على سمواته هكذا وقال باصابعه مثل القبة عليه وانه ليئط اطيطة الابل بالراكب اخرجه ابوداؤد انظروا كيف تغير حال النبي باستماع قول الاعرابي انا نستشفع بالله عليك ولا يبالون مشركو زماننا شركياتهم وكفرياتهم يقولون يا محمد اغثني لله ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کہا نجدی نے جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے ہیں لڑکے بالے اور ہلاک ہو گئے مال سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم تمکو شفیع لاتے ہیں اللہ کے آگے اور اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے پیغمبر خدا نے فرمایا اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے یہانتک کہ اثر اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاروں کے چہرہ میں معلوم ہوا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے تو، اللہ کو کسی کے آگے شفیع نہیں لاتے اللہ کی شان بہت بڑی ہے تو اللہ کو جانتا ہے کہ کیا ہے تحقیق اللہ کا عرش آسمانوں پر ہے اس طرح اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ گنبد کی طرح ہے اور وہ چرچر بولتا ہے جیسے اونٹ کا پالان سواری سے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے دیکھو کہ کیسا متغیر ہو گیا حال پیغمبر کا اعرابی کی بات سے کہ اُسنے کہا ہم اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے اور ہمارے زمانے کے مشرک اپنے شرکیات وکفریات سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں اے محمد اللہ کے واسطے میری فریاد سن

يا على ادركني لله يا عبد القادر اعطني لله۔ اے علی اللہ کے واسطے میری خبر لو اے عبد القادر اللہ کے واسطے کچھ مجھے دو۔

قالوا

الم تسمع قوله صلى الله عليه وآله وسلم من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان وقوله صلى الله عليه وآله وسلم من استعاذ بالله فاعيذوه ومن سال بالله فاعطوه الا ترى الفرق بين نستشفع بالله عليك وبين اعطى لله۔

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جو دوستی کرے اللہ کے واسطے اور عطا کرے اللہ کے واسطے اور منع کرے اللہ کے واسطے اس نے پورا کیا ایمان اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو پناہ مانگے اللہ کیواسطے اُسے پناہ دو اور جو سوال کرے اللہ کیواسطے اُسے دو اے نجدی کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس کہنے میں کہ ہم اللہ کو شفیع لاتے تیرے آگے اور اس کہنے میں کہ کچھ دے ہمکو اللہ کے واسطے حال یہ کہ فرق بہت کھلا ہے۔ پہلی بات پر خفا ہوئے اور دوسری بات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں نجدی بے دین بے عقل نے دوسرے کو پہلے میں ملا دیا۔

قال النجدی

عن ثابت بن الضحاك قال نذر رجل في عهد رسول الله ان ينحر ابلا ببوانة فاتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره فقال رسول الله هل كان فيه وثن من اوثان الجاهلية تعبد قالوا لا قال فهل كان فيها عيد من اعيادهم قالوا لا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله اخرجه ابوداؤد فثبت بهذا الحديث ان النذر الصحيح الذي هو لله يصير

کہا نجدی نے ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کہ ذبح کرے اونٹ ایک جگہ میں کہ اُس کا نام بوانہ تھا۔ پھر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ کو خبر دی فرمایا کہ کیا تھا اُس میں کوئی بت کفر کے وقت کا کہ پوجا جاتا ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی میلہ کافروں کا تھا لوگوں نے کہا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ وہ نذریں پوری کرنا نہ چاہیئے کہ اللہ کی معصیت میں ہوں روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحیح نذر جو اللہ کے واسطے ہو ممکان اس کے مقرر کرنے سے

بتعیین المکان معصیة و شرکاً۔

معصیت و شرک ہو جاتی ہے۔

قالوا ایها الاعمی کیف تقول وتذکر قوله صلی الله علیه و اله وسلم اوف بنذرك وقد جاء بطریق الحسان امراة قالت یا رسول الله انی نذرت ان اضرب علی راسك الدف قال اوفی بنذرك قالت نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا ایذبح فیه اهل الجاهلیة قال هل کان بذلك وثن من اوثان الجاهلیة تعبد قالت لا قال هل کان فیه عید من اعیادهم قالت لا قال اوفی بنذرك۔

کہا علمائے اسلام نے اے اندھے تو کیونکر کہتا ہے کہ نذر میں مکان کے تقرر کرنے سے گناہ و شرک ہو جاتی ہے باوجودیکہ خود ذکر کرتا جاتا ہے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ اپنی نذر پوری کر۔ اور تحقیق دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میں نے نذر کی ہے کہ آپ کے سر پر دف بجاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کر اس نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ فلانے مکان میں جہاں اگلے کافر ذبح کیا کرتے تھے وہاں جانور ذبح کروں آپ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بت ہے کافروں کا کہ پوجا کیا جاتا ہے۔ عورت نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی کافروں کا میلہ ہے عورت نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر۔

قال النجدی عن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت یا رسول الله انت احق ان یسجد لك فقال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا اخرجه ابو داؤد انظروا اعتذار النبی صلی الله علیه و اله وسلم بمنع السجود لکونه رمة فی قبره۔

کہا نجدی نے قیس بن سعد نے کہا کہ میں شہر حیرہ میں گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بہت لائق اسکے ہیں کہ سجدہ کیا جاوے آپکو فرمایا مجھکو کیا دیکھتا تو اگر میری قبر پر گذرے کیا سجدہ کرے اُسکو میں نے کہا نہیں۔ فرمایا مت کرو۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے۔ دیکھو عذر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کی منع سے اپنی مٹی ہو جانے کی قبر میں۔

فائدہ۔ صاحب تقویۃ الایمان نے اس مطلب کو اس طرح ادا کیا یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوںؔ۔

ؔ اہل انصاف و دیانت کے نام پر بتا بیٹے کہ یہ حدیث شریف کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ایسی جسارت سے خدا کی پناہ ۱۲ اشرف قادری۔

قالوا ایها الملعون کیف عبرت عن لفظ قبری بکونه رمة فی قبره و افتریت علی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم وکیف اجترأت علیه الم تسمع ما قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ونبی الله حی یرزق۔

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیونکر تو نے میری قبر کے معنی کہے کہ میں مٹی ہو جانے والا ہوں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر افترا کیا اور کیونکر جرأت کی اس پر کیا تو نے نہیں سُنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیشک اللہ نے حرام کیا زمین پر یہ کہ کھاوے پیغمبروں کے بدنوں کو اور پیغمبر اللہ کے زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں۔

قال النجدی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عباد الله وکل نسائکم اماء الله ولا یقل العبد لسیده مولائی فان مولاکم الله انظروا کیف نهی النبی من ان یقول احد لمملوك احد انه عبده فکیف حال المشرکین الکاذبین الذین یسمون ابناءهم عبد الرسول و عبد النبی۔

کہا نجدی نے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز نہ کہے کوئی تم میں سے میرا عبد میرے بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور عورتیں تمہاری اللہ کی بندی ہیں۔ اور غلام اپنے مالک کو نہ کہے میرا مولا کہ مولا سب کا اللہ ہی ہے۔ نجدی نے کہا دیکھو کیسے منع کیا پیغمبر نے اس بات سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا عبد ہے۔ سو سمجھ کیا حال ہے جھوٹے مشرکوں کا کہ اپنے بیٹوں کا عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھتے ہیں۔

قالوا کیف تفتری علی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم وتقول نهی من ان یقول احد لمملوك احد انه عبده اما تعرف الفرق بین ما قلت وبین ما قال النبی صلی الله علیه و اله وسلم لا یقولن احدکم عبدی فانه من باب تعلیم التهذیب لا من التحریم والتشریك

کہا علمائے اسلام نے اے نجدی کیسا افترا کرتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور کہتا ہے کہ منع کیا پیغمبر نے اس سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اُس کا بندہ ہے کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں جو تو نے پیغمبر پر افترا کیا اور اس میں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں کا عبدی نہ کہے یعنی میرا بندہ یہ اُس میں کہاں ہے کہ کوئی کسی کے مملوک کو نہ کہے کہ اس کا بندہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تہذیب اخلاق کی

الا تعلم ان اطلاق العبد والامة شایع فی الکتاب والسنة یا ایها الملعون لا تعلم معانی الالفاظ ولا المحاورات ولا الحقیقة والمجاز وتقول ما تقول اسمع قد سمی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم محب الدرهم والدینار عبد الدرهم وعبد الدینار ویقال لمن احسن علیه احد انه عبده الم تسمع الانسان عبد الاحسان ویقال للمحکوم ان عبد عصاه ایها الشقی کیف سمیت فی خطبة صحیفتك هذه اباك بالمولی وکیف خرجت من الشرك۔

کہ مالک اپنے غلام کو یوں نہ کہا کرے میرا غلام میرا غلام میری باندی میری باندی کہ یہ بد خلقی ہے نہ یہ کہ حرام و شرک ہے کیا تو نہیں جانتا کہ عبد و امۃ کا استعمال کتاب و سنت میں بھرا ہوا ہے۔ اے ملعون نہ تو لفظوں کے معنی جانتا ہے نہ محاورے نہ حقیقت و مجاز اور جو چاہتا ہے بکتا ہے کیا تو نے نہیں سُنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درہم و دینار کے دوست کو عبد الدرہم و عبد الدینار نام رکھا اور جس پر کوئی احسان کرتا ہے اسکو محاورے میں کہتے ہیں اُس کا بندہ ہے کیا تو نے نہیں سنا مثل مشہور ہے کہ آدمی بندہ احسان کا ہے اور محکوم کو کہتے ہیں کہ اُس کے عصا کا بندہ ہے۔ اے شقی اس رسالہ کے خطبہ میں اپنے باپ کو کس طرح تو نے مولےٰ کہا اور تو شرک سے کس طرح بچا۔

قال النجدی عن مطرف بن عبد اللہ قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید هو اللہ فقلنا افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطان۔

کہا نجدی نے مطرف نے نقل کیا کہ میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر کے پاس آیا ہم نے کہا کہ تم سردار ہو ہمارے فرمایا سردار اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں اور بڑے ہو مرتبے میں فرمایا کہ یہ کہو اس کا تھوڑا اور شیطان تم سے تمسخر نہ کرے۔

فائدہ۔ مولوی اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں اس حدیث کے بعد ظاہر اًاس ضرورت سے کہ اُن کے پیر بنائے ہوئے سید احمد صاحب مشہور تھے۔ لکھا ہے کہ:

"سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو ان معنی کر اللہ کے سوائے کوئی سردار نہیں ہے دوسری یہ کہ اوروں سے امتیاز رکھتا ہو

ان معنی کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کا۔ اگرچہ سید احمد صاحب کا سید ہونا بن گیا مگر سارے اور جھوٹے دعوے اس توجیہ سے بگڑ گئے۔ کیا عبد کے دو معنی نہیں ہیں۔ اگر سچے ہیں تو کیوں نہیں کہدیتے کہ ایک معنی کر درست اور ایک معنی کر نادرست۔

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین میں شیخ احمد قشاشی کے حال میں لکھا ہے۔

"شیخ احمد قشاشی وے پسر محمد بن یونس القشاشی الملقب بہ عبد النبی ابن الشیخ احمد الدجانی است ودجانہ بہ تخفیف جیم قریہ الیست از قریٰ بیت المقدس شیخ احمد دجانی از آنجا است بسیار بزرگ بود شیخ عبد الوہاب در طبقات ترجمہ وے نوشتہ کہ شیخ یونس را عبد النبی ازان گویند کہ مردمان رابمزد گرفتی تا در مسجد نشینند و بر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلوٰۃ فرستند"

قالوا هذا راجع الی الخصوص فان اطلاق السید علی غیر اللہ فی القرآن والحدیث کثیر۔

کہا علمائے اسلام نے یہ رجوع کرتا ہے طرف خصوص کے یعنی ایک معنی خاص کر منع فرمایا۔ اس قوم خاص کو منع فرمایا کیونکہ ہوا اللہ کو سید بولنا قرآن و حدیث میں بہت ہے۔

قال النجدی عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم ان البیت الذی فیه الصور لا تدخله الملائکة۔ رواه البخاری۔

کہا نجدی نے عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ جس گھر میں صورتیں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں جاتے۔ (بخاری)

قالوا من جهة الحرمة لا من جهة الشرك فان الملك لا یدخل بیتا فیه کلب

کہا علمائے اسلام نے یہ حرام ہونے کی جہت سے ہے نہ شرک کی راہ سے کیونکہ فرشتہ اُس گھر میں بھی نہیں جاتا جس میں کتا ہوتا ہے۔

قال النجدی عن عمر قال قال رسول اللہ لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم . . . .

کہا نجدی نے عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ حد سے مت بڑھاؤ مجھ کو جیسا بڑھایا نصاریٰ نے عیسےٰ ابن مریم کو

فانما انا عبده ورسوله اخرجه البخاری ومسلم وعن انس قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنی الله تعالیٰ انا محمد بن عبد الله وعبده ورسوله ثبت بهذا الحدیث منع مدح محمد بغیر لفظ عبد الله ورسوله فکیف مشرکو زماننا یبالغون فی مدحه نظماً ونثراً بل ادون من محمد ولا یبالون الشرك

نہیں ہوں میں مگر اللہ کا بندہ اور اس کا رسول بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا اور انس سے ہے کہ کہا پیغمبر نے میں نہیں چاہتا کہ بلند کرو تم مجھ کو میرے اس مرتبہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو دیا ہے ۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ۔ نجدی نے کہا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ محمد کی مدح سوائے لفظ عبد اللہ اور رسول اللہ کے منع ہے ۔ پھر کیا حال ہے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا کہ محمد کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں نظم و نثر میں بلکہ محمد سے کم لوگوں کی اور شرک سے نہیں ڈرتے ۔

قالوا ایها الغوی هل رأیت احداً قال لمحمد صلی الله علیه وآله وسلم من مادحه انه ابن الله حتی سمیتهم مشرکین والنهی انما هو عن الرفع فوق منزلته وکل ما قیل فی مدحه صلی الله علیه وآله وسلم لا یؤدی من منزلته شیئاً فکیف الرفع لکن لا تعرف ایها الملعون منزلته صلی الله علیه وآله وسلم ولا معنی اللفظین اللذین حکمت بالقصر علیهما اعنی عبده ورسوله ولو عرفت لما جعلت مدحه شرکا شیئ من معنی عبده ما قال الله تعالیٰ ان عبادی لیس لك علیهم سلطن وقال الله تعالیٰ

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ تو نے دیکھا کہ کسی نے مدح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن اللہ کہا کہ تو نے مداحوں کو مشرک کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرتبے سے اوپر بڑھانے کو منع فرمایا ہے اور جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہا گیا ہے آپ کے مرتبے کا بیان کچھ ادا نہیں ہوا مرتبے سے بڑھانے کا تو کیا مذکور ہے اے ملعون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ نہیں جانتا اور اُن دونوں لفظوں کے جن پر تم نے حکم قصر کرنے کا کیا یعنی عبدہٗ ورسولہٗ اُن کے معنے بھی نہیں جانتا ۔ اگر جانتا تو مدح کو شرک نہ کہتا ۔ عبدہ کے معنی سے تھوڑا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شیطان سے کہ تجھ کو میرے بندوں پر غلبہ نہیں ہے ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنہ سے

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ومرتبة الرسالة تشتمل سائر کمالات الانسان حتی خلافة الرحمٰن ۔

کہ داخل ہو میرے بندوں میں حاصل یہ کہ خصوصیت اللہ کے بندہ ہونے کی بہت بڑا مرتبہ ہے عام بندہ ہونے سے جدا سب ادنیٰ کافر مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور وہ جو خاص اللہ کا بندہ ہوتا ہے وہ اور کچھ ہے کہ عوام میں نہیں ہے اور مرتبہ رسالت کا سارے کمالات انسان کو شامل ہے ۔ یہاں تک کہ اللہ کی خلافت کو ۔

قال النجدی هذا آخر ما اوردنا فی باب الشرك ههنا وفیه کفایة ومن شاء زیادة تفصیل فلیرجع الی کتابنا الکبیر والفصول ورسائل مفردة فی مسئلة لاهل ملتنا من الموحدین وکل ما ذکرنا من افراد الاقسام الاربعة شرك اکبر یجب النهی عنه والقتال علیه حلا وحرما کما قاتل محمد اهل مکة فان مشرکی زمانه کانوا اخف شرکا من مومنی هذا الزمان لان اولئك کانوا یخلصون لله فی الشدائد وهؤلاء یدعون نبیهم ومشایخهم فی الشدائد ولا تغتر بشیوع اقسام الشرك فی الحجاز فان اصل الشرك کان فی آبائهم فرجعوا الی دین آبائهم کما نص علیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی حدیث مسلم عن عائشة واما سائر المعاصی فیجب فیها اجراء الحدود والتعزیرات کما ورد فی الشرع خلا البدعات فانها تبع للشرك الاکبر

کہا نجدی نے یہ آخر اُس کلام ہے کہ ہم لائے باب شرک میں اسجگہ اور اس میں کفایت ہے اور جو چاہے زیادہ تفصیل سو دیکھے ہماری بڑی کتاب توحید کو اور کتاب فصول التوحید کو اور ایک ایک مسئلہ میں جو جدا جدا رسالے ہیں ہماری ملت کے موحدین کے اور جو ہم نے ذکر کیا چاروں قسم شرک کے فردوں کا سب شرک اکبر ہے منع کرنا اُس سے واجب ہے اور قتال کرنا اُس پر حل و حرم میں جیسے قتال کیا محمد نے اہل مکہ سے کیونکہ محمد کے زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانے کے مومنوں سے کہ وہ سختیوں میں اللہ سے اخلاص کرتے تھے اور یہ لوگ سختیوں میں اپنے پیغمبروں اور پیروں کو پکارتے ہیں اور حجاز میں جو شرک کے اقسام پھیل رہے ہیں اس سے دھوکا نہ کھایا چاہیے کیونکہ اصل شرک اُنکے باپوں میں تھا سو انہوں نے اپنے دین کی طرف رجوع کیا جیسا کہ پیغمبر نے صاف کہدیا ہے مسلم کی حدیث میں عائشہ سے اور باقی گناہوں میں حد اور تعزیر جاری کرنا واجب ہے جیسا شرع میں آیا ہے سوائے بدعتوں کے کہ وہ شرک کے تابع ہیں اور اس باب کے پیچھے .....

ویتلو هذا الباب باب البدعیة ـ
قالوا ثم النظر الى الباب الاول وحان العصر
وقامت الصلوٰة فقاموا والنقش لاحمد
الباعلوی واللفظ اكثره للشيخ عمر عبد الرسول
وعقيل بن يحيىٰ العلوى وفى البعض للشيخ عبد
الملك وحسين المغربى ولما فرغوا من
الصلوٰة رجعوا ورجعوا الى النظر الى
الباب الثانى فاذا طائفة من مظلومى
الطائف دخلوا المسجد الحرام وانتشر ما
جرى عليهم من ايدى الكفرة واشتهر
انهم لاحقون من اهل الحرم وعامدون
لقتلهم فاضطرب الناس كانها قامت
الساعة فاجتمع العلماء حول المنبر وصعد
الخطيب ابو حامد عليه وقرأ عليهم
الصحيفة الملعونة النجدية وما نقشت
من الفاظ العلماء فى ردها وقال ايها العلماء
والقضاة والمفاتى سمعتم مقالهم و
علمتم عقائدهم فما تقولون فيهم
فاجمع كافة العلماء والقضاة والمفاتى
على المذاهب الاربعة من اهل مكة المشرفة
وسائر بلاد الاسلام الذين جاؤا للحج و
كانوا جالسين فى منتظرين لدخول البيت
عاشر المحرم وحكموا بكفرهم وبانه يجب

آتی ہے باب بدعت کی۔
تمام ہوئی نظر پہلے باب میں اور عصر کا وقت
آگیا اور نماز قائم ہوئی سب کھڑے ہوگئے اور خط
احمد باعلوی کا ہے اور عبارت اکثر شیخ عبد الرسول
اور عقیل بن یحییٰ علوی کی ہے اور کچھ شیخ عبد الملک
اور حسین مغربی کی جب نماز سے فارغ ہوئے پھرے اور
دوسرے باب کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک گروہ
طائف کا ظلم رسیدہ مسجد الحرام میں آگیا اور جو
ان پر کافروں کے ہاتھ سے گذرا ظاہر ہوگیا
اور مشہور ہوا کہ وہ اب آتے ہیں اور اہلِ حرم
کے لوٹ وقتل کا ارادہ رکھتے ہیں سب آدمی
مضطرب ہوگئے گویا کہ قیامت آگئی سب
عالم اکٹھے ہوئے منبر کے گرد اور خطیب ابو
حامد منبر پر چڑھے اور نجدیہ کا رسالہ
سب کو سنایا اور جو میں نے علماء مکہ کی عبارات
اس کے رد میں لکھی تھی پڑھی اور کہا اے عالمو
اور قاضیو اور مفتیو تم نے سنیں ان کی باتیں
اور ان کے عقائد معلوم کئے اُنکے حق میں کیا کہتے
ہو سب عالموں اور قاضیوں اور مفتیوں نے
چاروں مذہب کے اہل مکہ سے اور سب اسلام
کے شہروں سے جو حج کو آئے تھے اور داخلہ
کے انتظار میں مکہ میں تھے اجماع کیا اور حکم
کیا ان کے کفر کا اور یہ کہ

على امير مكة الخروج لدفعهم من الحرام
ويجب على المسلمين معاونته ومشاركته
فمن تخلف بلا عذر يكون آثما ومن قاتلهم
يصير مجاهدا ومن قتل من ايديهم يكون شهيدا
فانعقد الاجماع بلا خلاف على كلمة واحدة
وكتب الفتوىٰ وختم بخواتيم كلهم فصلوا
المغرب فذهبوا بها بعد الصلوٰة الى
الشريف امير مكة المعظمة واتفق كل
من بمكة على قتالهم واتباع امير مكة
فى الجهاد عليهم والخروج بكرة من حد
الحرم الى جهتهم واشتغل كل من استعد له
اللهم انصرنا على القوم الكافرين ○
اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ـ

کہ امیر مکہ پر واجب ہے ان کا دور کرنا حرم
سے اور مسلمانوں پر واجب ہے امیر کی مدد اور
شرکت سے جو بے عذر رہ جائیگا گنہگار ہوگا
جو اُن سے لڑیگا وہ غازی ہوگا اور جو اُنکے ہاتھ سے مارا
جائیگا شہید ہوگا پس اجماع منعقد ہوا بلا خلاف
اس ایک بات پر اور فتوی لکھا گیا اور سب کی
مہریں ہو گئیں نماز مغرب کی پڑھ کر اس فتویٰ
کو شریف کے پاس لے گئے اور جو مسلمان مکہ میں
تھے سب اُن سے لڑنے پر متفق ہوئے اور اتفاق
کیا کہ اُن پر جہاد میں امیر مکہ کے تابع ہیں اور
صبح کو حد حرم سے نکل گئے اُنکی طرف کو اور
ہر ایک سامان تیار کرنے میں مشغول ہوا۔ اے
اللہ نصرت دے ہمکو قوم کافر پر اور آخر
دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں کہ پالنے والا سب عالم کا ہے۔

خاتمہ نجدیہ کے مکائد میں

جزئی مکائد نجدیہ کے بے شمار ہیں مگر اصل کلی سب مکائد کی کہ وہی بنا ہے اس مذہب کی مغالطہ دہی اور فریب تحریف لفظی و معنوی ہے آیات و احادیث و روایات میں مولوی اسمعیل نے آیات واحادیث نقل کرکے تحریف معنوی کو ایسا نجدیہ کے موافق برتا کہ کسی نے سارے بدمذہبوں میں سے ایسا نہیں کیا تھا کہ اول سے آخر تک ایک آیت کو اسکے معنی صحیح پر موافق تفسیر ماثور کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ و تابعین وجمہور مفسرین سے نہ چھوڑا۔ الا ماشاء اللہ اور ہر جگہ ایسے فائدہ و استنباط لکھے کہ اُس آیت و حدیث سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے بلکہ بعضی جگہ جو خود ترجمہ کیا وہی

ترجمہ اُس کے فائدہ کو بیفائدہ ٹھہراتا ہے کہ یہ بات دوسری بات سے خوب ظاہر ہوگئی کہ وہ پیرو ہوتے اُس کتاب توحید کے کہ چاروں مذہبوں کے عالموں نے عرب میں اجماع کیا اس کے رد پر اور بھی اسی باب سے ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل مخالف ہیں اپنے استادوں کے یعنے مولوی عبدالعزیز و مولوی رفیع الدین وغیرہ کے کہ مولوی اسمٰعیل کے طریقہ پر یعنی تقویۃ الایمان کی رُو سے وہ سب تا صحابہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں اور عمدہ لوگوں نے شاہ صاحب کے خاندان سے جیسے مولوی موسیٰ صاحب مرحوم اور مولوی مخصوص اللہ صاحب، مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی رشید الدین خان صاحب شاگرد رشید اور مولوی فضل حق صاحب وغیرہ کافہ معتمدین و مستندین نے مولوی اسمٰعیل کے رُو برو تکفیر و تضلیل کی اور متعدد تحریریں کیں اور اُن سے کچھ جواب بن نہ آیا۔

جب مولوی اسحٰق اس طریق کے امام بنے طریق اسمٰعیلیہ سے بہت تنزل کیا یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل نے مطلقاً شرک و کفر لکھا مولوی اسحٰق نے اُن میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ لکھا کسی میں تفصیل کے واسطے تالیف والتیام کے اور بھی اس سبب سے کہ بسبب جانشینی شاہ صاحب کے پہلا طریقہ صریح اُسکے خلاف تھا۔ ایک مرتبہ مخالفت کا ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے کہ سبب ہے وحشت عام خلقت کا ایسی مصلحتوں سے آہستہ آہستہ تنزل کیا اور قوت علم و فہم بھی چنداں نہ رکھتے تھے۔ مگر ایک بات میں مولوی اسمٰعیل سے بھی بڑھ گئے۔ مولوی اسمٰعیل صرف تحریف معنوی کے امیر المحرفین تھے۔ مولوی اسحٰق تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں کے بادشاہ ہو گئے اور تحریف لفظی کی جتنی قسمیں ہیں۔ ایک نہ چھوڑی کہ اس کے اقسام بھی ہیں کہیں عبارت میں سے کچھ دُور کرنا کہیں بڑھا دینا کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کرنا یعنی کسی کتاب میں ایک بات نقل کر کے رد کی ہے سو حوالہ دینا اُسی بات پر مردود کا کہ فلانی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ کہیں نام لے دینا کتاب کا کہ اس میں یوں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سو یہ سب قسمیں اُن کے کلام میں موجود۔ اور بھی ایک کتاب میں کچھ لکھا دوسرے میں کچھ۔ بکار بساط دو کتابیں تصنیف کیں۔ مائۃ المسائل اور اربعین المسائل

اور اُن دونوں میں اختلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ کچھ دوسری جگہ کچھ اور کیوں نہ ہو نہ دیانت ہے کہ ایسے بد کاموں سے روکے نہ علم ہے کہ تحقیق ہو سکے۔ اور جاہلوں کا بہکانا مقدم اب ہر ہر قسم کی تحریف و تصریف کی ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے۔

پہلی مثال تحریف معنوی کی آپ پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ شرک در شرع شریک گردانیدن غیر خدا بخدا در الوہیت یا در استحقاق عبادت است فی شرح عقاید للنسفی الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام۔ دیکھو کہ آپ ہی اپنے دعوے پر سند لائے۔ حالانکہ وہ اُس کے صاف مخالف ہے سند میں استحقاق عبادت معنی الوہیۃ کے ہیں اور یہ دعویٰ میں قسیم و مقابل الوہیۃ کے یہ کمال جرأت ہے یا منتہائے جہالت۔

دوسری مثال عبارت بیچ میں سے کم کر ڈالنے کی تیئیسویں سوال کے جواب میں نقل کی عبارت مرقاۃ کی۔ انما حرم اتخاذ المساجد عليها لان فی الصلوٰة فيها استنانا بسنة اليهود ويدل عليه قوله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله اليهود والنصارى الذين اتخذوا قبور انبيائهم وصالحيهم مساجد انتهٰی اور اصل عبارت مرقات میں یوں ہے۔

قال ابن الملك انما حرم اتخاذ المساجد عليها لان فی الصلوٰة فيها استنانا بسنة اليهود انتهٰی وقيد عليها يفيد ان اتخاذ المساجد بجنبها لا باس به ويدل عليه قوله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله اليهود والنصارى الذين اتخذوا قبور انبيائهم وصالحيهم مساجد۔ دیکھو کہ فقرہ جو مضر تھا اپنے دعوے کو اور اصل جواب تھا سوال کا اُسکو بیچ میں سے اڑا دیا اور انتہٰی لکھ دیا۔

تیسری مثال عبارت بیچ میں بڑھا دینے کی بائیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے فمن شاء فلينظر الى ترجمة الشيخ وعبارته هكذا و اما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیاء صلوات اللہ علیہم منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا

گویند نیست مر زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشته اند بآن بعضے از ایشان و ظاہر است کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند و حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل بروحانیت بندۂ مقرب درگاہ وا اگو بید خداوندا ببرکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردے ورابر آورندہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندۂ مقرب و مکرم را کہ اے بندہ خدا و اے ولی وے شفاعت کن و مراد بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالیٰ شانہ انتہی

حاصل یہ کہ شیخ نے ترجمہ میں اس بحث کو اول باب زیارت القبور میں لکھ کر وعدہ کیا تفصیل کا کتاب الجہاد پر۔ اور کتاب الجہاد میں خوب مفصل لکھا۔ صاحب مائۃ المسائل نے کچھ عبارت اول اور کچھ عبارت آخر کی لے کر بیچ میں ایک فقرہ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ وہ فقرہ یہ ہے "و ظاہر آن ست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند" یہ فقرہ دونوں مقاموں میں نہیں ہے اور مردود ہونا قول اسحاقی کا کلام شیخ سے بخوبی ظاہر ہے۔

چوتھی مثال

قول مردود پر اکتفا کرنے کی سترہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ وفی شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری ذھب بعض العلما الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ المشاھد وقبور العلماء والصالحین انتھی۔ حال یہ ہے کہ مرقات میں یہ عبارت احیاء سے منقول ہے اور اس کے آگے بلا فصل مذکور ہے۔

وما بین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ مامور بھا بخبر کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا والحدیث انما ورد نھیا عن الشد لغیر الثلثۃ من المساجد لتماثلھا بل لا بلد الا فیھا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد اخر واما المشاھد فلا تتساوی لان برکۃ زیارتھا علی قدر درجاتھم عند اللہ ثم لیت شعری ھل یمنع ھذا القائل من شد الرحل لقبور الانبیاء والاولیاء

وفی معناھم فلا یبعد ان یکون ذالک من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء فی الحیوۃ من المقاصد انتھی۔

پانچویں مثال

نہ ہونا نقل کا اصل میں اربعین کے پانچویں سوال کے جواب میں لکھا۔ دفن کردن آنہو ہا در زمین مستحب است۔ کذا فی الطیبی شرح المشکوٰۃ۔ حال یہ کہ کہتے ہیں کہ طیبی میں یہ مذکور نہیں ہے۔

چھٹی مثال

دونوں کتابوں میں اختلاف کی مائۃ مسائل میں بائیسویں سوال کے جواب میں استمداد کو مختلف فیہ لکھا غیر انبیا میں اربعین کے چالیسویں سوال کے جواب میں لکھا۔ "حق آنست کہ انکار فقہا عام است از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست۔

ساتویں مثال

ایک کتاب میں اختلاف کی مائۃ مسائل میں تیئیسویں سوال کے جواب میں گورستان میں مسجد بنانے کے حرام ہونے کی دلیل لائے والمتخذین علیھا المساجد اور آپ ہی انتالیسویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔۔۔۔ در ترجمہ شیخ عبد الحق تحت این حدیث مرقوم است ولعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسانے را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنی سجدہ بندگان بجانب قبور بقصد تعظیم چنانکہ گزشت۔"

یہ چند باتیں بطور نمونہ لکھدیں ہیں انکا شعار ہے کہ اور جگہ بتفصیل بیان ہو چکا ہے۔

تمت

ملنے کا پتہ

مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری فردوس ٹیز یز مرید کے (شیخوپورہ)

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال۔ جہلم۔

رضوی کتب خانہ نزد جلال الدین ہسپتال۔ اردو بازار لاہور۔

مکتوب گرامی فاضل یگانہ حضرت مولینا حکیم برکات احمد ٹونکی

قدس سرہ العزیز حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمیع اہلِ اسلام پر مخفی نہ رہے کہ یہ فقیر ابتداء میں علماء دیوبند کے بدعقیدگی کا حال سن کر بالکل مخالف تھا مگر عرصہ تین سال کا ہوتا ہے جبکہ جناب مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے، میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مطابق پایا اور خود بھی دیوبند جاکر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوتی اس لئے میں قریب تین سال سے ان کی تعریف وتوصیف کرتا رہا۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے کہ پھر علماء دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور علمائے دیوبند کی تصنیفات بھی لیتے آئے، مجھ کو تشریح کے ساتھ پڑھ کر سُنایا جس کے سننے اور دیکھنے سے شک پیدا ہوگیا کہ علماء دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بالکل حق پر ہیں اور جو ان کے عقائد کی نسبت کہا جاتا ہے، صریحاً بہتان ہے، پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کلی نہیں ہوا تھا کہ اتفاقاً ایک دن ہم اور جناب منشی محمد لعل خان صاحب و جناب حاجی یوسف زینل علی رضا صاحب و جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن قاسم المعارف و جناب احمد حسین صاحب آنولے والے جناب حاجی اسمٰعیل صاحب پٹنہ والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی احمد الدین صاحب دہلوی وصاحب خانہ موجود تھے۔ ان کل حضرات کے سامنے مناظرہ کی بات چھڑی اور یہ قرار پایا کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ منصف ٹھہرائیں۔ تجویز کرنا چاہیے۔ اس پر جناب حاجی یوسف صاحب نے یہ فرمایا کہ مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی کیسے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد الدین صاحب دہلوی نے یہ فرمایا جزاک اللہ وہ نہایت عالم باعمل، متقی، صوفی حنفی ہیں۔ آپ کے علم وفضل میں بھلا کس کو کلام ہے بلکہ اور ایک معتمد علماء دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ان کی تصدیق کی اس

کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے کی غرض سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ میں اُردو زبان سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلادیں کہ علماء دیوبند کے عقاید کیسے ہیں جس کا جواب انہوں نے یہ عنایت فرمایا جو درج ذیل ہے۔۔ اب ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کرلیں گے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ آئندہ ان شاء اللہ تعالےٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔

العبد المذنب فقیر الی اللہ احمد موسیٰ المنوتی
امام مسجد ناخدا سندریہ پٹی کلکتہ

نقل مکتوب!

تمام خوبیوں کا مستحق اللہ ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ اور درود وسلام ہو تمام رسولوں کے سردار پر اور اُن کے آل واصحاب اور ازواج پر۔ حمد ونعت کے بعد، آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ علماء دیوبند کے پرسش احوال کے متعلق وارد ہوا چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے۔ کہ میں ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں۔ تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اور اُسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہلِ سنت وجماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ قدس سرہٗ کے پیرو ہیں، انہیں کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور انہیں کے اصول وفروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اُس کے آثار کے متبع۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا اور اُس میں تعصب رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں اُس کے اقوال کے صحیح کرنے میں اور اُس نے (اللہ اُسے معاف کرے) بعضے ایسے عقائد گڑھے جو عقائد اہل سنت وجماعت سے نہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں۔ کہ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے مثلاً اللہ تعالےٰ کا جھوٹا ہونا تو اُس نے جائز مانا۔ کہ

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ بطریق نقل وحکایت کے اسلئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تمامی قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے بلکہ اُس نے جائز مانا کہ اللہ تعالے ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہو۔ اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو بندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئیگا اور یہ اُسکی بات فحش غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالے کا موصوف ہونا جائز ہو اور یہ ممکن ذاتی ہو تو اُس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے باوجودیکہ پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے باطل ہونا اللہ کے اس قول من اصدق من اللہ قیلا وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہلِ سنت وجماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات ہے اور جو محال لذاتہ ہو وہ کبھی ممکن بالذات ہو نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا خوبی ہے یا بُرائی۔ اگر اچھی صفت ہے تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھوٹا ہو کیونکہ اللہ تعالے کا جملہ صفات کمالیہ والا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کیلئے ذاتِ باری علتِ تامہ ہے تو پناہ بخدا بالفعل جھوٹا ہوگا۔ اور اگر بُری بات ہے تو وہ محال بالذات ہے۔ ممکن ہو نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ زیادتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہوگی تو اگر بندہ کی قدرت تمامی مقدورات الٰہی پر ہو اور زیادتی یہ کہ وُہ کذب پر بھی قادر ہے جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً زیادتی لازم آئیگی اور جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ زیادتی ہو نہیں سکتی جبتک کہ برابری نہ ہو اور جب برابری نہیں تو زیادتی کہاں اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے اور جبکہ اس قائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اُس سے پچھلے علماء دیوبند وسہارنپور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا اور یہ سب لوگ اُس کے قول کو صحیح کرنے پر جھک پڑے اور اس بارے میں رسائل لکھے جیسے

محمود حسن دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہد المقل رکھا اور لکھا جو کچھ کہ لکھا اور اُن کے اگلے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اُس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے لیکن اُن کے پچھلے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت شغب کیا اور تلبیس وتدلیس میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ارفع واعلیٰ میں اس قسم کی تفریط کی جس سے مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں سا گر اس کی خبر چاہتے ہو تو اُن کی کتابیں دیکھو اور بعض اُن سے وہ جو اس قائل اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا اور اُس میں تمامی انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کمی کی ہے۔ اور اُن کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان والا میں کہی جائے اور اُس کے ہمعصروں خصوصاً ہمارے استاذ الاستاد خاتم الحکماء والمتکلمین جناب مولانا محمد فضل حق صاحب خیرآبادی نے بہت ہی بلیغ رد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بہتر جزا دے اور بعض اُن میں سے وصفِ خاتمیت محمدی کے اشتراک کا ممکن ہونا ہے تو اُس نے مثل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف خاتمیت میں جائز مانے ہیں اور اس کا بھی رد علامہ موصوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے۔ اور بعض اُن میں سے یہ کہ اُس نے مسئلہ شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور امر شفاعت میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت وجماعت سے کوسوں دُور ہے۔ اگر تجھے اطلاع منظور ہے تو اُس کیلئے فریقین کی کتاب دیکھ اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ہلاک ہوگئے اُس کی پیروی میں اور یہ لوگ اُس کے قائل ہوئے جو اُس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ خلاصہ یہ کہ ادب کی رسی اس کی گردنوں میں نہیں اور نہ یہ لوگ آداب شرعیہ کے ساتھ متمسک ہیں۔ بڑی بات ہے جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہیں وہ جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں اور یہ وہی کہتے ہیں جو اُس نے کہا اور آپ لوگ اُس کے افعال واقوال سے واقف ہیں اور اس کا رد کیا ہے شیخ دحلان مکی نے اپنے رسالہ میں جو چھپکر شائع بھی ہو گیا ہے۔ محصل یہ ہے کہ یہ لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں اور اُن کی عادت

حضرت انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیار عظام کے حق میں اُن کی شان کے لائق وادب کے نہیں اور اُن کا دعوےٰ شرک وبدعت سے بچنا ہے۔ اور دعویٰ اُن کا اچھا ہے لیکن اُنھوں نے یہ سمجھا کہ شرک انبیاء اور اولیاء کی تعظیم اور اُن کے قبور پر حاضر ہونا اور اُن کے آثار کے ساتھ برکت لینا اور اُن تک شدرحال کرنا اور اُن کے ساتھ توسل کرنا ہے اور بہت تبرّی کرتے ہیں اس بات سے کہ انبیار و اولیار کے لئے وہ بات ثابت ہو جس سے اُن کی تعظیم نکلتی ہے اور اُن کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا شرک ہے اور اُنھوں نے اپنا نام محمدی اور موحد رکھا ہے باوجودیکہ باری تعالیٰ کا قبائح اور عیوب اور برائیوں والا ہونا ممکن جانتے ہیں۔ اللہ کی شان برتر ہے۔ اس سے جو ظالم لوگ کہتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت و معراج کو بدعت ضلالت جانتے ہیں یہ وہ ہے جو مجھے اُن کے اقوال و افعال سے معلوم ہے۔ اُسے میرے دوست مَیں اُنھیں نہیں دوست رکھتا ہوں۔ نہ اُن کے عقائد کو دوست رکھتا ہوں۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ لوگ اس عقیدے میں حق پر ہیں۔ نہ سلف صالح کے طریقہ پر اور اُن کے عقیدے جو میں نے ذکر کئے یہ باطل عقیدے ہیں۔ ہمارے مشائخ کرام کے عقیدوں کے خلاف ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا کہ میں اُن سے اُلجھوں اور اُن سے مناظرہ کروں۔ کیونکہ اس زمانہ میں مناظرہ گالی گلوچ کرنا اور ایک دوسرے کو کافر بنانا ہے اور اسی طرح میں اُن سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب مخصوص بذات الٰہی مانتے ہیں اور بہت ہی زیادتی کرتے ہیں۔ اولیار کرام کی شان میں اور سجدہ کرتے ہیں اور طواف کرنے میں اور مزاروں کو بوسہ دینے میں اور وہ باتیں کرتے ہیں جو خلاف سنت ہیں اور ملاہی اور مزامیر سننے میں مشغول ہوتے ہیں اور عرسوں میں بدمذہبوں اور اہل ہوار کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ہاں صرف قبروں پر موافق سنت حاضر ہونا اور اُنکے ساتھ برکت ڈھونڈھنا اور اللہ سے دعا میں اُن کا وسیلہ پکڑنا میں اُسے جائز سمجھتا اور برکت لیتا اور توسل کرتا ہوں۔ اور میں دوست رکھتا ہوں اور خدا سے تمنا ہے کہ مجھے اُن کے طریقہ پر زندہ رکھے اور اُن کی محبت میں مارے اور اُن کے دوستوں کے گروہ میں اُٹھائے اور میرا خاتمہ اور

انجام بخیر کرے۔ اُن کی برکت سے۔ یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے۔ ع

وللناس فیما یعشقون مذاہب

اور تم پر سلام۔ امیدوار دعاء برکات احمد البہاری العظیم آبادی وطناً و التونکی نزیلاً والحنفی مذہباً والچشتی الصابری مشرباً والخیر آبادی تلمیذاً عفا اللہ عنہ
۳۔ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ ہجری۔

المشتہر
منشی محمد لعل خان عفی اللہ عنہ نمبر ۶۵ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

اکابر علماء کی آراء

حضرات! بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میرا فرض ہے کہ میں اپنے اُن بھولے بھالے بھائیوں کو اُس فریب دہی کے جال سے آگاہ کردوں جو اُن کیلئے ایک چالاک صیاد نے نما فنشی دانے ڈال کر بچھا رکھا ہے جس میں پھنس کر عذاب آخرت کا سزاوار ہونا لابدی ہے جس میں اُلجھ کر راحت ابدی سے محروم رہنا لازمی ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ایسے شخص کو کیا کہا جائے جس کی قابلیت کا اظہار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی ہو جس کی معلومات کا انحصار آنجناب پاک کی بُرائیاں ہو۔ جس کے قلم کا زور حضور سرور کائنات کے اعتراضات پر ختم ہو جس کے خیالات میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم معاذ اللہ شیطان کے علم سے گھٹا ہو۔ مسلمانو تم کو لازم ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور جس گروہ میں ایسے افراد ہوں اُس کے سایہ سے بچو۔ ایسے لوگوں کی لمبی چوڑی دھواں دھار تقریر یا تحریر پر نہ آؤ میری تحریر کا منشا کوئی خاص عناد اس گروہ سے نہیں ہے۔ میرے ان چند سطور کا مقصد کوئی ذاتی عداوت اس جماعت سے نہیں ہے۔ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اور آئندہ لکھونگا۔ اس سے غرض ہمیشہ یہی ہوگی کہ عوام الناس سیدھے سادھے مسلمان ان کے دام سے بچتے رہیں۔ اب میں آگے چل کر اُس اشتہار کی نقل کرتا ہوں جو علماء فرنگی محل لکھنؤ نے اس

اس جماعت کے بارے میں شائع کیا ہے اور اُس خط کی بھی نقل کرتا ہوں جو مکہ معظمہ سے جناب مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے بنام منشی حاجی محمد لعل خان صاحب ارسال فرمایا ہے۔ اور جس میں اس گروہ کی صاف صاف لفظوں میں اُنہوں نے تکفیر کی ہے۔ علاوہ اس کے میرے پاس بہت سے سارٹیفکٹ حضرات دیوبند کے نام ایسے موجود ہیں جن میں علمائے ہند اور عرب نے ان کا سارا کچا چٹھا کر دیا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اُن کو وقتاً فوقتاً شائع کر کے عوام پر ظاہر کر دونگا کہ یہ حضرات فریب اور مکاری میں کس قدر دست گاہ رکھتے ہیں۔

نقل مضمون

اشتہار علمائے فرنگی محل لکھنو

ان کے بعد مرتبہ اُن وہابیوں کا ہے جو غیر مقلد ہیں، یہ ائمہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے بغض و کینہ رکھتے ہیں اور اُن کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ انہیں کے قریب وہ وہابی ہیں جو تقلید تو کرتے ہیں مگر عقائد میں وہابیہ کے موافق ہیں۔ ان کی علامت سے یہ ہے کہ خدا کے جھوٹ بولنے کے قائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ مانتے ہیں۔ آپ کے ذکر میلاد کو کنہیا کے جنم سے مشابہت دیتے ہیں۔ قیام تعظیمی کرنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔ جماعت ثانیہ کو ہر حال میں بُرا سمجھتے ہیں۔ زیارت قبور اور استمداد اولیاء اللہ کو شرک مانتے ہیں۔ اُنکے اعراس کو بدعت تصور کرتے ہیں۔ گیارہویں اور بارہویں کے فواتح اُن کے نزدیک رام لیلا ہندوؤں کے میلے کے حکم میں ہوتے ہیں۔ اور بہت سی باتیں ہیں جو وہ عقائد خلاف سلف اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ظاہر میں اتباع سنت کے مدعی اور بدعت کے دُور کرنے والے اپنے کو بتاتے ہیں۔ اور پند و نصائح بھی موافق عقل و نقل کے کرتے ہیں۔ عوام الناس انکے کہنے میں انکی ظاہری اتباع شریعت دیکھ کے جلدی آجاتے ہیں اور سلف کے طریقہ کو جس میں ہر قسم کی خیر و برکت سے

چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بہت ڈرتے رہنا چاہیئے اور جو کتابیں اُردو کی اُن کی تصنیف سے ہیں اُن کے مطالعہ سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ قاعدہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو بات خلاف علمائے قدیم دیکھیں یا سُنیں وہ بدون دریافت کئے قبول نہ کریں کہ وہ اکثر گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔

نقل خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب ابن مولینا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اُس کے بارے میں میرا اور حضرت والد صاحب مرحوم و مغفور کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات کے علم سے تشبیہ دیوے یا میلاد شریف کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیوے کافر ہے۔ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل دیوبند کسی کی تخصیص نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں جیسے خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے ایسے ہی ایک فتوٰی میلاد کے بارے میں مَیں نے دیکھا تھا۔ اس وقت مفتی کا نام محفوظ نہیں۔ اس میں میلاد کے قیام کو کنھیّا کے جنم سے تشبیہ مفتی نے دی تھی۔ علاوہ ازیں جو بات کفر کی ہو اُس کو اسلام کی بات میں شمار کرنا اور اُس پر مسلمانوں کو ترغیب عمل کی دلانا صریح کفر ہے۔ آپ سُنئے اسمٰعیل شہید دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ نماز میں خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدرجہا بدتر ہے۔ گاؤ و خر کے خیال سے نماز میں مستغرق ہونے سے پس جب حضرت کا خیال نماز میں گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے تو پھر نماز کیسے ہماری ہو سکتی ہے کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے اور قرآن پاک کی کونسی ایسی آیت ہے جو حضرت پر

نازل نہ ہوتی ہوتا کہ اُس کی تلاوت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر اُتارا گیا تو قرآن پاک کے ہر ہر کلمہ و الفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہوگا۔ اور یہ خیال اسمٰعیل کے نزدیک گدھے اور گائے کے خیال سے بدتر رہا جُرا ہے اور اُس کو ایمان کہنا اور اُس پر مسلمانوں کو ترغیب دلانا کفر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے۔ اور جمیع علمائے دیوبند نے تقویۃ الایمان پر ترغیب عمل کی دلائی۔ اور اُس کی عمدہ و قابل عمل ہونے پر مُہر و دستخط کی ہے۔ غرض کہاں تک اُن کی خرافات و ہذلیات کو لکھوں۔

دار مکہ معظمہ مشتاق احمد مدرس مدرسہ صولتیہ ۱۵۔ رجب ۱۳۳۲ھ

اب آخر میں حضرات دیوبند سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائیں۔ زمانہ روشن ہے سچائی کی ایک چمک بجلی کی طرح اُن کے تمام خرمن مکر کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی۔ اور وہ وقت آچکا ہے کہ مقراض حقیقت اُن کی تحریروں کے لمبے چوڑے اُلجھے ہوئے جال کے پُرزے پُرزے اُڑا دیگی سچائی کی ہوا جگہ سے جنبش کر چکی ہے۔ قریب ہے کہ اُن کے فریب کا دامن اُلٹ جائیگا۔ انکشاف حقیقت سے دنیا کی آنکھیں پُر نور ہو جائیں گی تعجب ہے کہ حضرات دیوبند فرماتے ہیں کہ ہماری تحریر عوام کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے کہ علمائے فرنگی محل لکھنؤ جو ہندوستان کے سربرآوردہ اہلِ علم ہیں اُن کی سمجھ نے بھی قصور کیا ہوا اور انہوں نے اس طرح اپنے اشتہار میں لکھ مارا علاوہ اس کے میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرات دیوبند کیسی یورپین اُردو لکھتے ہیں جو بجز اُن کے کوئی ہندوستانی سمجھ نہیں سکتا۔ حضرات دیوبند اس کا فیصلہ آپ ہی کر دیں جب آپ کی تحریر کسی کی سمجھ میں نہ آئیگی تو کوئی اُس پر عمل کیسے کریگا۔ مذہبی تحقیقات کا اظہار آپ ایسی ولایتی اُردو میں کیوں کریں جس کے حل کرنے میں اقلیدس کی روح بھی گھبرا اُٹھے۔ کامل انجینیر وہی ہے جو ایسا سیدھا راستہ بنائے جس میں چلنے والے کو راہبر کی ضرورت نہ ہو تحریر کا منشا ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اُسکو ایسا سمجھ جائے کہ شبہہ باقی نہ رہے

تقریر کی غرض ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ سننے والا مطلب سے پوری طرح واقف ہو جائے مگر حضرات دیوبند آپ کی تحریر اور تقریر دونوں اس قاعدے کے خلاف ہیں۔ نہایت افسوس ہے کہ آپ اپنے ناموں کو علماء کی فہرست میں درج کراتے ہیں اور دو سطر اُردو ایسی بھی نہیں لکھ سکتے جو عوام کی سمجھ میں کامل طور سے آجائے۔

المشتہر۔ محمد یعقوب چھتری والے ۲۶ رام موہن گھوس لین۔

مکتوب گرامی راس الفضلا رئیس الحکما مولانا حکیم سید برکات احمد صاحب ٹونکی قدس سرہ العزیز

امّا بعد۔ اصحاب دیوبند کے بعض عقائد جو اہل السنت والجماعت کے مخالف ہیں وہ یہ ہیں۔ معاذ اللہ خداوند تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (۲) اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (۳) اور سب انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ منہ اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں (۴) اور شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے شیطان کا علم محیط نص سے ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم محیط نص سے ثابت نہیں (۵) مولود شریف اور ذکر ولادت گو جمیع بدعات سے خالی ہو جائز نہیں۔ اور یا رسول اللہ کہنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اسی طرح اور بھی ان کے عقائد فاسدہ ہیں۔ تین عقیدے اول کے مولوی اسمٰعیل صاحب نے "تقویۃ الایمان" اور ایضاح الحق میں لکھے ہیں۔ اور چوتھا مسئلہ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں درج کیا ہے۔ پانچواں مسئلہ مولوی رشید احمد صاحب نے فتاوٰی رشیدیہ میں لکھا ہے۔ یا رسول اللہ کہنے کو یہ لوگ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ حالانکہ مطلقاً منع نہیں تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ بصیغۂ ندا و خطاب وارد ہے اور ترمذی کے کتاب الدعوات میں موجود کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعمیٰ کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ الخ ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بطفیل تیرے نبی محمد مجسم رحمۃ کے۔ اے محمد بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں بذریعہ آپ کے اپنے رب کے حضور میں اپنی حاجت برآئی کے لئے۔ جس میں صاف لفظ یا محمد موجود ہے پھر کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص السلام علیک یا رسول اللہ بایں خیال پڑھے کہ ملائکہ اس صلوٰۃ کو رُو برو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیش کرتے ہیں تو کیونکر ناجائز ہوگا۔ غرض جس شخص کے یہ عقائد ہوں اُسے مطلقاً توبہ کرائی جاوے۔ اور تا وقتیکہ ان عقائد سے تائب نہ ہو۔ اُس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے عقیدہ والے سے اختلاط نہ رکھیں اور اُس کے بیان کئے ہوئے مسائل پر عمل نہ کریں۔ تا وقتیکہ کسی حنفی المذہب عالم متوسط العقائد سے دریافت نہ کر لیں۔

اور مسئلہ علم غیب پر۔ اس طرح عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ عالم الغیب و الشہادہ اللہ تعالےٰ ہے اور علم غیب بالذات مختص ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہے اور اُس نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو علم اتنی مغیبات کا عطا فرمایا ہے کہ احاطۂ بشری سے خارج ہے۔ علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ (جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) اور علم لوح و قلم اور علم جنت و نار اور علم قیامت کہ یہ سب مغیبات ہیں۔ علم ان کا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ مگر یہ سب علوم اللہ کے علم کے سامنے وہ نسبت بھی نہیں رکھتے کہ جو قطرہ بہ نسبت دریا کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم متناہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم، علم غیب ہے اور یہ علم علم بالمغیبات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بالذات ہے اور یہ علم بالعرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور یہ علم حادث ہے۔ غرض شرع میں علم الغیب مختص ساتھ اللہ جل جلالہٗ کے ہے اور خاصۂ پروردگار عالم ہے اور شرع اسکی رخصت نہیں دیتی کہ علم الغیب بالاضافۃ بجز خداوند تعالےٰ کے اور کسی علم میں استعمال کیا جاوے اسی وجہ سے بہتر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو علم بالمغیبات کہا جاوے اسی طرح غیب بالعرض کہا جاوے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو علم بالمغیبات ہے معلومات اللہ اور معلومات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساوی نہیں ہے بعد علم اللہ کے علم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرتبہ ہے۔ نہ جیسا کہ دیوبندی خیال کرتے ہیں کہ علم شیطان کا علم نبی اکرم

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زائد ہے اور نبی کریم کو علم پس دیوار نہیں ہے۔ العیاذ باللہ منہ۔ سب مسلمانوں کو یہ عقیدہ علم غیب میں رکھنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نقل مہر (برکات احمد)

برکات احمد حنفی مذہباً خیرآبادی تلمذاً میرنگری بہاری وطناً الٹونکی نزیلاً

المشتہر عبدالرحمٰن مارواڑی نمبر ۱۵ کراس اسٹریٹ کلکتہ۔

نقل عبارت جناب عالم باعمل صوفی بے بدل حافظ قاری مولانا رضا علی صاحب حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حامداً و مصلیاً۔ سوال۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی اسحٰق دہلوی در عقائد چگونہ اند و حال تصانیف ایشان یعنی تقویۃ الایمان و مسائل اربعین و مائۃ مسائل و صراط المستقیم و تنویر العینین و ایضاح الحق و غیرہا چگونہ است موافق عقائد اہلسنت اند یا خلاف آن بینوا توجروا۔ جواب۔ احوال مولوی اسحٰق دہلوی مشہور بالمہاجر یہ ہے کہ اُنکی مائۃ مسائل و مسائل اربعین جو تالیف ہوئی ہے اس میں اول تو آپس میں جابجا تخالف ہے اور اکثر مسائل اُن دونوں کے خلاف عقاید اہل سنت و جماعت ہیں چنانچہ رد مسائل اربعین میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید بن ابو سعید المجددی النقشبندی المظہری نے لکھا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ نام اُس کا "تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین" ہے۔ مدینہ شریف میں میں نے اس کو پایا ہے حضرت صاحب موصوف سے مجھ کو ملی ہے اور رد مائۃ مسائل بہت لوگوں نے لکھی ہے چنانچہ ایک رد شاہجہان آباد میں ہوئی ہے اور مطبوع بھی ہوئی ہے اور ایک کتاب مسمی بتصحیح المسائل رد مائۃ مسائل میں چھپی ہے۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب پسر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ انہوں نے بھی رد انکے مسائل اور عقاید کی لکھی ہے اور رد تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی لکھی ہے اور نام اس کا "معید الایمان" رکھا ہے مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب کی دہلی میں ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کہ درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ اُسکو ہم لوگوں نے بہت سمجھایا۔ نہیں مانا اور جتنا ہندوستان میں فتنہ

ؔ یہ کتاب مولانا فضل رسول بدایونی کی تصنیف "اور عمدہ" کتاب ہے ۱۲

پھیلا ہے اُسی کی ذات سے پھیلا ہے۔ انتہٰی اور کتاب "تحقیق الحقیقت" کہ اس کا نام تاریخی ہے۔ احوال میں مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق دہلوی کی تالیف ہوئی ہے اور مطبوع مطبع محبوبی ہے اس کے صفحہ (۱۳) میں یہ لکھا ہے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہ اس کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ عُرائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں کا اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے چھٹ گیا تھا مانند قول مشہور۔ ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

ایسے ہی زندیق ہو گئے۔ انتہٰی۔ اور اسی "تحقیق الحقیقت" کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کلام مولوی مخصوص اللہ کا کہ بڑے عم بزرگوار میرے اعنی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نابینائی سے معذور ہو گئے تھے اسکو یعنی تقویۃ الایمان کو سنا فرمایا کہ اگر میں بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ کا سا اس کا بھی رد لکھتا انتہٰی۔ اور بھی مائۃ مسائل اور مسائل اربعین میں بہت سی باتیں خلاف عقائد اہلسنت کے لکھے ہیں اور اکثر علماء کے دستخط اور مہر اوپر اغلاط اور تحریفات مسائل اربعین کے ہوئی ہیں۔ صفحہ ۲۳ تحقیق الحقیقت میں اسامی اُن علماء کے موجود ہیں۔ اعنی مفتی صدرالدین صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی حضرت احمد سعید صاحب مجددی نقشبندی و حکیم امام الدین خان صاحب و مولوی سید محمد صاحب مدرس اول و مولوی دیدار بخش صاحب و مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب و قاضی محمد علی صاحب و مولوی احمد الدین صاحب و مولوی فریدالدین صاحب و مولوی محمد عمر صاحب و مولوی عبدالرحمٰن صاحب وغیرہم اور در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے حضرت پیر مرشد میرے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور مولوی صدرالدین صاحب نے بھی لکھا ہے "منتہی المقال" اور علماء بریلی نے بھی لکھا ہے اور رد تقویۃ الایمان کا مسمّٰی بہ "تصحیح الایمان" اور علماء رامپور نے متعدد رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور علماء لکھنو و حیدرآباد و مدراس نے بھی رد لکھی ہے چنانچہ صفحہ ۱۱ تحقیق الحقیقت میں مذکور ہے اور مولوی سلطان

۱؎ یعنی امتیاز وغیرہ ان سے اللہ نے چھین لیا تھا اور اس علم کو اللہ نے اُنکے سینہ سے اُٹھا لیا۔ ۲؎ ہے اکثر ان علماء سے مجھے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ اور مولوی خرم علی صاحب کا رسالہ نصیحۃ المسلمین پر عمل کرنا بھی گمراہی ہے۔

کنگی نے رد تقویۃ الایمان لکھی نام اس کا "تنبیہ المغرور" اور حاجی مولوی سید حکیم فخرالدین الہ آبادی نے بھی بالفعل چند عرصہ ہوا کہ رد تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ "ازالۃ الشکوک" لکھا ہے اور مولوی فضل حق خیرآبادی نے مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جو اُن کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے اس واسطے کہ یہ شخص بڑا بے ادب ہے۔ در باب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقویۃ الایمان میں لکھا جو کچھ لکھا انتہٰی۔

اور مولوی سلوک علی صاحب نانوتوی نے رد تقویۃ الایمان لکھا ہے اور نام اس کا تفویۃ الایمان ساتھ فا کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا رکھا ہے اس واسطے کہ وقت تالیف کے مؤلف تقویۃ الایمان کی قلم سے مسودہ میں تفویۃ الایمان ساتھ فا کے لکھی گئی وہذا النقل مشہور و مرقوم فی الرسائل و حضرت پیر مرشد صاحب سے میں نے در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پوچھا۔ مدینہ شریف میں فرمایا کہ اُن کو میں نے اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ تقویۃ الایمان میں اصلاح دے دوں گا اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بد اعتقادی اور فساد دینِ محمدی ہندوستان میں ہوا مولوی اسمٰعیل کی ذات سے ہوا۔ اور علمائے حرمین نے اُن کے کفر پر اور عبدالوہاب نجدی کے کفر پر فتوے لکھے ہیں جو اکثر مطبوع ہو گئے ہیں۔ تھوڑی سی تحفہ محمدیہ شرح رد فرقہ مرتدیہ میں مطبوع بنگلور اور بمبئی میں آخر میں مندرج ہیں۔ اور بہت عقائد اُن کے باطلہ لکھے ہیں اور لکھا ہے اُس میں اور اور کتب میں کہ عقائد مولوی اسمٰعیل دہلوی برابر کتاب التوحید نجدی کے ہے اور تقویۃ الایمان ان کی لایق النعل بالنعل کتاب التوحید نجدی ہے۔ اور فقیر کاتب حروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چرچا پھیلا بس جوتی پیزار چلی۔ خدا جانے کس وقت منحوس میں تالیف ہوئی ہے اور نشان وہابیہ کا اعتقاد تقویۃ الایمان اور صراط المستقیم اور تنویر العینین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مسائل اربعین اور مائۃ مسائل مولوی اسحٰق دہلوی ہے اُس کے سبب سے کارستانیاں اُن کی معلوم ہوتی ہیں اور تحقیق الحقیقت وغیرہ میں بہت احوال ان دونوں صاحبوں کے مندرج ہیں۔

اجابہ الحقیر الفقیر محمد رضا علی البنارسی الحنفی القادری النقشبندی المجددی والاحمدی المعمری کان اللہ لہٗ واصلح حالہٗ واحسن مآلہٗ۔

اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا محمدٍ وعلٰی اٰلِ سیدنا محمدٍ وبارك وسلم علیہ ۱۳۰۸ھ

المشتہر محمد حل خان عفی عنہ ۱۷ راجہ موہن اسٹریٹ کلکتہ۔

خاتمۃ الطبع

"سیف الجبار" از سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ العزیز نجدی عقائد و مظالم کی معتمد علیہ تاریخ ہے کیونکہ مصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا قریبی زمانہ پایا تھا اور بعض باتیں تو ان کی چشم دید ہیں۔ جابجا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی قدست اسرارہم کے اقوال پیش کرنے کی وجہ سے مسلک اہل سنت وجماعت کی صداقت کے بارے میں کسی کو شبہ نہیں رہ سکتا۔

یہ کتاب پہلی بار غالباً حضرت مصنف قدس سرہٗ کے زمانے میں شائع ہوئی تھی بار دوم رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ میں حسب فرمائش حضرت مولانا محب الرسول شاہ محمد عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ شائع ہوئی۔ بار سوم ۱۳۳۰ھ میں جناب غلام احمد صاحب شوق فریدی سنبلی نے آگرہ سے شائع کی۔ بار چہارم ۱۳۳۷ھ میں مولانا منشی محمد لعل خان قدس سرہٗ نے کلکتہ سے شائع کی۔ بار پنجم (سن طباعت ندارد) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے بریلی سے شائع کی۔ بار ششم کئی اضافوں کے ساتھ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ میں "مکتبہ رضویہ" کی طرف سے پیش کی جارہی ہے۔ اشاعت سے مقصد صرف اظہار حق ہے۔ امید ہے کہ اہل انصاف پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ اشاعت العلوم چکوال

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اجنت گڑھ انجن شیڈ لاہور (مغربی پاکستان)

جامعہ امدادیہ مظہریہ (بندیال) کا اجمالی تعارف

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے — کہ در وے بود قیل و قال محمد

حضرت فقیہ العصر استاذ العلماء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی علیہ الرحمۃ نصف صدی سے کچھ کم عرصہ تک بندیال میں سفر گاہِ تحقیق کی منزل بنے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد بظاہر رشد وہدایت کا وہ مینار گر گیا جس کی ضیاء بار شعاعوں سے مسحور ہو کر یمین ویسار سے علم کے متوالے دوڑے دوڑے آتے۔

حضرت قبلہ فقیہ العصر استاذ العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیچھے دو صغیر سن صاحبزادگان مولانا محمد عبدالحق صاحب و مولانا فضل الحق صاحب کو چھوڑا تھا جن کو ابھی علوم کی تکمیل اور تربیت نظر کی ضرورت تھی۔ مارحضِ بندیال سے علم وفضل کی بہار کا یہ وداع کوئی ایسا معمولی واقعہ نہ تھا کہ دستور کائنات میں فرق نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بندیال کے دلوں میں کوئی بات ڈال دی۔ اور وہ لوگ علم ومعرفت کی اس حسین محفل کو پھر آباد کرنے پر گئے اور صاحبزادگان اور دیگر طلباء کی تعلیم کے لئے دار العلوم جامعہ امدادیہ مظہریہ کی بنیاد رکھی گئی اور استاذ العلماء بندیالوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید مولانا محمد سعید صاحب (ٹمن ملتانی) کے ہاتھوں جامعہ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مولانا عبدالغفور صاحب حفیظ بانڈی والے اور مولینا علی محمد صاحب پدھر اڑوی نے بھی تدریسی خدمات کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ میں معقولات کے امام مولانا محمد الدین صاحب بدھوی علیہ الرحمۃ کی خدمات حاصل کی گئیں مگر دینی خدمات کی وہ بے غرض تنویریں جن سے اہل بندیال مانوس تھے ابھی تک بندیال کی فضا کو حاصل نہ ہوئی تھیں۔ آخر ڈھونڈنے والوں کی نگاہیں عصر حاضر کے سب سے بڑے فاضل مدرس استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی مدظلہم تلمیذ ارشد حضرت استاذ العلماء علیہ الرحمۃ کو ڈھونڈ لائیں۔ مولانا کی تشریف آوری کے بعد ہر طرف سے تشنگان علم ومعرفت پروانہ وار ٹوٹ پڑے۔ اور عظمت رفتہ کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی جن کی شعاعوں سے ان کے قلوب حضرت استاذ العلماء کے دور میں منور ہو چکے تھے۔